خانوادۂ نبوت اور خاندانِ صحابہ سے اٹھنے والے مشاہیر اولیا و عرفا کا دل نشیں تذکرہ

تذکرۃ الانساب

تصنیفِ لطیف

فاضلِ اجل، مورخِ بے بدل، پیرزادہ مولانا سید امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی
(متوفی ۱۳۳۱ھ)

تسہیل و ترتیب و تقدیم
محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

ناشر
رفاعی مشن ناسک

اَلاَ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ [سورۂ یونس:۱۰/۶۲]

الحمد للّٰہ والمنة کہ دریں ایام میمنت فرجام تحفہ ارباب جواہر نایاب فی تحقیق
سلسلۃ السادات الکرام ومشاہیر شیوخ العظام احوال خاندان بزرگانِ دین
وبیان سادات ومشائخین یعنی جامع البرکات فی ذکر نسب السادات

تذکرۃ الانساب ۱۳۲۲ھ

تصنیف لطیف

فاضل اجل وعالم اکمل جناب مولانا مولوی **سید امام الدین احمد** بن مولانا سید
عبدالفتاح صاحب معروف بہ مولوی میر اشرف علی نقوی حنفی قادری گلشن آبادی
مدرس فارسی مدرسہ عالیہ گورنمنٹ شہر ناسک

-: تسہیل وترتیب و تقدیم :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : تذکرۃ الانساب [تذکرۂ مشاہیر مشائخ وسادات]

تالیف : مولانا سید امام الدین احمد نقوی حنفی گلشن آبادی

ابن علامہ مولانا مفتی عبد الفتاح گلشن آبادی

ترتیب وتقدیم : ابو رفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

afrozqadri@gmail.com

تحریک وتائید : مفکر اسلام رفیق گرامی علامہ سید رضوان احمد رفاعی شافعی

rifai.rizwan11@gmail.com

Mobile: 09923819343

تشجیع : مبلغ اسلام علامہ مفتی محمد عبد المبین نعمانی قادری مدظلہ

غرض وغایت : تحفظ وترویج اثاثۂ علماے اہل سنت

صفحات : دوسو اٹھاسی (288)

اشاعت : 2016ء - ۱۴۳۷ھ

تقسیم کار : رفاعی مشن، ناسک شریف۔ مہاراشٹرا۔

○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّكَ أنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ ○

Fattah ghulshanabadi\Syed Imamuddin\Tazkiratul Ansaab\20160119_130735.jpg not found.

[افضل المطابع دہلی میں عبدالغفار بیگ کے اِنصرام سے ۱۳۲۲ھ میں طبع شدہ نسخے کا سرورق]

found.

[افضل المطابع دہلی میں ۱۳۲۲ھ میں طبع شدہ نسخے کی فہرست کا سرورق]

فہرست مضامین

[فہرست الف بائی کتاب کے اَخیر میں صفحہ 269 سے ملاحظہ فرمائیں]

ایک سیدزادہ کے قلم سے

خطیب باوقار، اَدیب روزگار، مفکرملت علامہ **سید رضوان احمد رفاعی شافعی** -دام ظلہ-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم الانساب اہل عرب کا خاص اور اِمتیازی فن رہا ہے۔ اس فن میں مہارت رکھنے والے طبقہ کونسابین کہا جاتا ہے۔ اس علم کی برکت سے ہم ماضی کے دریچوں سے اسلاف و اخلاف، علما وسلاطین، سادات و ہداۃ کے خدوخال اوران کی خاندانی شرافت وعظمت سے واقف ہوتے ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں علم الانساب کا شمار علوم سینہ میں ہوتا تھا؛ مگر جب سے علوم سینوں سے سفینوں میں منتقل ہونے لگے تو دیگر علوم کی طرح یہ علم بھی محض کتابوں کی زینت بن گیا۔ اہل عرب میں نسب کی حفاظت کا اہتمام اس قدر تھا کہ وہ اپنے پالتو جانوروں اور پرندوں کے نسب کو بھی محفوظ رکھنے کے عادی تھے؛ مگر شومیِ قسمت کہ آج ہمیں اس علم کے نام سے بھی کام نہیں ہے۔ جماعت صحابہ میں امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس علم پر خاص ملکہ حاصل تھا۔ مسلم شریف میں ہے :

إن أبا بكر أعلم قريش بأنسابها و إن لي فيهم نسبا . (صحيح مسلم)

یعنی یقیناً ابوبکر قریش میں نسب کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اور میرا نسب بھی قریش سے ہے۔

عن أبي هريرة ﷺ تعلموا من أنسابكم ما تصلون به أرحامكم فإن صلة الرحم محبة في الاهل مثراة في المال منساة في الاثر . (ترمذى)

یعنی تمھیں اپنی قرابتداریوں سے واقفیت حاصل کرنی چاہیے کہ اس سے آپسی محبت اور مالی ثروت میں اضافہ ہوتا ہے اور عمریں طویل ہوتی ہیں۔

ابوابِ فقہ میں کتاب النکاح کے اندر کفاءت کے مسائل کی اَساس و بنیاد اسی علم پر ہے۔ نیز احادیث کے مراتب صحت کی بنیاد راویوں کے حسب ونسب کی صداقت وصحت پر بھی موقوف ہے۔ اسلامی نظام شہادت کا یہ پہلو کس قدر تابناک ہے کہ جہاں کہیں کسی نے قال رسول اللّٰہ ﷺ کہا، مہد سے لحد تک اس کا پورا وجود معرض نظر و بحث میں آجاتا ہے۔ حسب ونسب سے راوی کی سیرت وشخصیت کے واضح نقوش سامنے آتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

انظروا عمن تأخذون هذا العلم فانما هو الدين .

یعنی تم لوگ جس سے علم حاصل کرتے ہو اس کی جانچ پڑتال کر کے اچھی طرح دیکھ لو؛ کیوں کہ یہ علم دین ہی ہے۔

خونی رشتوں کے تعارف اور نسب کی حفاظت کی ترغیب خود مذہب اسلام نے دی ہے۔ رب تعالی کا اِرشاد ہے :

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ . (سورة الحجرات: ۴۹/ ۱۳)

اے ایمان والو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

مذکورہ آیات کریمہ میں رب تعالی نے جہاں مسلمانوں کو صحت نسب کی تخریج کا حکم

دیا ہے، وہیں حسب ونسب کے اعزاز کی اَقدار کو بھی واضح فرما دیا ہے۔ ہاں! مانا کہ عالی نسبتوں کا اِحترام ضروری ہے؛ مگر اس پر بے جا فخر کرنا بھی روا نہیں ہے۔ خصوصاً بعض وہ ساداتِ کرام جنھوں نے 'پدرم سلطان بود' کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، وہ یہ ہرگز نہ بھولیں کہ مدارِ نجات تقویٰ ہے۔ فضل نسب ونفع آخرت گرچہ مطلقاً باطل نہیں ہے، تاہم سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور فرمائیں :

الناس بنو آدم و آدم من تراب . (جامع ترمذی)

یعنی تم سب اولاد آدم ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

موقع کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک زندہ جاوید مثال پیش کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ بات ایک پیشہ ور مقرر صاحب کی ہے، جن کی سیادت مشکوک ومختلف فیہ ہے، ان کا عالم یہ ہے کہ وہ دورانِ خطاب خانوادۂ نبوت سے اپنا رشتہ اس طرح جوڑتے ہیں جیسے حسنین کریمین ان کے حقیقی بھائی ہوں، سیدۂ کائنات ان کی حقیقی ماں ہوں اور مادرِ مؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان کی حقیقی دادی ہوں۔ العیاذ باللہ

ساداتِ کرام کی سیادت وشرافت مسلم؛ مگر فرقِ مراتب کی اس طرح دھجیاں اُڑانا کسی بھی عالی مرتبت سیدزادہ کو کبھی زیب نہیں دیتا۔ ایسوں کو تو نفس کے موٹاپے کا روحانی محاسبہ اور بے خطا علاج کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے لوگ دل کی تختی پر نقش کر لیں کہ حسب ونسب' فخر جتانے اور اِتراتے پھرنے کے لیے نہیں ہیں۔ عاشق صادق علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کی فکر ہمیں ایک پیغام دیتی ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

زیر نظر کتاب '**تذکرۃ الانساب**' شہر ناسک (گلشن آباد) کے حنفی نقوی پیر زادہ

خانوادے کے اس عظیم مؤرخ واَدیب کے قلم حق رقم کا علمی وتحقیقی شاہکار ہے جس کے گھرانے کی روحانی، علمی اور فکری خدمات وفتوحات کا دائرہ بہت وسیع اور صدیوں پر محیط ہے۔ ملت اسلامیہ کی خدمات جس دردِ دل اور اخلاصِ فراواں سے انھوں نے کی ہے وہ اپنی مثال آپ، اور ملک وملت کے ماتھے کا قیمتی جھومر ہے۔

مولانا سید امام الدین احمد گلشن آبادی جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول اور سرچشمہ علم وکمال تھے۔ ان کے روز وشب کا تجزیہ کریں تو وہ ہمیں ایک خلوت نشیں صوفی، گوشہ گیر بزرگ، باکمال اُستاذ ومربی اور باہمت مصنف ومؤرخ نظر آتے ہیں۔ قلم وقرطاس اُن کی کل کائنات تھی، اور تصنیف وتالیف ان کی روحانی غذا۔

دعوت دین واخلاق کے فروغ، رد بدعات و اصلاح معاشرہ اور تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے اس خانوادۂ صادقیہ کی ہشت پہلو خدمات کا اقرار واعتراف تو اہل زمانہ اِنشراحِ صدر کے ساتھ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؛ مگر حالات کی ستم ظریفی دیکھیے کہ جس طرح دشمنانِ دین کی معاندانہ سرگرمیوں نے ہمیں کافی نقصان پہنچایا وہیں بعض کرم فرما قائدین کی بے توجہی نے بھی کئی ناموروں کے علمی کارناموں کواور ان کے ناموں کو دسیوں من مٹی میں دفنا دیا ہے۔

خدا سلامت باکرامت رکھے ابورفقہ علامہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی- حفظہ المولیٰ تعالیٰ- کے احساس فکر تحریک اسلاف شناسی کو، جس کی برکت سے سالِ گزشتہ 'برکات الاولیاءٗ' کی کامیاب اشاعت کے بعد اب اس تاریخی دستاویز کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہمیں سعادتیں حاصل ہورہی ہیں۔

محققین کے لیے یہ کتاب ماخذ ومصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی متعدد عظیم خانقاہوں سے کئی دانشوروں کے اس کتاب کی بابت فون آئے۔ بالآخر کتاب کی اشاعت کی ٹھان ہی لی۔ ابورفقہ نے قلم تھاما، ہم نے دعائیں مانگیں،

دعائیں بابِ اجابت سے جاٹکرائی، اہل ثروت نے دست تعاون بڑھایا، اللہ نے دستگیری فرمائی۔ اورانجام کار یہ کتاب آپ کے مطالعہ کی میز تک آ پہنچی۔

یہ کتاب اپنی زبان کی قدامت کی وجہ سے تسہیل کا اور موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ترتیب جدید کا تقاضا کر رہی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ مولانا نے اس کی تسہیل و ترتیب جدید کے ساتھ بہت سے مفید حواشی کا اضافہ کر کے کتاب میں چار چاند لگا دیے ہیں۔

اَدیب شہیر، صاحب تصانیف کثیرہ ابو رفقہ علامہ مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ عمر خضر عطا کرے، اور ان سے وہ کام لے جو ان کے لیے دارین کی سرخروئی کی ضمانت بن جائیں۔

آج بلا مبالغہ ان کے قلم کی گونج پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے، اَکابر انھیں دعاؤں سے نواز رہے ہیں اور اصاغر انھیں اپنا آئیڈیل بناتے جارہے ہیں، یہ میں نہیں کہتا حقائق وشواہد اس کے گواہ ہیں۔ قریباً چالیس سے زیادہ متعدد اہم اور اچھوتے موضوعات پر ان کی وقیع تصانیف بھی اس پر شہادتِ عدل قائم کرتی ہیں۔ مولانا کی ہر کتاب اپنے اندر ایک ندرت اور انفرادیت کی شان رکھتی ہے، اور اس میں عوام وخواص سب کے لیے علم ومعرفت کی روشنی موجود ہوتی ہے۔ عمر تو چھوٹی سی ہے؛ مگر کام بزرگوں کے ہیں، یہ اللہ کی بے نیازی کی دلیل ہے کہ وہ جس سے جب جو کام چاہے لے لے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دیگر کتب کی طرح رفاعی مشن سے اس پیش کش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسے عوام وخواص کے لیے نفع بخش اور معاونین وخیر خواہان کے لیے سامانِ ازیادِ نعمت وتوشۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

-: دعا گو ودعا جو :-

ابوالعاص سید رضوان احمد رفاعی

روزِ جمعہ، ۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ......۱۲؍ فروری ۲۰۱۶ء

مولانا سید امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی

میں کہ مری نوا میں ہے آتش رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

شہر ناسک (گلشن آباد) اپنی مخصوص معاشرت ومعیشت اور کامیاب صنعت وتجارت کے ساتھ ایک علمی شکوہ وجلال اور مذہبی غلبہ وتصلُّب بھی رکھتا ہے۔ اس دھرتی نے اہل علم کے علاوہ بہت سے اہل اللہ اور واصلانِ حق بھی جنمائے ہیں جن کے پاک اَنفاس کی برکتوں نے آج تک شہر ناسک اور اس کے اَطراف کو امن وآشتی کا گہوارہ اور الطافِ ربانیہ کامہبط ومرکز بنا رکھا ہے۔ اس خطے کو صدیوں فضل وکمال کی آبیاری وسرپرستی کرنے کا اِعزاز حاصل ہے۔ بلاشبہ علمی اَقدار وتحقیقی معیار میں اس خطے کے علما ومفکرین کی زرّیں خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

گلشن آباد کی سوندھی مٹی سے اُٹھنے والوں میں اور اس کے نام کا بھرم قائم رکھنے والوں میں ایک معتبر اور ممتاز شخصیت علامہ مفتی سید عبد الفتاح گلشن آبادی علیہ الرحمہ کے لائق وفائق صاحبزادے مولانا سید اِمام الدین احمد نقوی حنفی گلشن آبادی کی بھی ہے، جن کا نوکِ قلم فکر وفن کی مجاہدانہ خدمت کرنے، خصوصاً سیرت وتاریخ کی زلف برہم کو سنوارنے اور خادمانِ علم وشریعت کی حیات وخدمات کے مخفی گوشوں کو اُجاگر کرنے میں تادمِ حیات بے تکان چلتا رہا۔ اُمت مسلمہ عموماً اور جماعت اہل سنت خصوصاً اپنے ان عبا قرۂ روزگار پر جتنا بھی فخر وناز کرے کم ہے!۔

مولانا سید امام الدین احمد نقوی ۱۲۶۶ھ میں گلشن آباد کے ایک علمی وروحانی گھرانے کا چشم وچراغ بن کر معمورۂ وجود میں جلوہ آرا ہوئے۔ خانوادۂ نبوت کے گل سرسبد ہیں۔ سادات حسینی ہونے کے باعث آپ کا خانوادہ شروع ہی سے دکن کے علاقے میں 'پیرزادہ خاندان' کہلاتا تھا۔ آپ متبحر عالم، عارف حق نگر، اور باپ ہی کی طرح میدانِ تصنیف وتدریس کے شہسوار اور دنیاے رشد وہدایت کے قافلہ سالار تھے۔ آپ نسباً نقوی، مذہباً حنفی اور مشرباً قادری وچشتی ہیں۔

زبدۃ العارفین، امام الواصلین حضرت سیدنا الشاہ محمد صادق حسینی سرمست قدس سرہ کے لگائے ہوئے گھنے باغ کے آپ ایک شجر سایہ دار تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سید صادق حسینی سرمست علیہ الرحمہ (م ۱۰۴۹ھ) کے چار بیٹوں میں سے فرزند اکبر وفرزند اصغر دونوں سے جاکر مل جاتا ہے۔ فرزند اکبر تک آپ کا سلسلہ نسب یوں جاتا ہے :

سید امام الدین احمد نقوی بن سید مولوی عبد الفتاح عرف میر اشرف علی بن سید عبد اللہ حسینی قادری پیرزادہ گلشن آبادی، بن سید شمس الدین، بن سید زین العابدین، بن سید محی الدین، بن سید عبد الفتاح، بن سید شیر محمد عرف اسد اللہ حسینی، بن حضرت سید شاہ محمد صادق حسینی سرمست، بن سید امین الدین، بن شیر محمد، بن سید علی اسد اللہ، بن احمد راجو، بن سید اسد اللہ، بن سید محمد راجو، بن سید امین الدین، بن سید صفی ہمدانی، بن سید محمد، بن سید احمد اصغر، بن سید علی اصغر، بن سید حسین عسکری، بن سیدنا امام علی نقی عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دوسرا نسب نامہ حضرت سید صادق سرمست علیہ الرحمہ کے فرزند خورد سے جاکر یوں ملتا ہے: مولوی سید نظام الدین بن میر نذر علی بن سید حسین علی بن سید میراں بن سید حسین بن سید عبد الرحیم بن حضرت سید شاہ صادق حسینی سرمست قدس اسرارہم الی آخرہٖ۔(۱)

(۱) تذکرۃ الانساب از سید مولانا امام الدین احمد گلشن آبادی: ۱۴۱ تا ۱۴۲۔ مطبوعہ افضل المطابع دہلی۔

گھر کے علمی و روحانی ماحول میں آپ کی تعلیم وتربیت کا بھرپور اہتمام ہوا۔ تحصیل علم کا آپ نے فطری ذوق پایا تھا۔ کہتے ہیں کہ شیر کے بچے کو شکار کرنا اور مچھلی کے بچے کو تیرنا نہیں سکھایا جاتا، یہ چیزیں فطرت وجبلت کا عطیہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح علمیت وروحانیت کی اس سوندھی مٹی سے اُٹھنے والے بچے کو بھی بس انگلی پکڑانے کی دیر ہوتی ہے، بقیہ مراحلِ شوق، جبلی شاہین طے کرا دیتا ہے۔

آپ کے پدر بزرگوار سید الخلفاء مولانا سید عبدالفتاح حسینی عرف میر سید اشرف علی گلشن آبادی (م ۱۳۲۳ھ) برصغیر کے اُن مایۂ نازعلما میں تھے جن کے وجود سے چودھویں صدی کو فخر واعزاز حاصل تھا۔ آپ امام اہلسنّت بھی تھے، اور مجاہد سنیت بھی۔ آپ کے دم قدم سے ناسک اور اس کے اَطراف میں عقیدۂ اہل سنت خوب پھلا پھولا، اور آپ جیتے جی اس کی آبیاری کا مؤمنانہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

چنانچہ ایسے ذمہ دار باپ نے آپ کے فکر واَدب کو صیقل کرنے اور آپ کو کردار وعمل کا غازی بنانے میں کوئی کسر روا نہ رکھی تھی۔ خدا کا شکر کہ آپ بھی والدین کی دعاہاے نیم شبی کا نتیجہ واَثر ثابت ہوئے، اور خود کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے بعد بوڑھے باپ کی وراثت علمی اور فرائض منصبی کو بخوبی سنبھالنے کے لیے نہ صرف آمادہ کرلیا بلکہ 'اگر پدر نتواند پسر تمام کند' کی بھولی بسری یادوں کو بھی تازہ کردیا۔

آپ نے کتب درسیہ فارسیہ باضابطہ اپنے دادا سید عبداللہ حسینی سے پڑھیں۔ فقہ واَدب، تفسیر وحدیث اور فرائض کا درس اپنے والد ماجد سے لیا۔ نیز مولانا نظام الدین لاہور، مولانا فرحت اللہ، اور مولانا ہدایت اللہ فاروقی وغیرہ کی بارگاہوں سے بھی اکتسابِ علم وکمال کیا۔ جب کہ سلوک ومعرفت اور تصوف وروحانیت کے مقامات مولانا سید عبدالصمد بخاری کی کڑی نگرانی وسرپرستی میں طے کیے۔(۱)

(۱) تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان، معروف بہ تذکرۂ علماے حال: ۱۵۔ منشی نول کشور ۱۸۹۷ء

آپ نے بیعت و اجازت کو حضرت خواجہ سید لطف علی شاہ مودودی چشتی علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔(۱) نیز عمدۃ المشائخین سید عبدالرزاق عرف سید عطا حسین فانی ابوالعلائی سے بھی ۱۲۶۱ھ میں شہر بمبئی کے اندر آپ کو خرقۂ خلافت ابوالعلائیہ عطا ہوا۔(۲)

مگر آپ کی زندگی نے بہت زیادہ وفا نہیں کیا؛ اس لیے تصوف وروحانیت کا فیضان عام کرنے اور معارف وحقائق کے جوت جگانے کا آپ کو بہت زیادہ موقع نہیں ملا۔ تاہم جو وقت بھی ملا وہ تصنیف وتالیف، فیوضاتِ ظاہری و باطنی کی تقسیم، خلق خدا کی نفع رسانی اور تدریس وتوعیظ کے لیے وقف رہا۔ بتایا جاتا ہے کہ سرکاری مدرسہ عالیہ گلشن آباد عرف ناسک میں آپ نے ملازمت بھی کی ہے اور وہاں عربی وفارسی کے کامیاب مدرس کے طور پر طالبانِ کو زیورِ علم وعمل سے آراستہ وپیراستہ کیا ہے۔

صاحب تذکرۂ علماے اہل سنت مولانا محمود احمد قادری رفاقتی لکھتے ہیں :

’مولانا سید امام الدین حسینی آپ (مولانا عبدالفتاح گلشن آبادی) کے صاحب زادے، عالم متبحر اور عارف حق نگر تھے۔ آپ ہی کی طرح درس وتدریس اور رشد وہدایت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ مولانا امام الدین نے تین جلدوں میں تاریخ الاولیاء کے نام سے عہد رسالت سے چودہویں صدی تکے ربع اوّل تک کے اُن علما کا تذکرہ لکھا جو عارف بھی تھے‘۔(۳)

تبلیغ دین متین، عقائد حقہ کا فروغ اور روحانی اقدار کی بحالی اس خانوادے کا طرۂ اِمتیاز رہ چکا ہے۔ چنانچہ شعور وآگہی اور حقائق ومعارف کا جو آبشار حضرت صادق حسینی سرمست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں کی ٹھوکر سے پھوٹا تھا اس کا فیضان نسلاً بعد نسلٍ مولانا عبدالفتاح

(۱) حاشیہ کیفیۃ العارفین فارسی، از: سید عطا حسین فانی۔ محشی حسین الدین احمد۔ ص:۳۱۶۔

(۲) تذکرۃ الانساب: ۸۹ مطبوعہ افضل المطابع دہلی۔ سنہ ۱۳۲۲ھ

(۳) تذکرۂ علماے اہل سنت: ۱۳۹۔ مطبوعہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد۔ بار دوم ۱۹۹۲ء

گلشن آبادی سے ہوتا ہوا آپ تک پہنچا، اور آپ نے اپنی ذاتِ ستودہ صفات سے اسے عام وتام کرنے اور تشنہ کامانِ معرفت تک بڑھانے میں بھرپور قائدانہ ومرشدانہ رول اَدا کیا تھا۔

آپ نے حضرت سید شاہ محمد صادق سرمست حسینی کی علمی وفکری وراثت کو بڑے آبرومندانہ طریقے پر آگے بڑھایا۔اور والد ماجد علامہ سید عبدالفتاح گلشن آبادی کے تحقیقی وتصنیفی مشن کو اس کے قابل رشک انجام تک پہنچایا۔اس طرح آپ جد واَب کی خصوصی عنایات اور اُن کے روحانی برکات وفیوضات کے مورد ومہبط بنے۔علم وکمال کے فروغ میں اس خانوادۂ صادقیہ کی خدمات بڑی وقیع اور باثروت رہی ہیں۔میر وارث علی بن میر ہدایت علی پیرزادہ نے اس حوالے سے بڑی حقیقت لگتی بات لکھ دی ہے :

'شکر ہے اس جل شانہ وعم نوالہ کا کہ حضرت سید صادق حسینی کے فرزند حضرت شیر محمد کی شاخ میں چار ہستیاں ایسی پیدا ہوئیں جنھوں نے اِس بجھی ہوئی شمع کو روشن کیا۔قرآن،تصوف،فقہ،حدیث اور اپنے جدامجد کی سوانح حیات پر بہت سی تصنیفات کر کے قوم کی خدمت کی۔ یہ ہستیاں گویا اپنے زمانے کے روشن ستارے تھے، اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مذہباً اہل سنت تھے اور سجادہ نشینی کی مسند کو تادم حیات قائم وجاری رکھا۔ ان کی تصانیف کی وجہ سے انھوں نے اپنے وطن ناسک کا نام بھی روشن کردیا۔ان کے علم وقلم کی ہر دانش مند شخص نے، ہر اہل ادب وفکر اور علماے وقت نے داد دی ہے۔ان چاروں ہستیوں نے من جملہ تقریباً ۵۶ کتابیں شائع کی ہیں۔ یہ کتابیں عربی، فارسی، اور اُردو میں شائع ہوچکی ہیں۔ ما سوا کچھ رسائل اور کچھ ابیات بھی شائع ہوئے ہیں۔ان کی بہت سی کتابیں مستند اور قابل تحسین وآفرین ہیں۔ان چاروں بزرگ اور لائق ستائش ہستیوں کے

نام یہ ہیں: سید عبداللہ حسینی گلشن آبادی، مولوی مفتی سید عبدالفتاح عرف اشرف علی گلشن آبادی، سید امام الدین احمد گلشن آبادی، اور سید مولوی بشیر الدین احمد گلشن آبادی۔(۱)

آپ کی حیاتِ طیبہ کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آپ کی زندگی کا اصل مشن اسلاف شناسی کا فروغ اور اَثاثۂ اکابر کا تحفظ و ترویج تھا۔اسی لیے والد ماجد اور جد امجد نے جو علمی میراث چھوڑی اسی کو تب وتاب بخشنے میں آپ نے حیاتِ مستعار کی گنی چنی سانسیں صرف کر دیں۔ اور پھر یہی رنگ آپ کے بچوں خصوصاً مولانا بشیر الدین نقوی میں بھی منتقل ہوا کہ جو کام باپ کی حیات میں تشنہ رہ گیا تھا اس کی تکمیل کا اہتمام کر کے انھوں نے بزرگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اُن کی ارواح کی سیرابی وشادابی کا بھرپور سامان کیا۔

اِحقاقِ حق و اِبطالِ باطل اس خاندانِ نقویہ کا ہمیشہ سے طرۂ امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ مولانا سید عبدالفتاح گلشن آبادی علیہ الرحمہ نے تو فرقہ ضالہ وہابیہ کی تردید میں 'تحفہ محمدیہ' نام سے ایک دنداں شکن، جامع اور ضخیم کتاب ہی تحریر کر دی ہے۔ مولانا سید امام الدین احمد نقوی کی اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب تو ہماری نگاہ سے نہیں گزری؛ تاہم آپ کی بعض تحریریں اس کا بھرپور اِشاریہ دے رہی ہیں۔

سوادِ اعظم کی مربوط کڑی سے وابستہ علماے کرام اور مشائخ عظام نے آقاے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا غلامانہ خراجِ محبت پیش کرنے کے لیے ہر دور میں میلاد کے متنوع موضوع پر کچھ نہ کچھ تحریر کیا ہے۔ سیرت کے باب میں جتنا میلادِ پاک کے موضوع پر لکھا گیا شاید ہی کسی اور موضوع کو کمیت وکیفیت کے اعتبار سے اِتنا برتا گیا ہو۔

(۱) گلشن صادق، از: میر وارث علی۔ص: ۱۲۸-۱۲۹۔مطبوعہ مالیگاؤں، ناسک، بارِاوّل ۱۹۸۱ء

مولانا امام الدین نقوی نے بھی میلاد کے موضوع پر'رحمۃ للعالمین فی مولد خاتم النبیین' نامی کتاب لکھ کر دراصل خسرِ خوباں، والی کون ومکاں اور پیغمبر انس وجاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں، اِرادتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا ہے۔

خدائے بخشندہ نے آپ کو بڑا سیال وجوال قلم عطا فرمایا تھا۔ تاریخی گلیارے اس کی دلچسپی کا خاص میدان تھے۔ نت نئے موضوعات وعناوین کی تلاش کا وہ خوگر تھا۔ اسی لیے اس کی بازیافتیں اور تحقیقیں اہل علم واَدب کے لیے بڑا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ آپ نے اپنی قلمی وفکری ساری پونجی سیرت وتاریخ کی زلف برہم کو سنوارنے کے لیے گروی رکھ دی تھی۔ شاید آپ نے جماعت اہل سنت کی اس میدان میں جمود وبے حسی کو محسوس کرلیا تھا، جس کے کفارے کے لیے آپ کو ہزاروں صفحات پر مشتمل تاریخ الاولیاء، برکات الاولیاء، تذکرۃ الانساب، تذکرۂ حیات العلماء، تاریخ روم وشام وغیرہ جیسی وقیع، مدلل اور معرکۃ الآرا کتب تصنیف کرنا پڑیں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سیادت پناہ فضیلت دستگاہ مولانا سید امام الدین احمد نے جس موضوع کو بھی اُٹھایا اسے خوب نبھایا۔ آپ کی تصانیف مکتبہ اہل سنت وجماعت میں ایک خوبصورت اِضافہ ہیں، ان میں تکرار کا دور دور تک کوئی گزر نہیں۔ کمیت کے اعتبار سے آپ کی مصنفات گرچہ کچھ کم ہیں؛ مگر کیفیت ووزن کے اعتبار سے بہت ہی وقیع وگراں قدر ہیں۔ جن کتابوں کا علم ہمیں ہوسکا ان کی تفصیلات حسب ذیل ہیں :

☆ **تاریخ الاولیاء جلد اوّل، جلد دوم، جلد سوم**: یہ آپ کا عہد ساز اور تاریخ آفریں کام ہے۔ آپ نے اس میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر چودھویں صدی کے ربع اوّل تک کے اُن علما وفضلا کا ذکر جمیل کیا ہے جو عارف حق نگر اور واصل باللہ بھی تھے۔

☆ **تذکرۃ الانساب**: زیرنظر کتاب۔ یہ بھی ایک جامع اور اپنے موضوع پر بھرپور تذکرہ

ہے۔اس کتاب میں خصوصاً خلفاے راشدین کی اولاد میں جو بزرگانِ دین گزرے ہیں ان کے مختصر حالات مع شجر ہاے نسب تحریر ہیں۔ یوں ہی ائمہ دوازدہ کی اولاد میں جو عارفانِ حق، علماے ذوی الاحتشام اور وارثین علوم ظاہری و باطنی ہوئے ہیں ان کی سوانح شجروں کے ساتھ منضبط ہے۔۱۳۱۲ھ میں یہ معرضِ وجود میں آئی۔

☆ **برکاتُ الاولیاء:** یہ کتاب اولیاے ہندو پاک پر مختصر انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب میں بھی تاریخ الاولیاء کا سا انداز اپنایا گیا ہے کہ جو علما' عرفاے حق ہوئے ہیں انھیں کے تذکار جمیل کو زینت کتاب بنایا گیا ہے۔سالِ گزشتہ ۲۰۱۵ھ میں رفاعی مشن کی کوششوں سے جدید ترتیب وتسہیل وتقدیم کے ساتھ یہ کتاب منظر عام پر آئی اور اہل علم وکمال نے اس کی بہت سراہنا کی اور ہاتھوں ہاتھ لیا۔

سلوک العارفین ...... سرورِ عاشقین ...... سراج الفقراء ...... تاریخ روم وشام...... تذکرۂ حیات العلماء......اور رحمۃ للعالمین فی مولد خاتم النبیین وغیرہ۔

رحمۃ للعالمین کی تمہید میں مولانا نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ اس کتاب کی مانند میں نے قطب ربانی، محبوبِ سبحانی، غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم کے منظوم ومنثور مناقب پر مشتمل جدید طرز واُسلوب کی رعایت کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی ہے۔خدا معلوم وہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی یا دیگر کتب کی طرح دیمکوں کا رزق بن کر رہ گئی۔

حیرت کی بات ہے کہ مولانا کے گھر کے سیرت نگاروں نے (گلزارِ صادق اور گلشن صادق وغیرہ میں) آپ کی تصانیف کے تحت دیگر کتابوں کا تو بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے، حتیٰ کہ وہ کتابیں بھی بیان کرڈالی ہیں جنھیں طباعت کے مرحلے سے گزرنا نصیب نہیں ہوا؛ مگر آپ کی قلمی خدمات میں مذکورہ بالا کتاب (رحمۃ للعالمین) کا کہیں کھوجے سے بھی ہمیں نام نظر نہیں آیا، حالانکہ یہ کتاب مطبع فتح الکریم، بمبئی سے ۱۲۹۶ھ کی طبع شدہ ہے اور

ہماری تحویل میں بھی ہے۔اور غالبًا یہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے۔

شعروشاعری کا خصوصی مذاق بھی آپ کو مبدأ فیاض کی طرف سے عطا ہوا تھا۔گویا باپ جن جن محاسن ومفاخر سے مرصع تھا ہونہار بیٹے میں بھی اس کی وافر جھلک موجود تھی۔ علامہ سید عبدالفتاح نقوی گلشن آبادی اپنا تخلص اشرفؔ رکھتے تھے، جب کہ مولانا نے اپنے لیے احمدؔ تخلص منتخب کیا تھا۔

مولانا اپنے قلبی واردات کے اظہار وبیان کے لیے بڑی اچھی زمینوں کا انتخاب فرماتے اور قافیہ سازی وردیف گری میں تو اپنی نظیر آپ تھے۔آپ کا میلادنامہ میرے دعوے پر بھرپور دلیل رکھتا ہے۔اس کتاب میں ہر روایت کے بعد مولانا نے ایک قصیدہ رقم کرنے کا التزام کیا ہے، جن میں بیشتر قصائد علامہ عبدالفتاح گلشن آبادی کے ہیں، بعض دیگر شعرا کے ہیں اور بقیہ آپ کے طبع زاد اور آپ کی فکر وقلم کا نتیجہ ہیں۔

آپ کی زندگی کے بیشتر گوشے مورخین کی کرم فرمائیوں کے باعث ہنوز پردۂ خفا میں ہیں۔جو کچھ یہاں حیطۂ تحریر میں آیا وہ دراصل آپ کی قلمی خدمات کے جھرونکوں سے چھنتا ہوا ایک دھندلا سا عکس ونقش ہے۔اگر آئندہ آپ کی مزید کتب ہمیں موصول ہوئیں تو آپ کی زندگی کے مزید حقائق سے پردہ اُٹھانے کی کوشش کی جائے گی؛ تاہم جو کچھ بیان ہوا وہ آپ کی حیات وخدمات کے اہم گوشوں کو سمجھنے میں یقیناً معاون ومددگار رہوگا۔

علوم وفنون کی بےمثال خدمات انجام دینے والی یہ عظیم المرتبت شخصیت بروز پنجشنبہ ۱۷؍رمضان کی مقدس ساعتوں میں ۱۳۳۱ھ (مطابق ۲۰؍اگست ۱۹۱۳ء) کے اندر دنیا کی بزمِ کمال کو اپنے وجودِ مسعود سے خالی کرگئی۔اِنا للہ واِنا الیہ راجعون

اِس سے اندازہ کرلینا چاہیے کہ جماعت کی کتنی اہم اور برگزیدہ شخصیات کو ہمارے تساہل وعدمِ اعتنا نے پردۂ خمول کی نذر کرچھوڑا ہے،اور تاریخ نے انھیں دفنا کر اپنے ہاتھ سے مٹی بھی جھاڑ لی ہے۔حالت یہ ہے کہ آج کچھ شخصیات کے نام مل رہے ہیں تو اُن کے کام

ہماری دسترس سے باہر ہیں اور کچھ کے کام مل رہے ہیں تو اُن کے سوانحی خاکے ندارد ہیں۔

مولانا عبدالسمیع بنارسی معروف بہ حافظ گھسیٹا قدس سرہ اور ابوالحامد مجاہد سنیت مولانا احمد علی مئوی حنفی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر کام کرنے کے دوران ہمیں اس چیز کا نہایت شدت سے اِحساس ہوا۔ یہ دونوں ہماری جماعت کی بہت ہی مستند، مجاہد، باوقار، سرگرم اور ذمہ دار ہستیاں ہوئی ہیں؛ مگر آج ان کے کام تو ایک طرف رہے، ان کے نام سے بھی اچھے اچھوں کے کان ناآشنا ہیں۔ ایسے میں **فإلی اللہ المشتکی** کہنے، اور **لاحول ولا قوۃ الاباللہ العلي العظیم** پڑھنے کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے!۔

اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی! ضرورت ہے کہ آج اہل سنت کے جیالے اُٹھیں، شعور کی آنکھیں کھولیں، عقل کے ناخن لیں، دعوت وعزیمت کی پژمردہ روح میں حیاتِ تازہ کی لہر دوڑا دیں اور حالات کو مزید اَبتر ہونے سے بچانے میں اپنا مؤمنانہ کردار اَدا کریں۔ یقین رکھیں کہ ان قربانیوں سے نہ صرف اہل سنت کے دن پھریں گے بلکہ آپ خود بھی زندۂ جاوید ہو جائیں گے۔

قوموں کی تاریخیں پڑی ہیں پڑھیں اور دیکھیں کہ اَسلاف کے کارناموں کو اُجاگر کرنے والے کس طرح خود اُجاگر ہو گئے۔ دوسروں کی خوراک کا سوچنے والے کبھی خود بے خوراک نہیں سوتے۔ جو لوگ بڑے بڑے مہمان خانے بناگئے، وہ کبھی بھوکے نہ رہے۔ یعنی دست غیب سے ان کی اِمداد ہوتی رہی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اِنسان اِنسان کے کام آئے۔ اسی لیے اس نے اپنے محبوبِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان غیب ترجمان سے ہم تک یہ پیغام بھیجوایا ہے :

اللّٰہ في عون العبد ما کان العبد في عون أخیه . (۱)

(۱) صحیح مسلم: ۱۳/۲۱۲ حدیث: ۴۸۶۷...... سنن ابوداؤد: ۱۳/۱۱۰ حدیث: ۴۲۹۵۔

یعنی اللہ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ اِمدادِ الٰہی کا بادل ہمارے سروں سے نہ ہٹے اور فضل رحمانی کا شامیانہ ہم پر سدا تنا رہے تو اس کا ایک آسان نسخہ یہ ہے کہ ہم اِنسان دوست اور اِنسانیت نواز بن جائیں۔صوفیہ کرام کی زندگی چونکہ اس کا علمی پیکر رہی ہے؛ اس لیے ہم کھلی آنکھوں دیکھ سکتے ہیں کہ جب امدادِ الٰہی کے بادل-ان کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد بھی-ان کے سر سے نہیں ٹل رہے ہیں اور زمانہ کھنچا کھنچا ان کی دہلیزوں پر فیوض و برکات کی خیرات لینے آرہا ہے، تو پھر ان کی حیاتِ طیبہ میں رحمت ربانی اور فضل رحمانی کی اُن پر کیا برکھا رہی ہوگی!۔

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں اور سوچ کر حیران ہوجاتا ہوں کہ یہ خانقاہ اور مزارات والے لوگ بھی کیا لوگ تھے کہ مرکر بھی زندہ ہیں، اور ایسے زندہ ہیں کہ ہماری ہزار زندگیاں بھی ان کی ایک زندگی کی برابری نہیں کرسکتیں۔اور پھر مبدأ فیاض کی طرف سے انھیں ہر زمانے میں جو ایک دوسری زندگی عطا کی جاتی ہے وہ ان پر مستزاد ہے۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زماں ازغیب جانے دیگراست

اُن کی موت بھی گویا زندگی ہے اور ہماری زندگی بھی گویا موت ہے۔ اُن کے مزارات آج بلا وجہ مرجع خلائق نہیں، کوئی طاقت تو ضرور ہے جو انھیں کھینچ کر اُن کی دہلیزوں تک لے آتی ہے۔ آج شاید ہم اپنی زندگی میں لوگوں کو دعوتیں دے کر اتنی بھیڑ جمع نہ کرسکیں جو یہ صاحبانِ مزار بلا کسی ظاہری دعوت کے اپنی قبروں پر ہجوم عقیدتمنداں جمع کرلیتے ہیں۔ان اللہ والوں نے اپنی قبروں پر میلے لگوادیے ہیں، اور ہم چلتی پھرتی لاشیں ہیں بلکہ ہم نے تو اپنی زندگی کو قبرستان بنا رکھا ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ جن شخصیتوں نے اِتنا اُجلا ستھرا دین ہم تک پہنچایا، سنت و شریعت

کی بہاروں سے ہمیں آشنا کیا، ہمارے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کے لیے فصیلیں چنیں، اور ہمیں سچا پکا مسلمان بنے رہنے کے اُصول وفروع عطا کیے، کیا وہ اتنی کی بھی مستحق نہ تھیں کہ ہم اُن کے اَسمائے گرامی سے اپنی زبان تر کرتے، نوکِ قلم کو ان کے ذکر میں بھگوتے، اور اُن کے آثار ومعارف کو پیش آمدہ نسلوں تک منتقل کرتے!۔

آخر اِحسان کا بدلہ اِحسان ہی تو ہوا کرتا ہے؛ مگر بدقسمتی سے ہم ایسوں میں نہ ہوئے اور ناشکریِ اکابر کے مرتکب ہو بیٹھے، جو اصلاً خدا کی ناشکری ہے؛ نتیجتاً فکری نکبت وادبار اور تحقیقی جمود وتعطل کا عذاب ہم پر مسلط کر دیا گیا۔

کاش! ہم نے اِحسان کا بدلہ اِحسان دیا ہوتا تو ہمارا یہ عمل یقیناً شکرگزاری کے زمرے میں آتا جو اصلاً شکرِ مولا کی تعبیر ہے، تو اس شکرِ مولا سے بے پایاں نعمتیں بھی بڑھتیں، اور عزت وشہرت کی فراواں خوراک بھی ہمیں عطا ہوتی۔ ابھی بہت دیر نہیں ہوئی ہمیں بس اپنے رویے پر سنجیدگی سے نظرثانی کی ضرورت ہے۔ خدا چاہے تو حالات آن کی آن میں بدل جائیں گے۔ اور اللہ کے لیے ایسا کر دینا کچھ مشکل نہیں!۔

اللہ ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے، ہماری جماعت کا حامی وناصر ہو، ہمیں اپنے اَسلاف کے کارناموں کو اُجاگر کرنے، اُن کے شجرہائے سایہ دار سے پیوستہ رہ کر اُمیدوارِ بہار رکھنے اور دارین کی سعادتیں بٹورنے والے اُمور سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اِس میں اپنے لہو کا ضیاع ہی سہی
لَو چراغوں کی ہم تیز کر جائیں گے

اَبورفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

تذکرۃ الانساب - پس منظر و پیش منظر -

برصغیر ہندو پاک میں گزشتہ چند ایک صدیوں کے اندر علمائے اہلسنّت نے جو زندہ جاوید علمی خدمات انجام دی ہیں وہ آبِ زرّیں سے رقم کرنے کے لائق ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود وہ کرشماتی طور پر اِتنا کچھ کر گئے کہ آج وسائل کی ہزار فراہمی کے باوصف ہم سے اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ہو پاتا - خدا اُن کی خدمتوں کا بھرپور صلا عطا فرمائے -

سچے پیروکار ہونے کا حق تو یہ تھا کہ ہم اُن شہ پاروں کی عصر حاضر کے طباعتی تقاضوں کے مطابق اِشاعت کر کے خلق خدا کے اِستفادے کا سامان کرتے؛ مگر ہماری غفلت کوشی اور عدم دلچسپی نے نہ خود کچھ کام کرنے دیا اور نہ اَکابر اُمت کے کارناموں کو اُجاگر کرنے کا موقع عطا کیا۔ بالآخر وہ ہیرے موتی گردشِ زمانہ کی نذر ہو کر رہ گئے، کچھ دیمکوں کا رزق بنے اور کچھ تاریخ کے ملبوں کا حصہ بن گئے؛ لیکن یہ ہیرے موتی ایسے تو نہ تھے جنھیں گردِ خمول اپنے اندر چھپا لیتی۔ پھر کیا ہوا کہ اُن کی تب و تاب نے غواصوں کو اپنی طرف متوجہ کیا، اور اُن کی بازیافت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نتیجتاً تاریخ نے جنھیں اپنے زعم میں دفنا کر اپنے ہاتھ سے مٹی تک جھاڑ لی تھی، اب وہ شہ پارے اور نوادرِ روزگار بھی ہم دست ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

جماعت اہل سنت کی کم ہی خوش نصیب ہستیاں اور بخت آور شخصیات ہیں جن کی خدمات و نقوشِ حیات کو خاطر خواہ انداز میں منظر عام پر لانے کا جماعتی فریضہ سرانجام دیا گیا؛ ورنہ بیشتر ہماری بے توجہی کے عتاب کا شکار ہو کر رہ گئیں۔ اور آج نوبت بایں جا رسید کہ اُن کے کام تو کام، نام سے بھی نسل نو واقف نہیں!۔

اِحیاے تراثِ اہل سنت کی اِسی فکر کے تحت ہم نے ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں 'تحریک تحفظ وترویج اِثاثۂ علماے اہلسنّت' کی بنیاد رکھی، اور بہت سی فراموش شدہ شخصیات پر جنگی پیمانے پر کام کا آغاز کردیا۔ اِس پلیٹ فارم سے اُستاذ زمن مولانا حسن رضا خان بریلوی کی نثری وشعری خدمات جو'کلیاتِ حسن' اور'رسائل حسن' کی شکل میں ڈیڑھ ہزار صفحات پر رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع ہوچکی ہے- ہماری اوّلین پیش کش ہے۔

'رسائل محدث قصوری' کی دو جلدیں بھی قریباً ڈیڑھ ہزار صفحات میں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ اس کے بعد علامہ سید عبدالفتاح گلشن آبادی کی پے در پے کئی کتابیں بھی اسی سلسلہ زرّیں کی مربوط کڑیاں تھیں۔ اوراب ہم علامہ ہی کے صاحبزادے کی گراں مایہ تحقیقات کو نئی آب وتاب کے ساتھ منصۂ شہود پر لانے کے لیے پَرتول رہے ہیں، جن میں 'برکات الاولیاء' تسہیل وترتیب جدید کا جامہ پہن کر مارکیٹ میں آچکی ہے۔ طبقات وتراجم کے باب میں اس کتاب کی اہمیت غیر معمولی ہے؛ اس لیے اہل علم وکمال نے اس یوسف گم گشتہ کی خوب سراہنا کی اوراس کی طباعت ثانیہ کو'دنیاے علم وتحقیق پر احسانِ عظیم' سے تعبیر کیا ہے۔

صوفیہ صافی' بلاشبہہ اِسلام کی دینی تاریخ میں بہت بڑا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن وحدیث کے بعد سب سے زیادہ عزت واِحترام کے قابل ہے؛ اس لیے کہ اس کا ایک ایک حرف اس ذہن کی پیداوار ہے جس پر قرآن وحدیث کا رنگ خوب رچ بس چکا تھا۔

یہ کتاب '**تذکرۃ الانساب**' اس حوالے سے ایک جامع نصاب اوراپنے موضوع پر بھرپور تذکرہ ہے۔ اس کتاب میں صحابہ خصوصاً خلفاے راشدین کی اولاد میں جو بزرگانِ دین گزرے ہیں اُن کے مختصر حالات مع شجر ہاے نسب تحریر ہیں۔ نیز ائمہ دوازدہ کی اولاد میں جو عارفانِ حق، علماے ذوی الاحتشام اوروارثین علوم ظاہری وباطنی ہوئے ہیں ان کی مختصر سوانح بھی شجرات کے ساتھ منضبط ہے۔

ایک بڑی غلط فہمی کا کامیاب اِزالہ : عام طور پر ہمارے دور کے بعد روشن خیال لوگ یہ تأثر دینے کی بے جا کوشش کرتے ہیں کہ کشف وکرامت اور ولایت و بزرگی کا اِسلام میں کوئی تصور نہیں؛ کیوں کہ عہد سعادت مہد نیز اَدوارِ صحابہ و تابعین میں اس کی مثالیں ہمیں نہیں ملتیں؛ اس لیے یہ سب بعد کی پیداوار اور اسلام مخالف تحریکات ہیں جن سے اِعتنا و دلچسپی غیر اسلامی طریقہ وروش ہے۔

اس تھیوری کی پریکٹیکل مثالیں اگر قارئین باتمکین کو دیکھنی ہوں تو جلتے ہوئے عراق، زخموں سے چور شام اور لہولہان مصر وفلسطین کو دیکھ لیں، نیز آئے دن دنیا جہان میں ہونے والے مقابر اَسلاف و مزاراتِ اہل اللہ پر بم دھماکے دراصل اسی سقیم ذہنیت کے غماز اور سیاہ آلود دلوں کے تاریک کارنامے ہیں۔

ایسے تیرہ وتار ماحول میں- جب کہ دور دور تک روشنی کی کوئی کرن نہ دکھائی دے اور آئے دن تیرگیاں بڑھتی چلی جائیں- یہ کتاب 'تذکرۃ الانساب' دوائے دردمنداں اور شب دیجور میں نیر تاباں کا سا کام کرے گی؛ کیوں کہ اس میں اس بات کو دلائل وشواہد سے ثابت کیا گیا ہے کہ بیرونِ ہند خصوصاً عالم عرب میں جو اہل اللہ اور عارفانِ حق ہوئے ہیں ان کے سلاسل وطرق کا کیا کہنا وہ تو نورٌ علیٰ نور کی شان رکھتے ہی ہیں اور کسی اِستشہاد کی احتیاج نہیں رکھتے۔ برصغیر کے کفرستان میں صدیوں کے تواتر کے ساتھ جو سلاسل وطرق دعوت وتبلیغ اسلام کی غرض سے نیز تعلیماتِ محمدی کی ترویج واشاعت کے لیے آئے وہ بھی اسی مشکٰوۃِ نبوت سے مستنیر اور صحابہ وتابعین خصوصاً ائمہ اہل بیت کی نسلوں سے اَٹوٹ رشتہ وتعلق رکھتے ہیں۔ اسے بعد کی پیداوار کہہ کے سادہ لوح مسلمانوں کے اندر شکوک وشبہات پیدا کرنا دراصل جہالت وبد دیانتی کا اظہار اور مہر نیم روز کا کھلا اِنکار ہے۔

یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ برصغیر ہندو پاک میں جتنے مشاہیر اولیا، عرفا، صوفیہ اور بزرگانِ سادات ہوئے ان میں سے بیشتر کا تعلق ائمہ اہل بیت وخلفائے راشدین سے

ہے، اور بقیہ صحابہ وتابعین کی اولادیں ہیں، جن کے قدوم فیض لزوم سے ہندوستان کا کفرستان بہت حدتک اِسلامستان میں تبدیل ہوااور آج بھی مقابر ومزارات میں آسودہ اولیاوصوفیہ ہی نے نظامِ ہند کو سنبھال رکھا ہے اور انھیں کے تصرفات سے ہندوستان کا سکہ چل رہا ہے۔ نیز دین کی قدروں کا تحفظ و اِہتمام اور اسلام کے بڑھتے ہوئے قدموں میں اِستقامت و اِستقلال دراصل انھیں کی روحانیات وتصرفات کا مظہر ہے۔

میرا وجدان کہتا ہے کہ جس دن ارضِ ہند پر ان اہل اللہ اور آسودگانِ مقابر کے تصرفات کا مینہ برسنا بند ہو جائے گا اور جب ان کی روحانیت کا فیضان ہم سے منہ موڑ لے گا وہ دن اِسلامیانِ ہند کے لیے یقیناً کسی قیامت سے کم نہ ہوگا؛ اس لیے فرماں بردار بیٹوں اور وفا کیش وارثین کی طرح اپنے ان روحانی محسنوں کی اِحسان شناسی ہماری اوّلین ترجیح ہونی چاہیے، اور برابر دعا گو رہنا چاہیے کہ پروردگار عالم صحابہ وتابعین نیز ائمہ اہل بیت کی پاک نسلوں سے تعلق رکھنے والے ان اہل اللہ کے پاس اَنفاس کی برکتوں سے ہماری اَنانیت ونفسانیت کو ختم کر کے ہمیں فی سبیل اللہ خدامِ دین وسنیت بنائے اور اَسلاف کرام کی تعلیمات کا اِحیا کرنے اور ان کے چھوڑے ہوئے نقوش پر جادہ پیما ہونے کی توفیق ہمارے رفیق حال کر دے۔

تاریخ نسب ونسّابین : تاریخ مسلمانوں کا مخصوص فن اور اُن کی دلچسپیوں کا خاص میدان رہی ہے۔ مسلمان اگر اس پر فخر کریں تو خودستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے؛ کیوں کہ گزشتہ زمانے کو زندہ وحاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندانِ اسلام ہی ہیں۔ اسی تاریخ کا ایک بہت بڑا جز 'علم الانساب' ہے۔

'نسب' کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود اِنسان۔ انساب وشجرات کسی دور میں صرف یادداشت کا حصہ ہوا کرتے تھے، انھیں قلم بند کرنے کا نہ تو مزاج تھا اور نہ ضرورت؛ لیکن پھر وہ عہد آیا کہ ان کو باضابطہ حیطۂ تحریر میں لانے کی ضرورت محسوس کی گئی، جس کے

صلے میں بہت سے نسب نامے، اور خاندانی دستاویزات وشجرات کی اجمالی وتفصیلی تاریخ منصۂ شہود پر آ گئی۔

اسلام کی آمد کے بعد علم الانساب نے بہت زیادہ ترقی کی اور آج نسابین وکتب انساب کی ایک لمبی فہرست ہماری نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ علماے ہند نے بھی دیگر موضوعات کی طرح اس موضوع پر بطورِ خاص چھوٹی بڑی درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں بحر الانساب، اشرف الانساب، مجمع الانساب، منبع الانساب، نسب الانساب، کتاب فی الانساب، تحقیق الانساب، تذکرۃ الاسلاف وتبصرۃ الاخلاف، مآثر السادات وغیرہ خاصی معروف ومتداول ہیں۔ یہ کتاب 'تذکرۃ الانساب' بھی دراصل اُسی تسلسل کی ایک زرّیں کڑی ہے۔

اس کتاب کا اِرتکاز اصلاً تو انساب کی فراہمی ہی پر ہے؛ لیکن مصنف علام کے ذوقِ لطیف نے اسے محض نسب نامے کی کوئی خشک کتاب ہی نہیں رہنے دیا بلکہ مشاہیر مشائخ وساداتِ کرام کی تابندہ حیات وخدمات کا ایسا وافر مواد بھی اس میں جمع کر دیا ہے کہ یہ باذوق قارئین کے لیے خوانِ پُرنعمت اور طبقات وتراجم سے خدا واسطے کی دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک ماخذ کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

گویا یہ کتاب اَنساب وشجراتِ جدیہ کے ساتھ اہل اللہ اور عرفاے حق کے اَحوال وکوائف کا سدا بہار مجموعہ بھی ہے؛ بلکہ اسے مشاہیر اَولیا، اکابر صوفیہ وعرفا، درویشانِ کامل اور واصلانِ حق کی حیات وخدمات اور اُن کی تعلیمات ومعمولات پر مشتمل ایک دل آویز تاریخی دستاویز اور محبوبانِ بارگاہ کے جلوۂ صدرنگ کا آئینہ خانہ کہنا چاہیے۔

اس کتاب کی ترتیب میں مولانا نے کیا زہرہ گدازی کی ہے اور کیسا پانی پتا کر دینے والا کارنامہ انجام دیا ہے اس کا کچھ اندازہ ذیل کے ان مصادر ومراجع سے بآسانی کیا جا سکتا ہے جن سے گزر کر اس کتاب کو تکمیل آشنا ہونا نصیب ہوا ہے۔

مولانا موصوف نے اس کتاب کی تیاری میں ذاتی معلومات، مستند شجرات اور سندی

دستاویزات کے ساتھ بہت سی نادر و نایاب کتب ورسائل سے بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ اِستفادہ کیا ہے۔ کچھ کا ذکر تو انھوں نے کتاب کی تمہید میں ازخود کر دیا ہے، جب کہ بقیہ مصادر و مراجع کا مندرجہ ذیل تفصیلی خاکہ پوری کتاب میں بکھرے ہوئے کتب ورسائل پر نظرے خوش گزرے ڈالنے سے ہمارے ہاتھ آیا ہے : مناقب الشیوخ ـــــ روضۃ الاولیاء از: مولانا ابراہیم زبیری بیجاپوری ـــــ ملفوظ فضل رحمانی ـــــ جواہر الانساب ازمولانا عبداللہ حسینی گلشن آبادی ـــــ تذکرۂ حیات العلماء از: مولانا سید امام الدین احمد گلشن آبادی ـــــ تذکرہ علمائے ہند از مولانا رحمٰن علی ـــــ تذکرۃ المشائخ دکن ـــــ انوار الاولیاء ـــــ نخل فردوس ـــــ کنز الانساب از: سید مرتضٰی ملقب بہ علم الہدیٰ ـــــ ملفوظِ چشتیہ ـــــ زبدۃ المقامات ـــــ تاریخ الاولیاء از: مولانا سید امام الدین احمد گلشن آبادی ـــــ اتحاف النبلاء ـــــ سلسلۃ الکاملین ـــــ ملفوظِ کمالیہ ـــــ ریاض الاولیاء ـــــ شجرۂ چشتیہ ـــــ نوشتہ سید عبدالرزاق برہانپوری ـــــ طوالع الانوار ـــــ تواریخ جہانیہ ـــــ جہاد الرحمٰن ـــــ جنگ نامہ ـــــ تاریخ امجدی از: سید امجد حسین خطیب ایلچپوری ـــــ عمدۃ الصحائف ـــــ فتوحاتِ قادریہ ـــــ ملفوظِ غوثیہ ـــــ لطائف القادریہ ـــــ اعلام الہدیٰ ـــــ مشکوٰۃ النبوت از: غلام علی شاہ ـــــ انوار الاخبار ـــــ اِرشاد الطالبین از منشی محمد رضا جنیری ـــــ سرالاولیاء ـــــ ملفوظ پنج گنج از: سید انوار اللہ ـــــ رسالہ قادریہ از: شیخ محمود طیبی ـــــ مفرح القلوب منظوم فارسی ـــــ تصرفاتِ قادریہ ـــــ ملفوظِ غیاثیہ قادریہ اہل گجرات ـــــ خزینۃ الاصفیاء ـــــ تشریف الشرفا ـــــ اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ـــــ خوارقِ حیدریہ ـــــ تذکرۃ العرفاء ـــــ گلدستہ گلشن فقری ـــــ ابراز الحق ـــــ لوحِ محفوظ شرح حزب البحر ـــــ مخبر الواصلین ـــــ

تذکرۂ صلحاے سورت ــــــ بیاضِ حسینی ــــــ حالاتِ بزرگاں از مولانا سید عبد القدوس قادری بنگلوری ــــــ تذکرۂ غوثیہ ــــــ ملفوظِ فضل رحمانی ــــــ تذکرۂ سورت ــــــ حدیقۃ الاولیاء ــــــ حجۃ العارفین از حیات اللہ اصراری ــــــ ملفوظِ ابو العلائی ــــــ تذکرۃ الکرام از مولوی محمد ابو الحیات ــــــ آثارِ احمدی ــــــ مجمع الانساب از: مولانا شاہ محی الدین بیجاپوری ــــــ ملفوظ جلال نامہ ــــــ تاریخ خورشید جاہی ــــــ انوار العارفین از: حافظ محمد حسین مرادآبادی ــــــ فوائد الفواد از سید لطف اللہ جالندھری ــــــ ریاض العارفین ــــــ سیر الاولیاء از: مولوی عبد الحکیم سورتی ــــــ سلسلۃ السادات ــــــ اخبار پیسہ لاہور ــــــ کیفیت العارفین از شیخ سید عطا حسین فانی ــــــ مقبول الاولیاء ــــــ رسالہ خفوریہ ــــــ تذکرۂ بزرگانِ گجرات ــــــ خزانۂ عامرہ ــــــ ملفوظ بزرگانِ شطاریہ ــــــ نورِ چشم ــــــ المشرع المروی فی مناقب آل باعلوی ــــــ عقد العروس فی مناقب عیدروس ــــــ سلسلۃ العرفاء از عابد شطاری ــــــ رسالہ ہاشمیہ از سید غلام جیلانی مرحوم پیرزادہ گومری ــــــ ملفوظِ بخاری ــــــ الفرع النامی ــــــ تاریخ قادریہ از: عبد الرشید کرانوی ــــــ ملفوظ مناقب الاخیار از: خواجہ ابو القاسم ــــــ جامع المناقب از: اخوند درویش تاشقندی ــــــ مقامات العارفین از قاضی جان محمد بخاری ــــــ فتاویٰ فیض نقش بندیہ از: خواجہ فیض الحسن ــــــ کثیر الفوائد از خواجہ نور الاعلیٰ ــــــ جواہر الحقائق از: مولوی سید شاہ محی الدین ویلوری ــــــ سلاسل بخاری از: غنی بن موسیٰ بیجاپوری ــــــ ملفوظِ بزرگانِ نقش بندیہ ــــــ تکملہ سیر الاولیاء از: خواجہ گل محمد احمد پوری۔

'برکات الاولیاء' جن خصوصیات کی حامل تھی، بہت حد تک یہ کتاب 'تذکرۃ الانساب' بھی اپنے اندر وہی رنگ و آہنگ رکھتی ہے، اور کیوں نہ ہو کہ دونوں کتابیں ایک ہی فکر و قلم

کا اُترن ہیں۔اس لیے اُس کتاب یعنی برکات الاولیاء کی تسہیل کے دوران جن چیزوں کا شدت سے اِحساس ہوا تھا کچھ وہی اِحساس تذکرۃ الانساب کی تسہیل کے دوران بھی ہوا؛ اس لیے خواہی نہ خواہی میں اسے قارئین کے روبرو پیش کردینا اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ عرفاے حق اور اَولیاے کاملین کا ہر دور میں یہ نشانِ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنی خلافت واِجازت کا سزاوار صرف اُسی کو سمجھتے تھے جس نے مدتوں ریاضت ومجاہدہ کی بھٹی میں خودکو پکاڈالا ہو،صرف شیخ وقت کی ایک نگہِ کیمیا اَثر پڑنا باقی رہ گئی ہو کہ بس وہ پڑے اور یہ کندن وپارس بن کر فیض بخش عالم بن جائے۔

اب یہ مجاہدے کبھی تو خود شیخ اپنے تیار کردہ اُصول وشروط کے مطابق کرواتا تھا؛ ورنہ بیشتر اَوقات طالبین ومسترشدین خود ان اَعصاب شکن گھاٹیوں سے اپنے آپ کو گزار کر دہلیز شیخ تک رسائی حاصل کرتے تھے،اور پھر اُن پر فیض خلافت کی بھرن برستی تھی۔

زیرنظر کتاب میں شاید آپ کو کوئی ایک بھی ایسا خلیفہ ومجاز نظر نہ آئے جسے اس کے شیخ نے ریاضت ومجاہدہ کے بغیر محض اُس کی علمیت وقابلیت کی بناپر اِذنِ خلافت عطا کرکے دنیاے طریقت وحقیقت کا تاجدار بنادیا ہو۔

لیکن-بحمدہٖ تعالیٰ-تصوف وروحانیت ہمارے دورتک آتے آتے اس نقطۂ عروج تک پہنچ چکی ہے کہ اب نہ تو شیخ کو ریاضت ومجاہدہ کروانے کی کوئی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی طالب ومسترشد اس کی کوئی حاجت محسوس کرتا ہے اور کبھی تو منہ مانگے اور بیشتر اَوقات بلامانگے ہی اسے خرقہ خلافت واِجازت کی روشنی عطا کردی جاتی ہے۔ بلکہ اب تو ایسا بھی سننے میں آتا ہے کہ معاصر شیوخ پہلے تو اپنے سلسلہ اِرادت کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں غلطاں وپیچاں تھے،اور اب اپنی فیض بخش بارگاہوں میں علماوعوام کو بلوابلوا کر خلافتِ عام کی خلعتِ فاخرہ سے نوازتے جارہے ہیں۔گویا ہمارے دورِ پرفتن میں فیض اِرادت اور خرقۂ خلافت کوئی ریس کا میدان اور مقابلے کا سامان بن گیا ہے!۔

غور کرنے کی بات ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲ھ) کے زمانے کے صوفیہ ومشائخ اپنے مریدوں کی اصلاح وتربیت کی طرف سے بے توجہی برت رہے تھے۔اور مشائخ متقدمین کا سارا نظام اصلاح وتربیت بے روح وبے جان ہو چکا تھا تو صدیاں قبل شیخ محقق نے یہ آواز لگائی تھی کہ'ایں نوعِ تربیت دریں زمان منعدم شدہ وانقطاع پذیرفتہ است'۔

شیخ محقق نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی تصانیف میں وہ جگہ جگہ معاصر صوفیہ ومشائخ کوان کے فرائض منصبی سے آگاہ کرتے نظر آرہے ہیں۔اور اخیر میں یہ فیصلہ کن بات لکھ دی ہے کہ مشائخ،مریدین ومستفیدین کی باطنی اصلاح کو اپنی زندگی کا سب سے اہم کام سمجھ کرانجام دیں۔(۱)

دوسری بات یہ کہ بیشتر اَولیا کوفیض اِرادت وخلافت خود اپنے والدگرامی یا جدسامی سے نصیب ہوا؛ کیوں کہ وہ صحیح معنوں میں پدری وراثت اور اَسرار طریقت وحقیقت کو آگے بڑھانے کا اِستحقاق رکھتے تھے کہ علوم ظاہری وباطنی سے پورے طور پر آراستہ وپیراستہ تھے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے دور کے اَرباب ولایت اپنی اَولاد کا خاص الخاص خیال رکھتے تھے،ان کی ظاہری وباطنی تربیت،صوری ومعنوی تزئین اور انھیں منازلِ سلوک وعرفان طے کرانے میں کوئی کمی روا نہ رکھتے تھے،تاکہ'اگر پدر نتواند پسر تمام کند' کی تابندہ روایتوں کو یہ آبرومندانہ طریقے پرآگے بڑھا سکے۔

لیکن ہمارا یہ عہد پُرفتن اس خصوص میں بھی اَفراط وتفریط کا شکار ہے۔اِس دور کا پیرزادہ ہرحال میں باپ کی خلافت ونیابت کا حقدار قرار پاتا ہے،خواہ اسے علومِ ظاہری وباطنی کا ایک شمہ بھی نصیب نہ ہوا ہو،حقائق ومعارف سے دور کی بھی راہ ورسم نہ ہو،اور آدابِ تصوف وطریقت کی ہوا تک نہ لگی ہو۔اس کی سینکڑوں مثالیں برصغیر ہندو پاک

(۱) مرج البحرین:۱۴۱بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی:۲۰۶مطبوعہ ندوۃ المصنّفین،دہلی۔۱۹۶۴ء

میں کھلی آنکھوں دیکھی جاسکتی ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی 'خانقاہوں میں صرف گورکن' کے باقی بچ جانے کا شکوہ کرتا ہے تو ہمیں اسے کوسنا نہیں چاہیے بلکہ اس کی فراستِ مؤمنانہ کی قدر کرتے ہوئے اس کی نگاہِ دوررس کی داد دینی چاہیے!۔

حضرت علامہ مفتی سید عبدالفتاح گلشن آبادی کی کئی ایک نایاب وکمیاب کتابوں کی کامیاب اشاعت بعداَب آپ کے صاحب زادے مولانا سید امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی کی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ زرّیں شروع کیا جارہا ہے۔ مولانا اِمام الدین بلاشبہہ 'اگر پدر نتواند پسر تمام کند' کے مصداقِ حقیقی تھے؛ اس لیے انھوں نے باپ کے چھوڑے ہوئے مشن کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اس سلسلے کو انھوں نے اپنی قلمی کاوشوں اور سعی بے پناہ سے بہت ہی باثروت اور باوزن بھی کردیا تھا۔ خداوندجلیل فیض صادقی کا صاف وشفاف چشمہ ابدالآباد تک قائم ودائم رکھے۔ اور تشنگانِ معرفت وحقیقت کے لیے اس کے آب زلال سے سیرابی وشادابی کو آسان سے آسان تر بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامی الامین الحلیم الکریم ﷺ

تسہیل و ترتیب جدید کی بابت دو باتیں :

ابتدائی سطروں میں بتایا جاچکا ہے کہ مولانا سید امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی اپنے عہد کے بے بدل مورخ، بہترین سیرت نگار اور کامیاب اَدیب تھے؛ اس لیے ان کی کتابیں ہمیں صوری ومعنوی دونوں محاسن سے مرصع نظر آتی ہیں۔ زیرِنظر کتاب 'تذکرۃ الانساب' کی زبان بھی اپنے دور کے لحاظ سے یقیناً بہت عمدہ، سلیس اور فصیح وبلیغ ہے؛ مگر ماہرین لسانیات کے نزدیک یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر بیس پچیس سال کے بعد لاشعوری طور پر زبان کے مفردات ومرکبات کے اندر کچھ نہ کچھ ناگزیر تبدیلیاں رونما ہوجاتی ہیں، جن کے باعث کچھ قدیم اَلفاظ کو دیس نکالا ملتا ہے اور ان کی جگہ جدید الفاظ کو شہریت ملتی ہے۔

نیز فاضل مصنف کے زمانے کا طریق اِملا کچھ اور تھا، خصوصاً علاماتِ اوقاف کے

استعمال کا تو پہلے کوئی دستور ہی نہ تھا؛ پھر بعد میں طریق اِملا تدریجاً اِصلاح پاتا رہا؛ لہٰذا ضروری تھا کہ قدیم طریق اِملا چھوڑ کر جدید رسم اِملا اختیار کیا جاتا اور جابجا اوقاف لگادیے جاتے، تاکہ عبارت عام فہم بن جائے اور کتاب کی افادی حیثیت بڑھ جائے۔ چنانچہ ہمارا عمل اس کتاب کی تسہیل وتجدید کے دوران یہ رہا ہے :

☆ فاضل مصنف کے زمانے میں بعض الفاظ ملا کر لکھنے کا دستور تھا جیسے: ''جانکر''، ''تمکو'' وغیرہ، پیش نظر کتاب میں ہر لفظ جدا جدا لکھا گیا ہے۔ ''جان کر''، ''تم کو'' وغیرہ

☆ فاضل مصنف کے دور میں ''ہو'' اور ''جائے'' کو ''ہووے'' اور ''جاوے'' لکھا جاتا تھا۔ پیش نظر کتاب میں موجودہ طریقہ املا اختیار کیا گیا ہے۔

☆ پوری کتاب میں جابجا اوقاف لگادیے گئے ہیں تاکہ فقرے اور جملے ممتاز رہیں، اس سلسلے میں بعض مقامات سے ''اور'' یا اس قسم کے دوسرے الفاظ حذف کردیے گئے ہیں جو دراصل الٹے واؤ (کاما) اور وقفے (ڈیش) کا بدل تھے۔

ہمارے نزدیک ان میں سے کسی بھی چیز کو متن میں تبدیلی قرار نہیں دیا جاسکتا، اسے صرف طریق املا کا فرق کہنا چاہیے۔

☆ نیز تسہیل کے دوران ہم نے بہت حد تک کوشش کی ہے کہ مصنف ہی کے جملے اور ترکیبیں برقرار رہیں؛ لیکن بہت سے مقامات پر ہمیں جملوں کی پرانی ساخت کو بدل کر اسے اُسلوبِ جدید میں ڈھالنا پڑا ہے، تاکہ کتاب کا مجموعی مزاج عصرِ رواں کے مذاقِ فکر واَدب سے ہم آہنگ ہوجائے۔

☆ جن الفاظ یا فقرات کا مفہوم توضیح طلب تھا ان کی توضیح حاشیے میں کردی گئی ہے یا متن میں قوسین کے اندر ایک لفظ یا چند الفاظ بڑھادیے گئے ہیں۔

☆ اشاعت اوّل کے آخر میں جو صحت نامہ تھا، اس کے مطابق متن کی تصحیح کرلی گئی ہے۔

☆ ترتیب جدید کے دوران جو اضافات اور تصحیح ہوئی ہے ان ہی کے مطابق جدید طرز

سے فہرست مرتب کی گئی ہے۔

☆ متن میں جن شخصیات کی وفات درج تھی، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے کتاب کی فہرست جدید میں ان شخصیتوں کے نام کے آگے بریکٹ میں ان کی تواریخ وفات بھی درج کر دی ہے۔

☆ مصنف نے درجنوں مقامات پر کسی ایک بزرگ کے تذکرے کے ضمن میں ان کی ذرّیت سے اُٹھنے والے کئی ایک علمی وروحانی شخصیات یا جانشینان کا ذکر بھی کیا ہے؛ لیکن نہ تو اس کی کوئی فہرست دی ہے اور نہ ہی اسے اس مقام پر ہائی لائٹ ہی کیا ہے، ہم نے اس کی اِفادیت واہمیت کے پیش نظر بریکٹ میں اس بزرگ یا شخصیت کا نام رقم کر دینے کے ساتھ اس کی الگ سے ایک ذیلی فہرست بھی تیار کر کے شامل کتاب کر دی ہے۔

☆ مشمولاتِ کتاب کے اعتبار سے مصنف نے ایک فہرست بنادی تھی؛ لیکن ہم نے اس کی افادیت کو عام تر کرنے کے لیے ایک مزید فہرست بنادی ہے یعنی ترتیب ابجدی۔ تاکہ مشاہیر کے تذکروں کی تلاش بآسانی ممکن ہو سکے۔

☆ خاص بات یہ کہ ہمیں یہ نسخہ ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا کی وساطت سے دست یاب ہوا، جو کسی حد تک ناقص تھا اور بیچ سے کئی ایک صفحات غائب تھے۔ چنانچہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں موجود ایک نسخے سے اس کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ نیز اس کا مقابلہ وموازنہ جامع مسجد بمبئی کے مدرسہ محمدیہ کی تاریخی لائبریری میں موجود ایک دوسرے صاف شفاف نسخے سے بھی کرلیا گیا ہے۔

تسہیل وتجدید اور تہذیب وترتیب کی یہ حقیر کاوش آپ کے سامنے ہے۔ بساط بھر کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ سہل وآسان اور قلب ونظر کی جاذبیت کا سامان ہو جائے۔ اب اپنے مقصد میں ہم کتنے کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ

توباذوق اہل علم ہی کریں گے۔

خدا اپنی رحمتوں کی خصوصی بھرن برسائے ہمارے دم ساز ورفیق مجاہد سنیت علامہ مولانا سید رضوان احمد رفاعی شافعی، بانی وسرپرست رفاعی مشن، ناسک پر جو بہت سی مہتم بالشان اور معرکۃ الآرا رسائل وکتب کی اشاعت کے بعد ہمت وحوصلہ پا کر اب 'تذکرۃ الانساب' جیسے اہم کام کو منصۂ شہود پر لانے کا بیڑا اُٹھا رہے ہیں اور اس کی برکتوں کو عام وتام کرنے کی سعی مشکور فرما رہے ہیں۔

'رفاعی مشن، ناسک' کے ارباب حل وعقد اور کارپردازان بھی ڈھیروں دعاؤں کے سزاوار ہیں، جنھوں نے بزرگوں کے محاسن ومفاخر کو نئی تب وتاب کے ساتھ منظر عام پر لانے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے، اور ماہ دو ماہ بھی نہیں گزرنے پاتا کہ کوئی نہ کوئی بڑا کام کر ڈالتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی رفتار وروش رہی تو ان شاء اللہ رفاعی مشن کے پلیٹ فارم سے بہت سے نوادراتِ علمیہ نیز بہت سی مظلوم وفراموش شدہ شخصیات کے حیات وکارنامے طباعت آشنا ہو کر ازجلد عوام وخواص کی نگاہوں کے روبرو ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اس عاجزانہ کاوش کو اپنے کریمانہ قبول کی خلعت فاخرہ سے نوازے، اہل اللہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہونے اور ان کے اعمال وکردار کو ہمیں اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے، ساتھ ہی اس پیش کش کو مصنف ومرتب اور معاونین سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ، علیہ توکلت والیہ اُنیب۔ وصلی اللہ علی صفوۃ الخلائق وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

خادم العلم والعلماء

اَبورفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

پیر، ۸/ افروری ۲۰۱۶ء ـــــ ۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد خاتم النبیین وعلیٰ آلہ الطاہرین وعلیٰ اصحابہ المھدیین إلی یوم الدین . أما بعد !

الراجی الیٰ رحمۃ اللہ الصمد فقیر سید امام الدین احمد ابن مفتی سید عبدالفتاح المعروف مولوی سید اشرف علی ابن سید عبداللہ حسینی گلشن آبادی نقوی نسباً، حنفی مذہباً، قادری وچشتی مشرباً-عفا اللہ عنہ وعن سائر المسلمین - ناظرین کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ بندے نے کثیر تعداد میں اُن بزرگانِ خاندانِ سادات وشیوخ کرام کے شجراتِ جدیہ کو جمع کر کے تحریر کر رکھا تھا جو بلاد ہند میں رونق اسلام وترویج دین محمدی کے لیے تشریف لائے اور جن کے قدوم میمنت لزوم سے ہندوستان کی سرزمین کو آج اِفتخار واِعزاز حاصل ہے۔

جب راقم ہذا کی کتاب ’تاریخ الاولیاء‘ اِتمام کو پہنچی، تو دل کے شوق نے اس امر پر آمادہ کیا کہ ملک ہند کی سرزمین پر جو خاندان سادات کرام مشہور ہیں اور ان میں جو بڑے بڑے علما واولیا گزرے ہیں ان کا سلسلہ جدیہ ائمہ اہل بیت میں سے کون سے امام کو جا ملتا ہے اسے لکھنا چاہیے۔

غرض واہب العطیات نے شیوخِ کرام کی اَرواح کی اِمداد سے اس مطلب پر مجھ کو فائز کیا اور جہاں تک جن بزرگوں کے نسب، راقم کے ہاتھ آئے اسے اس امام کے ذکر میں تحریر کر دیا گیا تا کہ ہر ایک کو معلوم ہو سکے کہ ہندوستان کی سرزمین پر کن کن اماموں کی اولاد کہاں کہاں بستی ہے اور کون سے زمانہ میں یہاں آئی ہے؟۔

چنانچہ مجمع الانساب مصنفہ مولانا حضرت سید محی الدین بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ ــــــ کنز الانساب مصنفہ حضرت سید عطا حسین صاحب ابوالعلائی ــــــ نسب نامہ کلاں مطبوعہ لاہور مصنفہ حضرت مولانا شاہ ضیاء اللہ لاہوری ــــــ بحرالانساب مولفہ حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ ــــــ جواہر الانساب مولفہ جدی مولانا سید عبداللہ حسینی ــــــ نیز تذکرۂ اولیاء اللہ کی کتب ورسائل وغیرہ کے ساتھ شجراتِ قدیم بزرگانِ خاندان سادات سے ہر ایک کے نسب کو اُن کے حال کے ساتھ ایک نئی ترتیب سے اِرقام کیا اور خاتمہ میں تبرکاً وتیمُّناً صحابۂ کرام کی اولاد کے چند خاندان کا حال بھی لکھ دیا ہے۔

میں نے اس رسالے کا نام 'تذکرۃ الانساب' رکھا۔ ناظرین باتمکین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس میں سہو وخطا دیکھیں تو بنظر بزرگانہ اصلاح فرما دیں اور مولف کو دعاے خیر میں یاد کریں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب۔

بیان حضرت سیدنا خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف کتب سیر میں یہ مرقوم ہے: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان-متفق علیہ-

تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت دوشنبہ بارہویں ربیع الاوّل عام الفیل کے سالِ اوّل میں واقع ہوئی۔ چالیس برس کی عمر میں تاجِ نبوت وخلعتِ رسالت سے سرفراز ہوئے (۱)۔ بعد وحی ۱۳/ برس آپ مکہ معظّمہ کے درمیان تبلیغ احکامِ الٰہی میں مصروف رہے، اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

(۱) اگر مولف کی اس سے مراد یہ ہو کہ چالیس سال کی عمر میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کو نبوت ورسالت عطا ہوئی، تو یہ یقیناً محل نظر ہے؛ اس لیے کہ جمہورِ اُمت کے نزدیک یہ متفقہ اُمر ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا تھا، اور دراصل یہ سلسلہ وحی کا آغاز تھا، اسے سلسلہ نبوت کا آغاز سمجھنا روایت ودرایت کے خلاف ہے۔ جہاں تک آپ کو نبوت عطا ہونے کا تعلق ہے تو آپ تو اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ والصلوٰۃ والسلام ابھی آب وگل کے درمیان تھے۔

گیارہ برس وہاں آپ اَوامرونواہی کے احکام پہنچانے میں مشغول رہے۔ مدتِ ایام نبوت تئیس برس ہے۔ گیارہویں سالِ نبوت میں آپ کو معراج ہوئی۔

بقیہ.........سنن ترمذی میں آتا ہے کہ صحابۂ کرام نے ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا: متـــى وجبـت لك الـنبـوـة يارسول الله. اے اللہ کے رسول! آپ کے لیے نبوت کب سے ثابت ہے، یا آپ کب سے نبی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: وآدم بيـن الـروح والجسد . (ترمذی: ۵/۵۸۵ رقم: ۳۶۰۹) یعنی میں تو اس وقت بھی نبی تھا، جب حضرت آدم ابھی جسم وروح (یا بروایتے مٹی و پانی) کے درمیان تھے، یعنی ابھی ٹھیک سے اُن کا خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا اور اُدھر میری نبوت کا ستارہ پوری تابانی کے ساتھ ایوان بہشت میں اور ساقِ عرش پر چمک رہا تھا۔

حضرت امام زین العابدین اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے نانا شہنشاہِ مدینہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ كنت نورا بين يدي ربي قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام 'میں حضرت آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے حضورِ الٰہ میں نور کی شکل میں موجود تھا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں اِس دنیا کے سال مراد نہیں بلکہ اُس دنیا کے سال مراد ہیں جہاں کا ایک دن قرآن کی شہادت کے مطابق یہاں کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پھر اس روایت کی تصدیق وتائید اس مشہور واقعے سے بھی ہو جاتی ہے جسے علمائے اہل سنت و جماعت کے علاوہ دیگر مکاتب فکر کے علما نے بھی اپنی کتابوں میں شرح وبسط سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ بتائیں آپ کی عمر مبارک کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے حتمی طور پر تو اپنی عمر کا علم نہیں، ہاں اتنا پتا ہے کہ چوتھے (حجابِ عظمت) آسمان پر ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوا کرتا تھا، اور میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ تو اس سے آپ کچھ میری عمر کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ سننے کے بعد اِمام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا: يـاجبـرئيـل! وعـزـة ربـى جـل جــلاله انا ذالك الكوكب. اے جبریل! مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم! وہ چمکنے والا ستارہ (کوئی اور نہیں) میں ہی تھا۔ (سیرتِ حلبیہ: ۱/۴۹ بحوالہ التشریفات فی الخصائص والمعجزات) -قادری چڑیا کوٹی-

آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب تھا جو دو واسطے سے حضرت عبد مناف کے سلسلے تک پہنچ جاتی تھیں۔

آپ کی تاریخ وفات وقت عصر بارہویں ربیع الاوّل، مقام رحلت حجرۂ مطہرہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

آپ کے تین صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں تھیں۔

حضرت ابراہیم ، حضرت قاسم ، حضرت عبداللہ۔

حضرت اُم کلثوم، حضرت رقیہ، حضرت زینب، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن

اور آپ کی بیویاں (ازواجِ مطہرات) یہ ہیں :

حضرت خدیجۃ الکبریٰ ، حضرت سودہ ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ ، حضرت اُم سلمہ ، حضرت زینب بنت جحش ، حضرت ام حبیبہ ، حضرت زینب بنت خزیمہ ، حضرت میمونہ ، حضرت جویریہ ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن

تاریخ رحلت ۔

چوں حیات النبی بحکم خدا ◉ شد ز دارِ فنا بہ قصر بقا
عمر آں شاہ قبلۂ آمال ◉ ابن عباس گفت شصت و سہ سال
روز مولود نقل آں محمود ◉ گفت شاہ نجف دوشنبہ بود
سال نقلش خرد بہ تعمیہ خواند ◉ از محمد زمانہ خالی ماند ۱۱ھ

بیان خلیفہ اوّل حضرت امیرالمومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

امیرالمومنین حضرت ابوبکر الصدیق کا نسب نامہ یہ ہے: ابوبکر بن ابی قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن عدی بن کعب بن لوی۔ آپ کا نسب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے ساتھ کعب بن لوی پر جا کر ملتا ہے۔

واقعہ فیل سے چار برس چار مہینے بعد آخر روز دوشنبہ کو تولد ہوئے۔ دو برس پانچ مہینے خلافت کی۔ ترسٹھ برس کی عمر میں یہودی کے زہر دینے کے باعث ایک سال کی بیماری کی تکلیف اُٹھانے بعد بروز جمعہ بائیسویں جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ کی شہادت واقع ہوئی، اور وصیت کے بموجب حضرت خیرالبشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مطہرہ میں مدفون ہوئے۔

تاریخ وفات

آنکہ صدیق اکبرش نام ست ◉ حامی دین وشرع اسلام ست
درخلافت خلیفہ اوّل ◉ درصحابہ ز ہر یکے افضل
خسروِ تخت شرع وکشورِ دیں ◉ خسر سید زمان وزمیں
پیشوا و سر آمد اصحاب ◉ مقتداے ہمہ اولی الالباب
ہست درشان آں ستودہ شعار ◉ ثانی اثنین اِذہما فی الغار
رضی اللہ عنہ درشانش ◉ آسمان وزمیں ثنا خوانش
بست ودوم جمادی اُخریٰ بود ◉ کہ بدار البقاش نقل نمود
عقل سال وصال او فرمود ◉ در سنہ جود رفت صاحب جود
قبر او جنب مرقدِ سرور ◉ ہم قرانیش ہم چوں شمس وقمر

آپ کے چار صاحب زادے: حضرت عبد اللہ، عبدالرحمٰن، جعفرو محمد۔ اور تین صاحب زادیاں: حضرت بی بی عائشہ صدیقہ، بی بی اسماء، اور ایک کا نام پردۂ حجاب میں ہے۔آپ کی اولاد شیخ صدیقی کہلاتی ہے۔(آپ کی نسل سے اُٹھنے والے) چند بزرگوں کے نسب نامے ذیل میں تحریر ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ

〖آپ سلسلہ سہروردیہ کے امام کہلاتے ہیں〗

آپ کا نسب نامہ 'مناقب الشیوخ' میں اس طرح مرقوم ہے: شہاب الدین سہروردی بن شیخ عماد الدین بن شیخ نجم الدین بن مجد الدین بن رفیع الدین بن صدر الدین بن محمد متین بن محمد مبین بن شیخ امین بن شیخ عبید اللہ بن شیخ عبداللہ بن عبدالجلیل بن شیخ ابوبکر ثانی معروف شیخ عبدالفتاح بن شیخ محمد آدم بن شیخ محمد اسلم بن شیخ محمد نوح بن محمد یوسف بن اسماعیل بن شیخ ابراہیم بن عبداللہ بن شیخ محمد عتیق بن حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم۔

آپ اُن بڑے شیوخ کرام واولیاے عظام سے ہیں جن کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی محیط عالَم ہیں۔تاریخ رحلت وولادت ؎

عمدۃ الواصلیں شہاب الدیں ◉ قدوۃ الکاملیں شہاب الدیں
سالِ مولود آں بداں بیقیں ◉ اکمل الاولیاء شہاب الدیں
شد رقم سالِ نقل آں والا ◉ زیب دادہ بجنت الاعلیٰ
باز از روے اختلافِ جہاں ◉ جمعہ وعشرۂ محرم داں
سال نقلش بگفت ارض وسما ◉ ساکن اوجِ جنت والا ۶۳۲ھ

مولانا شیخ عیسیٰ مدنی صدیقی قدس سرہٗ

اس خاندان کے ایک بزرگ حضرت مولانا شیخ عیسیٰ مدنی الصدیقی احمد آباد گجرات میں تشریف لائے جن کا نسب نامہ یہ ہے: عیسیٰ مدنی الصدیقی ابن شیخ حسین بن شیخ عبدالرحیم بن مولانا شیخ حمادالدین بن شیخ محمد بن مولانا شیخ احمد شرف جہاں بن شیخ موسیٰ بن شیخ حسن محمد بن شیخ عبدالغفار بن شیخ عثمان بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اسرارہم۔

آپ شاہ وجیہ الدین گجراتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ پندرہ رمضان کو رحلت فرمائی، احمد آباد میں مدفون ہیں۔

(مولانا قاضی احمد مدنی:) آپ کے فرزند اکبر مولانا قاضی احمد مدنی بڑے عالم فاضل اور ولی کامل تھے۔ بندر مبارک سورت کے قاضی مقرر ہوئے تھے، وہیں آسودہ ہیں۔آپ کی اولاد سورت میں رہتی ہے۔

(مولانا قاضی ابوالحسن گجراتی:) دوسرے فرزند قاضی ابوالحسن گجراتی بھی بڑے عالم وفاضل اور بزرگِ وقت تھے۔ بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے معسکرین میں عہدۂ دار القضا پر منصوب تھے۔۱۱ربیع الثانی ۱۰۹۷ھ کو انتقال فرمایا اور احمد آباد محلّہ غازی پور میں آسودہ ہیں۔ اِس بزرگ کے دو صاحب زادے ہیں: ایک شیخن احمد شطاری اورنگ آبادی، اور دوسرے مولانا خلیل الرحمٰن بیجاپوری۔

(شیخن احمد اورنگ آبادی:) فرزند صغیر حضرت شیخن احمد اورنگ آبادی نے اورنگ آباد دکن میں جا کر علَم ارشاد وہدایت کو بلند کیا، اور حضرت سید احمد شطاری گجراتی خلیفہ حضرت بزرگ عصر شاہ برہان راز الٰہ برہان پوری شطاری کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ سید احمد

گجراتی نے ۱۳ر صفر ۱۱۰۹ھ کو رحلت فرمائی۔ اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔

غرض! شیخن احمد مرحوم ہمیشہ مریدوں کو تعلیم و تربیت میں مصروف رہتے، اپنے عصر میں مشائخین دکن کے درمیان بے نظیر تھے۔ شاہ افضل اور شاہ مجد دالدین وغیرہ آپ کے خلفاے کاملین سے مشہور ہیں۔ دوسری ربیع الاوّل ۱۱۵۱ھ میں انتقال فرمایا، اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔

(مولانا شاہ غلام حسین:) اُن کے فرزند مولانا شاہ غلام حسین مشاہیر دکن سے ہیں اور مدت تک سجادۂ مشیخت کو زیب وزینت دیتے رہے۔ چودھویں ذی قعدہ ۱۲۱۴ھ کو انتقال فرمایا اور حیدر آباد دکن میں آپ کا مزار ہے۔

(مولانا خلیل الرحمٰن بیجاپوری:) قاضی ابوالحسن گجراتی کے فرزند اکبر مولانا خلیل الرحمٰن بیجاپوری اولیاے کاملین وعلماے عاملین ومشاہیر مشائخین متاخرین بیجاپور سے ہیں۔ والد ماجد کی وفات کے بعد بیجاپور تشریف لائے، عالم گیر بادشاہ نے آپ کی کمالِ بزرگی اور علم کو دیکھ کر منصب صدارت بیجاپور پر مقرر کیا اور چند دیہات آپ کے اخراجات کے لیے انعام دیے۔ آپ نے تمام عمر درس وتدریس میں گزاری۔

مولوی سید مرتضٰی اور مولوی شمس الدین وغیرہ نے آپ سے علوم ظاہری کو حاصل کیا۔ اور حافظ عبدالعظیم بن حافظ عبدالرحیم عرف مسافر شاہ نے آپ کے حالات میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔ غرض! آپ نے بارہویں ربیع الاوّل ۱۱۴۳ھ کو دنیاے فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار اندرونِ حصار بیجاپور ہے۔ تاریخ رحلت ؎

از براے سال وصل رہ نما ◉ فکر من در منزلِ علیا برفت
ہاتف غیبی بگفت از صد فسوس ◉ آہ! ربی قطب دیں دنیا برفت

(مولانا محمد اکرم بیجاپوری:) آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد اکرم مشاہیر علماے

دکن سے ہیں۔ جامع علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ ہمیشہ مدرسہ میں طلبہ کو درس دیا کرتے تھے۔آپ کے تلامذہ میں مولوی سید عبدالقادر، سید محمود قادری وغیرہ مشہور ہیں۔

غرض! آپ کی ذات سے صدہا طلبہ علومِ ظاہری میں مدارجِ اعلیٰ پر پہنچے۔تیسری رمضان ۱۲۰۰ھ کو انتقال فرمایا، اور اندرونِ حصار بیجاپور میں مدفون ہوئے۔

(مولوی محمد ابوالقاسم:) آپ کے فرزند مولوی محمد ابوالقاسم نے -جو بیجاپور میں عہدۂ صدارت پر مقرر تھے- ستائیسویں ذی قعدہ ۱۲۳۰ھ کو انتقال فرمایا۔

(مولوی محمد اکرم ثانی:) آپ کے فرزند مولوی محمد اکرم ثانی عرف حضرت بادشاہ صاحب نے -جو بیجاپور میں ممتاز عصر بزرگ، عالم ظاہری و باطنی تھے- صدی چہار دہم کے ابتدائی سال میں رحلت فرمائی۔اور بیجاپور میں آسودہ ہیں۔اس خاندانِ عالی کے ابھی چند حضرات بیجاپور شولاپور وغیرہ میں سکونت پذیر ہیں۔[روضۃ الاولیاء]

حضرت شیخ منتخب الدین قادری صدیقی دھولقی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ روضۃ الاولیاء مصنفہ محمد ابراہیم بیجاپوری میں اس طرح مرقوم ہے: شیخ منتخب الدین قادری صدیقی الدھولقی بن شیخ محمد بن شیخ حسین بن شیخ محمد بن مولانا شیخ علی خطیب گجراتی بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ علی بن شیخ عبداللہ صدیقی بن شیخ حسن محمد بن شیخ عبدالغفار صدیقی بن شیخ عثمان بن شیخ محمد بن شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس اسرارہم۔

آپ ولی کامل، عالم ربانی اور مشاہیر مشائخین کرام سے ہیں۔آپ دھولقہ گجرات سے محمد آباد بیدر کو تشریف لائے اور قطب العرفا مخدوم شیخ ابراہیم خلف رشید شیخ المشائخ مخدوم حضرت شمس الدین ملتانی بیدری سے سلسلہ قادریہ کی بیعت و اجازت خلافت حاصل

کی۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں آپ نے بڑا اِعزاز پایا۔ آپ کا مزار بیرونِ حصار بیجاپور ابراہیم دروازہ کی جانب ہے۔

(شیخ محی الدین واعظؒ:) آپ کے فرزند فخر الواعظین مخدوم شیخ محی الدین واعظ بڑے عالم کامل فاضل دہر ہیں۔ محمد عادل شاہ کے زمانۂ بادشاہت میں آپ کا بڑا عروج تھا۔ ۱۱۳۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ اپنے والد کے مزار کے قریب آسودہ ہیں۔

(شیخ منتخب الدین:) آپ کے فرزند شیخ منتخب الدین بڑے بزرگ، عارف باللہ اور مشائخین بیجاپور میں نامور و معزز تھے۔ آپ علم ظاہری و باطنی کا درس وارشاد تمام عمر دیتے رہے۔ آپ کا فیض اَطراف بیجاپور وغیرہ میں جاری ہے۔ سن وفات معلوم نہ ہوا۔ آپ کی اولاد موضع گوسنگی اپنے جاگیر یافتہ گاؤں میں سکونت رکھتی تھی۔

فی الحال شیخ وجیہ الدین اور شیخ منتخب الدین دونوں حقیقی بھائی وہاں رہتے ہیں، جن کا نسب یہ ہے: شیخ وجیہ الدین بن شیخ نور اللہ بن شیخ وجہ الدین بن شیخ نور اللہ بن شیخ عبدالسلام بن شیخ منتخب الدین بن شیخ محی الدین واعظ بن عمدۃ الاولیاء شیخ منتخب الدین قادری دھولقی بیجاپوری قدس اسرارہم۔ [منقول از روضۃ الاولیاء بیجاپور]

حضرت شاہ فضل رحمٰن مرادآبادی قدس سرہٗ

کتاب 'ملفوظِ فضل رحمانی' میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: مولانا شاہ فضل رحمٰن بن شاہ اہل اللہ بن شیخ محمد فیاض بن شیخ برکت اللہ بن شیخ نور محمد بن شیخ عبداللطیف بن شیخ عبدالرحیم بن حضرت محمد المعروف بہ مصباح العاشقین محمدی صدیقی چشتی قدس اسرارہم۔

(شیخ محمد معروف بہ مصباح العاشقین:) حضرت شیخ محمد معروف بہ مصباح العاشقین قدس سرہ بڑے مشہور اولیاء اللہ سے ہیں۔ صدیقی شیخ ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور

عجیب الحالات تھے۔سکندر لودھی بادشاہ دہلی کے زمانے میں آپ موجود تھے۔

حضرت شیخ احمد بدایونی چشتی کے آپ مرید وخلیفہ تھے، پھر شیخ جلال گجراتی چشتی کی خدمت میں آکر آپ نے فیض کامل حاصل کیا۔۹۰۰ھ میں انتقال ہوا، اور قصبہ ملالوان میں آپ کا مزار ہے۔

اسی بزرگ کی اولاد میں حضرت قطب الوقت مولانا شاہ فضل رحمٰن مرادآبادی ہیں۔ جنھوں نے علوم ظاہری مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولانا شاہ اسحاق دہلوی اور مولوی نور وغیرہ سے حاصل کیا۔ اور علم سلوک حضرت شاہ محمد آفاق نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کر کے ان کے مرید وخلیفہ ہوئے۔

آپ مشاہیر علمائے ربانی سے ہیں۔ بڑے بڑے علما وفضلا آپ کی خدمت میں آکر بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی دور دور تک درخشاں وتاباں ہیں۔ آپ کے خلیفہ ارشد مولانا مولوی سید محمد علی صاحب مدظلہ العالی لکھنو میں تشریف رکھتے ہیں۔

۲۲/ربیع الاوّل ۱۳۱۳ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ گنج مرادآباد ضلع اناؤ میں آپ کا مزار ہے۔ فی الحال آپ کے فرزند حضرت احمد میاں صاحب مدظلہ العالی گنج مرادآباد میں تشریف رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'جواہر الانساب' میں اس طرح لکھا ہے: شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی بن شیخ ابومحمد بن شیخ ابراہیم بن شیخ عبداللہ بن شیخ شہاب الدین بن شیخ زکریا بن شیخ نور الدین بن شیخ سراج الدین بن وجدالدین بن شیخ مسعود بن شیخ رضی الدین بن شیخ

ابوالقاسم بن جعفر بن حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم

آپ کبارِ اولیاے متصرفین واعظم مشائخین سے ہیں۔ صاحب مقاماتِ ظاہری وباطنی تھے۔آپ کے جد بزرگ نے مکہ سے خوارزم میں آکر ملتان کے اندر سکونت اختیار کی اور بادشاہِ وقت نے آپ کے لیے انعام وغیرہ مقرر کیا۔ وہیں ان کے ایک صاحب زادے شیخ ابومحمد شاہ وجیہ الدین پیدا ہوئے جو بڑے عالم کامل گزرے ہیں۔ پھراُن کے فرزند حضرت شیخ بہاء الدین زکرملتانی ہیں جن کی ولادت ۵۷۱ھ میں ہوئی۔

والد کے وفات پانے کے بعد آپ نے بخارا جاکر علومِ ظاہری حاصل کیا۔ ازاں بعد پانچ برس مدینہ میں رہ کر وہاں کے علما وفضلا سے اِستفادے کیے، اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے خرقہ خلافت اَخذ کیا۔

بالآخر ملتان میں آکر سکونت اختیار کی، ہزار ہا کو اپنے حلقہ ارادت میں لائے اور اپنے فیض ظاہری وباطنی سے ملتان اوراس کے اطراف دور دراز ملکوں کو مالا مال کردیا۔ ۶۶۶ھ میں رحلت فرمائی اور ملتان ہی میں مدفون ہیں۔

(شیخ صدر الدین عارف:) آپ کے فرزند شیخ صدر الدین عارف جو بڑے عارف باللہ تھے والد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد ہدایت کو زینت بخشی اور صدہا طالبانِ خدا کو منزلِ مقصود تک پہنچایا۔غرض! آپ کی ذات سے اِسلام نے بڑی رونق پائی۔

آپ کے چھ(۶) بھائی تھے: شیخ برہان الدین، شیخ ضیاء الدین، شیخ علاء الدین، شیخ شہاب الدین، شیخ قدوۃ الدین، شیخ شمس الدین۔ان میں سے ہر ایک بزرگِ وقت اور صاحب علومِ ظاہری وباطنی ہوئے۔

شیخ صدرالدین عارف نے ۲۳ر ذی الحجہ ۷۳۲ھ کو رحلت فرمائی، اور ملتان میں مدفون ہیں۔اس خاندان میں بڑے بڑے علما وفضلا گزرے ہیں۔

(مفتی غلام محمد لاہوری:) اسی خاندان سے حضرت مفتی غلام محمد لاہوری ہیں جو بڑے مجاہد وزاہد، صاحب شریعت وتقویٰ اور ہمیشہ طلبہ کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہتے تھے۔ ۱۲۷۶ھ میں انتقال فرمایا اور لاہور میں مدفون ہیں۔

(مفتی غلام سرور لاہوری:) فی الحال اُن کے فرزند مفتی غلام سرور صاحب لاہور میں سکونت پذیر ہیں اور تالیف وتصنیف میں مشغول ہیں۔ چنانچہ دو چار کتابیں ان کی تصنیف کی ہوئی بندے کی بھی نظر سے گزری ہیں، خزینۃ الاصفیا وغیرہ۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے:

مفتی غلام سرور بن محمد غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ بن رحمت اللہ بن حافظ محمد تقی بن محمد نقی بن مولانا کمال الدین بن عبدالسمیع بن عتیق اللہ بن برہان الدین بن محمد محمود بن عبدالسلام بن عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم المشہو رمیاں کلاں مفتی لاہور بن شیخ جمعون بن قطب الدین بن شہاب الدین بن مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اسرارہم۔ اس خاندان کے اور بھی حضرات لاہور میں مقیم ہیں۔

حضرت مولانا شیخ محمد طاہر پٹنی محدث قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: مولانا شیخ محمد طاہر پٹنی بن شیخ محمد جمال بن شیخ احمد بن شیخ صدر الدین بن شیخ محمد شریف بن شیخ محمد یعقوب بن شیخ عبداللہ بن شیخ برہان الدین بن شیخ معین الدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ ذرہ بن شیخ جنید کشینی بن شیخ بدر الدین بن شیخ محمد علی خراسانی بن شیخ محمد مرہ روز بن شیخ قاسم محمود بن شیخ عبداللہ بن شیخ ابوالفضل بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ احمد بکری بن شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ قاسم بن محمد بن امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم

آپ علمائے کبار وفخر علمائے حنفیہ گجرات سے ہیں۔ حرمین شریفین جا کر علومِ ظاہری

کی اس وقت کے علما کی خدمت میں رہ کر تکمیل فرمائی اور مولانا شیخ علی متقی سے علوم باطنی کے اسرار حاصل کیے اور ان سے بیعت کی، پھر خرقہ خلافت لے کر ملک گجرات کی طرف راہی ہوئے۔

مجمع بحارالانوار فی علم الحدیث وغیرہ کتابیں آپ کی تصانیف سے مفید و مشہور ہیں۔ آپ نے بدعت سیئہ کو جو اپنی قوم میں پھیلی ہوئی تھی دور کیا۔ اور معاندین کے ہاتھ سے چھٹی شوال ۹۸۶ھ کو شہادت پائی۔ پیران پٹن گجرات میں مدفون ہیں۔

(مولانا شیخ محمد عبدالواسع پٹنی:) آپ کے فرزند مولانا شیخ محمد عبدالواسع جو بڑے عالم کامل، صاحب معارف تھے۔ سید آدم بنوری نقش بندی سے فیض خلافت نقش بندیہ حاصل کیا تھا۔ ہمیشہ طلبہ کے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ بارہویں شوال ۱۱۱۷ھ کو انتقال فرمایا اور پیران پٹن میں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد کے چند گھر اب تک پیران پٹن میں موجود ہیں۔ [حیات العلما، تذکرۂ علماے ہند]

حضرت شیخ صلاح الدین چشتی غازی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت شیخ صلاح الدین بن شیخ عبداللہ غازی بن شیخ حمید الدین بن شیخ صدرالدین بن شیخ جلال الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ مظفر غازی بن شیخ ظہیرالدین بن شیخ علاء الدین بن شیخ یحییٰ بن شیخ ابوسعید بن شیخ ابواسحٰق بن شیخ زین العابدین بن محمد بن امیرالمومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم

آپ بڑے ولی کامل، اور صاحب تفرید و تجرید بزرگ تھے۔ آپ کا مشہور نام شیخ سیلان چشتی ہے۔ آپ نے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا سے خرقہ خلافت چشتیہ اخذ کیا۔ مقام پونہ میں سکونت اختیار کی، جو ہنود کا دارالریاست تھا اور وہاں علم ارشاد

و ہدایت کو بلند کر کے اسلام کو اس ملک میں خوب رونق بخشی۔ ۹۵۷ھ ماہِ شعبان میں رحلت فرمائی، اور پونہ میں مدفون ہیں۔

آپ کے برادرِ حقیقی شیخ شہان غازی کی اولاد پونہ میں روضۂ مبارک کے گرد سکونت رکھتی ہے۔ چنانچہ ان دنوں حاجی عبداللطیف سلمہ موجود ہیں اور راقم کے حال پر نظرِ عنایت رکھتے ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ دکن]

حضرت شیخ عبداللہ شطاری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'انوارالاولیاء' میں یوں مرقوم ہے: شیخ عبداللہ شطاری بن شیخ حسام الدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ رشیدالدین بن ضیاءالدین بن نجم الدین بن جمال الدین بن عبدالرحمٰن بن عمادالدین بن شہاب الدین بن محمد بن شیخ عبداللہ بن مجیب الدین بن طوسی بن عبداللہ بن سعید الدین بن حسین بن قاسم بن ابونصر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن حضرت امیرالمومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم

آپ بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔ صاحب 'نخل فردوس' نے لکھا ہے کہ سلسلہ طیفوریہ میں شطار کا لقب سب سے پہلے آپ ہی کو ملا تھا۔ آپ جون پور سے ملک مالوہ کی طرف تشریف لائے اور دارالفقر مندو میں سکونت اختیار کی۔

اسلام نے وہاں آپ کی ذات سے بڑی رونق پائی۔ ہزار ہا بندگانِ خدا کو فیض باطنی پہنچایا۔ اَشغال واذکارِ شطاریہ میں آپ نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔ حضرت شیخ قاضن آپ کے کاملین خلفا سے ہیں۔ ۸۹۰ھ میں رحلت فرمائی اور مندو میں مدفون ہیں۔ [انوارالاولیاء]

حضرت مخدوم حسام الدین جائیسی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ کنز الانساب میں یہ تحریر ہے: مخدوم حسام الدین بن شیخ امام الدین بن شیخ قیام الدین بن شیخ بدرالدین بن شیخ محمد اعظم بن شیخ محمد اسلم بن شیخ محمد مکرم بن شیخ محمد ماہ بن شیخ محمد جاہ بن شیخ ظہیرالدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ صدر عالم بن شیخ دانیال بن شیخ عبداللطیف بن شیخ محمد جمال بن شیخ احمد کمال بن شیخ سلیمان بن شیخ داؤد بن شیخ مسعود بن شیخ عاصم بن شیخ قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم۔

آپ بڑے عالم علوم ظاہری و باطنی تھے، بزرگِ وقت اور اپنے زمانے کے شیخ طریقت تھے۔ آپ کا مزار موضع جلال پور کھیڑہ میں ہے۔ آپ کی اولاد وہیں سکونت رکھتی ہے۔ چنانچہ میر قاسم بن میر حسام حیدرو میر محمد کاظم وغیرہ مشہور ہیں۔ [کنز الانساب]

حضرت شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہنچ کر عبدالرحمٰن بن امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم سے جاملتا ہے۔ جامع علومِ ظاہر و باطن تھے۔ ملک پورب سے دہلی میں تشریف لائے اور حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کی خدمت میں تحصیل علم ظاہر کر کے بیعت سے مشرف ہوئے، اور چندے بعد حسب اشارہ پیر دکن کی طرف آ کر اورنگ آباد دکن میں علَم ارشاد و ہدایت بلند کیا۔ صدہا آدمی آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے۔

آپ کی تصانیف سے نظام القلوب وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند تھے: عماد الدین، غلام معین الدین، غلام بہاء الدین، غلام کلیم اللہ، محمد فخر الدین۔ آپ کی

وفات ۱۲؍ذی قعدہ ۱۱۴۲ھ کو واقع ہوئی۔ اورنگ آباد میں مدفون ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

آں نظام الدین ثانی شاہ باز اوجِ عشق
دردہ و دوازسہ ذی قعدہ شد عرش آشیاں

درسنہ یکصد ہزار چہل و دو رفت زیں جہاں
بود بے شک رہنمائے خلق و ہادیٔ زماں

(مولانا شیخ فخر الدین چشتی:) آپ کے فرزند مولانا شیخ فخر الحق والدین چشتی ہیں جو عالم فاضل، ولی کامل اور مشاہیر علمائے ربانی سے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے خرقہ خلافت چشتیہ کو اَخذ کیا اور مدت تک ریاضاتِ شاقہ میں مشغول رہے۔ کئی سال کے بعد اورنگ آباد سے دہلی تشریف لے گئے، ہزار ہا بندگانِ خدا کو راہِ ہدایت دکھائی اور فیض وارشاد ظاہری و باطنی سے سرفراز کیا۔ ۲۷؍ماہ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو انتقال فرمایا، اور دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوسی کے مزار سے متصل آسودہ ہیں۔

(شیخ قطب الدین:) آپ کے بعد آپ کے فرزند شیخ قطب الدین مرحوم صاحب سجادہ تھے جو بڑے بزرگ تھے۔ ۱۸؍محرم ۱۲۳۳ھ کو انتقال فرمایا۔

(شیخ نصیر الدین:) آپ کے فرزند حضرت نصیر الدین عرف کالی میاں صاحب تھے، مشائخین کے درمیان آپ کی ذات بس غنیمت تھی۔ بادشاہِ دہلی کے پاس آپ نے بڑا اعزاز حاصل کیا تھا۔ ۱۵؍صفر ۱۲۶۲ھ کو رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔

(شیخ غلام نظام الدین:) آپ کے فرزند غلام نظام الدین صاحب مرحوم اورنگ آباد میں تشریف رکھتے تھے، اُمرائے نظام کے پاس بکمال اعزاز واکرام زندگانی بسر کی۔ ۲۱؍شوال ۱۲۸۶ھ کو رحلت فرمائی۔ راقم کے حال پر کمالِ شفقت فرماتے تھے۔ [ملفوظِ چشتیہ]

بیان خلیفہ دوم حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نسب نامہ یہ ہے: امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرطہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔ آپ کا نسب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کعب بن لوی پر جا کر مل جاتا ہے۔ واقعہ اصحابِ فیل کے تیس برس بعد☆ بروز دوشنبہ جمادی الاوّل کو مکہ میں ایک پہاڑ پر تولد ہوئے۔

آپ نے دس برس چھ مہینے انتیس دن خلافت کی۔ غرہ محرم بروز یکشنبہ ۲۴ھ کو ابولولوٗ مردود کے خنجر سے مدینہ منورہ کی مسجد میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کی اولاد شیخ فاروقی کہلاتی ہے۔ آپ کے نو صاحب زادے: عبداللہ، زید، عبدالرحمٰن اکبر، عبیداللہ، عاصم، عبداللہ اوسط، عبداللہ اصغر، عبدالرحمٰن اصغر، عیاض، اور ایک صاحب زادی ام المومنین حفصہ تھیں۔ تاریخ رحلت ؎

آں کہ فاروق اعظم ست بنام
ماحی کفر و حامی اسلام

در خلافت خلیفہ ثانی
قوتِ بازوے مسلمانی

☆ مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیا (جلداوّل ص:۵۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور) پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ولادت کو واقعہ فیل سے تیرہ برس قبل لکھا ہے، مگر یہ دونوں تاریخیں صحیح معلوم نہیں ہوتیں۔ معتبر روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ آپ کی پیدائش واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد ہوئی تھی۔ (تفصیل وتحقیق کے لیے دیکھیں: تہذیب التہذیب: ۳۸۵/۷) -چریا کوٹی-

روز وشب باکمال تیغ زنی
کردہ ہم چوں خلیل بت شکنی

آں مجاہد گرفت تیغ جہاد
کرد از جدو جہد فتح بلاد

ایں حدیث آمدہ بشانِ عمر
ینطق الحق علی لسانِ عمر

خسر سید زمان ست او
بادشاہ ہمہ جہان ست او

تابع امر ونہی او ثقلین
رضی اللہ عنہ فی الکونین

شنبہ وعشرۂ محرم بود
کہ عمر نقل زیں جہاں فرمود

بس کہ در عدل سعی وکدش بود
در سن کد رحلتش فرمود

مرقد او قریب صدیق ست
ایں کہ گفتہ بداں کہ تحقیق ست

حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

'زبدۃ المقامات' میں آپ کا نسب نامہ یہ تحریر ہے: حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی بن شیخ عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحیٔ بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام شیخ

رفیع الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبداللہ بن شیخ شعیب بن احمد بن یوسف بن فرخ شاہ بن شیخ نصیرالدین بن شیخ محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحٰق بن ابراہیم بن ناصر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

شہاب الدین علی المشہو رفرخ شاہ فاروقی، کابلی اجل امرا و اعاظم وزرائے سلاطین غزنویہ سے تھے۔ کابل سے ہند کی طرف مراجعت کی اور وہاں سکونت اختیار کی۔ چنانچہ اس خاندان میں بڑے بڑے فاضل اور عالم پیدا ہوئے جن کے احوال راقم نے تاریخ الاولیاء میں لکھے ہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی بڑے عالم علوم ظاہری و باطنی تھے، اپنے زمانے میں امام طریقت اور مقتدائے شریعت تھے۔ اب تک آپ کا فیض ظاہری و باطنی تمام ہندوستان پر بلکہ اطراف عالم میں محیط ہے۔ طریقت میں آپ نے چار سلاسل یعنی نعمت نقش بندیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے، نعمت قادریہ شاہ اسکندر کیتھلی سے، نعمت چشتیہ اپنے والد امجد حضرت شاہ عبدالاحد سے اور نعمت سہروردیہ شیخ الاحد سے اخذ کیے، اور آپ سے فیض سلسلہ مجددیہ نقش بندیہ جاری ہوا، جس میں چاروں سلسلوں کا فیض شامل ہے۔

آپ کی تصانیف سے مکتوبات وغیرہ مقبولِ انام ہیں۔ ۹۷۱ھ میں تولد ہوئے اور وقت صبح سلخ صفر ۱۰۳۵ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کی اولاد رام پور، سرہند اور شہر بمبئی میں سکونت رکھتی ہے، اور اپنے آباواجداد کے طریقے پر مریدوں کو فائدہ پہنچانے میں مصروف ہے۔ تاریخ وفات ؎

چوں جناب شیخ احمد شاہِ دیں ◉ دل ازیں دنیا بجنت باز بست
احمد فیاض کامل سال اوست ◉ باردیگر پیر احمد حق پرست

اس بزرگ کی اولاد میں فی الحال حضرت مولوی شاہ محمد معصوم سلمہ شہر رام پور میں

سکونت رکھتے ہیں اور مکہ میں حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ سلمہ مقیم ہیں جن کے نسب نامے ذیل میں مرقوم ہیں، پہلے بزرگ کا یہ ہے: حضرت مولوی شاہ محمد معصوم بن مولانا شاہ عبدالرشید بن شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید بن حضرت صفی القدر بن عزیز القدر بن شیخ عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی قدس اسرارہم۔

دوسرے بزرگ کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ بن شاہ محمد عمر نقش بندی بن شاہ احمد سعید قدس اسرارہم الی آخرہ۔

شہر بمبئی میں حضرت عمدۃ المشائخین شیخ غلام فاروق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سکونت رکھتے ہیں جن کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت غلام فاروق بن شاہ غلام صدیق مشہور بہ حضرت قندھار بن محمد ادریس مشہور بہ حضرت میاں قاضی بن شاہ غلام حسین مشہور بہ حضرت جی بن شاہ غلام محمد بن حاجی غلام معصوم بن محمد اسماعیل بن محمد صبغۃ اللہ بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی قدس اسرارہم۔

تاریخ رحلت حضرت غلام صدیق مشہور بہ حضرت قندھار۔

قطب دوراں مرکز ایں بحر عرفاں آں کہ بود
سینہ اش گنجینہ اسرارِ یزداں را بشاں

درّ دریاے معارف گوہر درجِ کمال
ہادی صاحب ہدایت مہدی صاحب بیاں

مستفید نعمت خوانِ نوالش خاص وعام
مستزاد لمعہ خورشید ارشادش جہاں

دہ را حلم گردن سنگش سبکساری فزا
بحر سر چشمہ لطف عمیم ش امتحاں

مسکنش صبح ومسا اہل حوادث را مقر
درگہش بے چارگانِ ظلم را دار الاماں

شیخ کامل شہ غلام صدیق فاروقی نسب
پیشوائے یادیانت مقتدائے سالکاں

قدوۂ آل مجدد پیر معصومی نزاد
باد روح پاک او را جنۃ الماویٰ مکاں

بس کہ بودش خواہش عندملیکٍ مقتدر
بر ندائے ارجعی لبیک گویاں شد رواں

چونکہ در دنیائے فانی جائے آرامش نبود
دارِ باقی را نکو دانست ازایں خاکداں

سالِ فوتش را زنام نامی او برشمر
دوعددکم ساز اگرخواہی کہ خوش گرددعیاں

[زبدۃ المقامات]

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ کتاب 'مناقب الشیوخ' میں اس طرح تحریر ہے: مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن شیخ سیف الدین بن شیخ فتح الدین بن شیخ کریم الدین بن شیخ سیف الدین برادرمخدوم شیخ حسام الدین مانک پوری بن شیخ احتشام الدین بن شیخ جلال الدین بن شیخ معین الدین بن شیخ زین العابدین بن شیخ صدرالدین بن شیخ بدرالدین سلیمان بن شیخ بابا فریدالدین گنج شکر بن شیخ جمال الدین سلیمان بن تفرج شاہ والی کابل بن شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد خلیل بن شیخ عبدالجلیل بن شیخ عبدالجبار بن شیخ عبداللہ صحرائی بن

شیخ عمر عطار بن شیخ محمد زکریا بن شیخ ابراہیم بن شیخ قاسم بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔

آپ بڑے محدث اہل سنت و جماعت، عالم باعمل، جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ حضرت مولانا شیخ علی متقی کے شاگرد رشید ہیں۔ اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں آپ ہندوستان کی طرف تشریف لائے اور علم حدیث کی تعلیم میں مصروف ہوئے۔

آپ کی تصانیف سے شرحِ مشکوٰۃ، شرح سفر السعادت، مدارج النبوۃ، اور تکمیل الایمان وغیرہ کتابیں یادگارِ زمان ہیں۔ ولایت توران کے درمیان ۹۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ شیخ اولیا آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ اور ۱۰۵۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ دہلی میں مدفون ہیں۔ آپ کا فیض ظاہری و باطنی تمام جہان کو محیط ہے۔ تاریخ رحلت ؎

فاضل ہند شیخ عبدالحق ◉ حامی شرع ودیں بہ نیک فسق
سال نقلش خرد عیاں بنہفت ◉ بخلائق بہشت مرقد گفت

(مولانا نورالحق دہلوی:) اس بزرگ کے فرزند مولانا نورالحق دہلوی بھی بڑے عالم کامل اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ شاہ جہاں بادشاہ کے زمانۂ سلطنت میں شہر اکبر آباد کے منصب قضاءت کو چند روز بڑی زینت بخشی اور درس و تدریس اور وعظ وغیرہ میں ہزارہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔ ۱۰۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ [اتحاف النبلاء]

حضرت مولانا شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'اتحاف' میں یہ مرقوم ہے: مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بن مولانا ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قواذن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدّھا بن

عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین بن شیر ملک بن محمد عطا بن ابوالفتح بن عمر الحاکم بن عادل بن قارون بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہارون بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

آپ ہندوستان کے مشاہیر علماے کرام، اور زبدۃ المفسرین والمحدثین تھے۔ مدت العمر دہلی میں رہے اور ترویج مذہب اہل سنت و جماعت میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ تفسیر عزیزی، تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ بڑی بڑی مبسوط کتابیں آپ کی تصانیف سے ہیں۔ دور دراز ملکوں سے طلبہ آپ کی خدمت میں آتے اور سند حدیث حاصل کرتے تھے۔ صدہا علما آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔

ہند کے اہل سنت و جماعت کو اس بات پر فخر کرنا لازم ہے کہ ہند کی سرزمین میں ایسا شخص عالم، محدث، مفسر اور محقق صدی سیزدہم میں فخر علماے جہاں ہوا۔

۱۱۵۹ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۳۹ھ ساتویں شوال کو رحلت فرمائی۔ دہلی میں مدفون ہیں۔ آپ کی تین لڑکیاں تھیں جن سے بڑے بڑے علما و فضلا پیدا ہوئے، جن کا ذکر راقم نے ’’تذکرۂ حیات العلماء‘‘ میں مرقوم کیا ہے۔ تاریخ رحلت ؂

انتخابِ نسخہ دیں مولوی عبدالعزیز
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل

جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے
آ گیا تھا کیا کہیں مردوں کے ایماں میں خلل

ہے ستم اے چرخ تو کس کو یہاں سے لے گیا
کیا کیا یہ ظلم تو نے بے کسوں پر اے اَجل!

جب اُٹھائی نعش اِک عالم تہ وبالا ہوا
لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسی گردوں محل
کیا کس وناکس پہ تھا صدمہ کیا جس وقت دفن
ڈالتا تھا خاک سر پر ہر عزیز ومبتذل
مجلس درد آفرین تعزیت میں میں بھی تھا
جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آ کر بے بدل
دست بے داد اجل سے بے سرو پا ہو گئے
فخر دیں، فضل و ہنر، لطف وکرم، علم وعمل

[اتحاف النبلاء المتقین]

حضرت شیخ محمد ماہ گجراتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب اس طرح مرقوم ہے: حضرت شیخ محمد ماہ گجراتی بن مخدوم علم الدین عبدالصمد بن شیخ صفی گجراتی بن شیخ بہاء الدین جون پوری تک پہنچ کر حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو جاملتا ہے۔

یہ بزرگ بڑے ولی کامل اور شیخ الوقت تھے۔ مریدوں کی تعلیم وتربیت میں اکسیر اعظم مشہور تھے۔ کوئی طالب خدا جب آپ کی خدمت میں آتا فوراً اس کا دل ہوائے دنیوی سے سرد ہو جاتا تھا۔

حضرت شاہ محمد فضل اللہ نائب رسول اللہ برہان پوری کے آپ پیرومرشد طریقت ہیں۔ آپ کی وفات ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۰۱۹ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کا مدفن احمد آباد گجرات ہے۔

(**شیخ نظام الدین برہان پوری:**) آپ کے فرزند شیخ نظام الدین نے برہان پور میں آکر سکونت اختیار کی۔ حاکم وقت نے آپ کی بزرگیِ علم کو دیکھ کر بڑی عزت کی۔ اس خاندان سے بڑے بڑے علما وفضلا برہان پور میں ہوئے۔

(**مولانا شاہ عبداللہ فاروقی سہروردی:**) چنانچہ مولانا شاہ عبداللہ فاروقی سہروردی اکابرین مشائخین برہان پور سے ہیں، جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ اپنے اوقات ہمیشہ درس وتعلیم میں صرف کرتے۔ صدہا طلبہ آپ کی ذات سے فیض یاب ہوئے۔ ۲۹ رمحرم ۱۰۹۸ھ کو اِنتقال فرمایا۔

(**مولوی محمد خلیل الرحمٰن برہان پوری:**) فی الحال اس بزرگ کے خاندان میں مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب سلمہ ربہ برہان پوری حیدر آباد دکن میں سکونت پذیر ہیں۔ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم اور تصنیف وتالیف میں سرگرم ہیں۔

راقم کے حال پر کمالِ عنایت فرماتے ہیں اور مولوی موصوف کے برادر حقیقی قاضی محمد حبیب الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ برہان پور میں رہتے ہیں۔ سرکار انگریز سے عہدۂ جلیلہ پر معمور ہیں۔ ان کا نسب جدیہ یہ ہے: مولوی محمد خلیل الرحمٰن بن قاضی غلام محمد بن مولوی محمد ابوتراب بن حافظ محمد یحییٰ بن مولانا شیخ عبداللہ فاروقی بن شیخ عبدالنبی بن شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ محمد ماہ گجراتی قدس اسرارہم۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری قدس سرہٗ

آپ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے خلفاؤں میں سے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سلطان التارکین صوفی حمید الدین بن شیخ احمد بن شیخ محمد ثانی بن ابراہیم ثانی بن شیخ محمد بن شیخ سعید بن شیخ محمود بن شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ نصیر بن شیخ ابراہیم بن شیخ

عبدالرحمٰن بن شیخ یوسف بن شیخ علی حارث بن شیخ حسین بن زید بن سعید بن زید بن امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

آپ بڑے عارف باللہ، عالم کامل، شیخ الوقت تھے۔ آپ کی بزرگی تحریر وتقریر سے باہر ہے۔ ۲۹/ربیع الثانی ۶۷۳ھ میں رحلت فرمائی اور ناگور میں مدفون ہیں۔ اس بزرگ کے خاندان میں بھی بڑے بڑے صاحب کمال علما وأولیا ہوئے ہیں۔

(خواجہ شاہ محمد اِمام علی چشتی:) چنانچہ حضرت خواجہ شاہ محمد امام علی چشتی جھنجھنوی قدس سرہ بزرگِ وقت اور عارفِ زمانہ تھے۔ آپ خواجہ عبداللہ المعروف مولانا غلام بھیک کوڑہائی چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں اور حضرت مولانا عبدالغفور آخوند حداد سے بھی فیض نعمت خلافت قادریہ حاصل کیا۔ اس خاندان کے صدہا مرید ملک دکن اور کوکن وغیرہ ہند میں موجود ہیں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت خواجہ شاہ محمد امام علی بن شاہ محمد مدار عالم بن محمد منیر الدین بن سراج الدین بن عبدالفتاح بن عبدالستار بن سعد الدین بن سعید الدین بن قطب الدین بن کمال الدین بن عبدالقادر بن عبدالفتاح چشتی بن خواجہ معروف چشتی بن خواجہ مخدوم حسین ناگوری بن محمد خالد بن نظام الدین بن محمد بن وحید الدین بن عزیز الدین بن سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری قدس اسرارہم۔

دسویں رمضان ۱۲۸۲ھ کو رحلت فرمائی۔ قصبہ جھنجھنو مضافات جیپوری آپ کا مزار ہے۔

(مولانا محمد امام الدین شوقی:) آپ کے فرزند مولانا محمد امام الدین شوقی بھی جامع علوم ظاہر وباطن ہیں اور اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ 'جذبۂ شوق' دیوان فارسی وغیرہ رسائل آپ کے یادگار ہیں۔ دوسری جمادی الاخریٰ ۱۲۸۷ھ کو انتقال فرمایا اور جھنجھنو میں مدفون ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

قطب حق خواجۂ امام الدیں ◉ فانی فی اللہ باقی باللہ
کرد طے منزل فنا فی الشیخ ◉ ہم فنا فی الرسول چوں آں شاہ
فضل شد کہ باز کرد عروج ◉ بردر حضرت فنا فی اللہ
از فناء الفناء عبور نمود ◉ بر مقام علا بقا باللہ
از قضاء گزاشتہ ناسوت ◉ آن شہنشاہ واصل باللہ
پس مراقب شدم بعالم قدس ◉ پئے تاریخ آں ولی اللہ
غوث الہام گشت بردلِ من ◉ سید خلق شد بقا باللہ

(حضرت شیخ محمد غوث صابری چشتی:) فی الحال اس بزرگ کے فرزند حضرت زبدۃ المشائخین محمد غوث صابری چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ جھنجھو میں تشریف رکھتے ہیں۔آپ کے اوقات مدام اوراد و وظائف میں بسر ہوتے ہیں۔ بڑے ذاکر و شاغل بزرگ ہیں۔اس زمانے میں مشائخین کے درمیان آپ کی ذات بس غنیمت ہے۔

راقم کے حال پر نظر الطاف بزرگانہ رکھتے ہیں۔اکثر اوقات پونہ بمبئی حیدر آباد میں بھی تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہیں، اور اپنے بزرگوں کے سلسلے کو زندہ رکھتے ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: شیخ فرید الدین گنج شکر بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہو ر فرخ شاہ بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن سلیمان بن ساہان بن مسعود بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحٰق بن سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ بن عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہم

آپ ہندوستان کے اعاظم اولیاے کاملین سے ہیں۔ چنگیز خان کے زمانے میں آپ کے جد بزرگوار شہید ہوئے اور شیخ جمال الدین سلیمان ہند کی جانب تشریف لائے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر ۵۸۲ھ موضع کھوتوال علاقہ ملتان میں تولد ہوئے۔ خرقہ خلافت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوسی سے اخذ کیا۔ آپ نے شہر ہانسی میں چند روز رہ کر اجودھن میں سکونت کی اور مریدوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول ہو گئے۔ ۵/محرم ۶۶۴ھ کو رحلت فرمائی اور پاک پٹن میں مدفون ہیں۔

(حضرت ابومظفر مودود خواجہ رکن الدین:) اس بزرگ کے خاندان میں حضرت ابومظفر مودود خواجہ رکن الدین کان شکر ہیں جو گجرات کے مشاہیر اولیاء کاملین سے ہیں، جو حضرت شیخ زاہد چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ سلطان احمد والی احمد آباد آپ کا مرید تھا۔ آپ کی ذات فیض آیات سے صدہا طلبہ مدارجِ علیا پر پہنچے۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: خواجہ رکن الدین کان شکر بن علیم الدین محمد بن علاء الدین یوسف بن بدر الدین سلیمان بن حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر فاروقی قدس اسرارہم۔

۲۲/شوال ۸۱۱ھ میں رحلت فرمائی اور پیران پٹن گجرات میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کی اولاد پیران پٹن میں فی الحال موجود ہے۔ [منقول از خزینۃ الاصفیاء]

حضرت مخدوم شیخ علاء الدین چشتی برہان نگری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ رسالہ سلسلۃ الکاملین میں یہ مرقوم ہے: حضرت مخدوم شیخ علاء الدین بن کمال الدین بن برہان الدین بن شیخ مصطفےٰ بن شیخ احمد بن شیخ عبدالستار بن اسماعیل بن شیخ یعقوب بن شیخ عبدالقادر بن شیخ ابراہیم بن شیخ قاسم بن شیخ عبدالجبار بن شیخ

معروف بن شیخ قطب الدین بن شیخ اسحٰق بن شیخ راجو بن شیخ جلال الدین بن شیخ شریف بن ظریف بن شیخ عبدالحکیم بن شیخ وجیہ الدین بن شیخ افضل بن شیخ عبدالکریم بن شیخ بدرالعالم بن شیخ صدرالعالم بن شیخ عبداللہ عاصم بن حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

آپ بڑے صاحب کمالات اور مجمع خوارق وکرامات تھے۔ ہمیشہ مریدوں کی فیض رسانی میں مصروف رہتے۔ آپ کا فیض وارشاد محیط دکن ہے۔ ۹۵۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی، اور موضع برہان نگر تعلق شولا پور میں آپ کا مزار ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت شیخ کمال الدین علامہ قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ رسالہ ملفوظِ کمالیہ میں اس طرح مرقوم ہے: حضرت شیخ کمال الدین علامہ بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن شیخ عمر بن شیخ طیب بن شیخ طاہر بن شمس الدین احمد بن فرخ شاہ بن شیخ نشیمان بن شیخ نصیرالدین بن شہاب الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ سلطان بن عبداللہ بن مسعود بن واعظ اللہ اصغر بن واعظ اللہ اکبر بن ابی الفتح بن اسحٰق بن ابراہیم بن ناصر بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہم

آپ بڑے عالم کامل اور اولیاے متصرفین سے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے فیض چشتیہ اخذ کیا اور مخدوم نصیر الدین چراغِ دہلی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ علم تفسیر وحدیث وفقہ میں آپ علامہ مشہور تھے۔

احمد آباد میں چند روز رہ کر گجرات ودکن کے باشندوں کو ارشاد وتلقین فرماتے تھے اور پھر دہلی میں تشریف لائے اور مریدوں کی تلقین وارشاد میں مشغول ہوئے۔ ۲۷؍ذی قعدہ ۷۵۶ھ کو رحلت فرمائی اور دہلی میں حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کے مزار کے بائیں مدفون ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

چوں کمال الدیں ولی باصفا ◉ رفت از دنیا بفردوسِ بریں
رحمت حق گو وصالِ پاکِ او ◉ ہم بفرما متقی اہل یقیں

(شیخ سراج الدین چشتی:) آپ کے فرزند شیخ سراج الدین چشتی ہیں جو اولیاے گجرات سے مشہور تھے۔ ۲۱ر جمادی الاولیٰ ۸۱۷ھ کو انتقال فرمایا اور پیران پٹن گجرات میں مزار ہے۔

(شیخ علیم الدین چشتی:) آپ کے فرزند شیخ علیم الدین چشتی ہیں جو بڑے عالم علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ ۲۶ر صفر ۸۷۹ھ کو رحلت فرمائی اور پیران پٹن میں مدفون ہیں۔

(شیخ محمود شاہ راجن چشتی:) آپ کے فرزند شیخ محمود عرف شاہ راجن چشتی، اپنے والد ماجد کے خلیفہ اور شاہ قاذن سے فیض سہروردیہ (پایا تھا نیز) مخدوم شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ مندوی سے خرقہ خلافت چشتیہ کو حاصل کیا۔ جامع علوم ظاہر و باطن اور مشاہیر اولیاے متصرفین سے ہیں۔ تمام ملک گجرات آپ کے فیوضات ظاہری و باطنی سے مملو ہے۔ ۲۲ر صفر ۹۰۰ھ کو رحلت فرمائی۔ پیران پٹن میں مزار ہے۔

(شیخ جمال الدین شاہ جمن چشتی:) آپ کے فرزند شیخ جمال الدین عرف شاہ جمن چشتی، اپنے والد ماجد شاہ راجن کے خلیفہ تھے۔ چاں پانیر ملک گجرات میں سکونت اختیار کی۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت میں دل سوزی رکھتے تھے۔ مستور الحال، مرتاضِ وقت اور عارفِ زمانہ مشہور تھے۔ ۱۹ر ربیع الاوّل ۹۸۲ھ کو انتقال فرمایا، چاں پانیر میں مدفون ہیں۔

(شیخ حسن محمد چشتی:) اسی خاندان سے شیخ حسن محمد چشتی ہوئے جو عالم فاضل، ولی کامل، صاحب کشف و کرامات اور مرجع انام تھے۔ نسب جدیہ ان کا یہ ہے: شیخ حسن محمد چشتی بن شیخ احمد المعروف میاں جیو بن شیخ نصیر الدین ثانی بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ قدس اسرارہم۔

آپ حضرت شیخ جمال الدین چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں اور شیخ محمد غیاث نور بخش سے بھی فیض باطنی کی خلافت حاصل کی تھی۔ ۲۸/ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو انتقال کیا۔ احمد آباد گجرات میں مدفون ہیں۔

(شیخ محمد چشتی:) آپ کے فرزند شیخ محمد چشتی ہیں جو اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے اور والد ماجد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد پر جلوس فرما کر ہزاروں کو فیض وارشاد پہنچایا۔ ۲۹/ربیع الاوّل ۱۰۲۰ھ کو رحلت فرمائی اور احمد آباد میں مدفون ہیں۔ اس خاندان کی اولاد ملک گجرات میں سکونت پذیر ہے۔ [تاریخ بزرگانِ چشتیہ گجرات]

(شیخ محمود چشتی:) آپ کے فرزند شیخ محمود چشتی قدس سرہ بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔ صدہا لوگ آپ کی خدمت میں آ کر فیض یاب ہوئے۔

(شیخ یحییٰ مدنی:) اُن کے فرزند شیخ یحییٰ مدنی مشاہیر اولیاے متصرفین سے ہیں۔ صاحب کشف وکرامات، عالی مراتب اور اپنے زمانے میں شیخ اکبر تھے۔ آپ حضرت شیخ محمد چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں اور فیض قادریہ شیخ محمد قطب قادری سے حاصل کیا تھا۔ آپ کے مشاہیر خلفاے کاملین سے شاہ کلیم اللہ جہان آبادی مشہور ہیں، جن کا فیض تمام ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔ ۲۸/صفر ۱۱۲۲ھ میں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے درمیان مدفون ہیں۔ [منقول از ریاض الاولیاء]

حضرت شیخ نظام الدین بھکاری چشتی برہانپوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: شاہ نظام الدین چشتی بھکاری بن شیخ یوسف المشہور بہ شاہ جوسی بن شیخ محیط الدین بن شیخ الدین بن شمس الدین بن نصیر الدین بن بدر الدین بن سلیمان بن شیخ مخدوم فرید الدین گنج شکر قدس اسرارہم

(شیخ یوسف المعروف شاہ جوسی:) آپ کے والد بڑے عارف باللہ تھے۔آپ کا وطن اجودھن تھا۔ ریاضت وعبادات میں ساری عمر گزار دی۔ اجودھن سے مکہ معظّمہ کو تشریف لے گئے اور بعد حج بیت اللہ برہان پور میں آ کر سکونت اختیار کی، اور عینا عادل شاہ والی خاندیس آپ کا معتقد ہوا۔ ہزار ہا لوگ آپ کے قدوم فیض لزوم سے سرفراز ہوئے۔۹۵۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور وہیں مدفون ہیں۔

آپ کے فرزند شاہ نظام الدین بھکاری مشاہیر اولیاے کبار دکن سے ہیں، اور برہان پور کے صاحب ولایت تھے۔کشف وکرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئیں۔اسلام نے آپ سے ملک خاندیس میں بڑی رونق پائی۔ وہاں کے حکام آپ کے مطیع ومنقاد تھے۔۹۸۵ھ میں وفات پائی۔آپ کا مزار دارالسرور برہان پور میں اوتاولی ندی کے کنارے پر ہے۔ [ازشجر چشتیہ]

حضرت شیخ صوفی سرمست قدس سرہٗ

آپ کا لقب 'اسدالاولیاء' ہے۔آپ مشاہیر اولیاے کرام اور صاحب عالی مقام سے ہیں۔ بڑے کشف وکرامات اور جذبات وحالات والے تھے۔

آپ کا نسب جدیہ یوں مرقوم ہے: شیخ صوفی سرمست بن شیخ محمد مطہری بن شیخ اشرف بن شیخ مبارک بن شیخ ابوالحسن صالح بن شیخ ابوالفتح منصور بن شیخ ابوالنصر محمد بن شیخ عمر بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ عبدالعلی بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالعزیز بن شیخ عبداللہ بن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔

آپ کی وفات ۱۶رصفر ۷۸۰ھ میں ہوئی۔آپ کا مزار سگرشاہ پور سرکار حیدرآباد دکن میں ہے۔ [از رسالہ نوشتہ سید عبدالرزاق مرحوم بیجاپوری]

بیان خلیفہ سوم حضرت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: امیرالمومنین حضرت سیدنا عثمان ذی النورین بن عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب۔ آپ کا نسب شریف عبدمناف پر جا کر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ واقعہ فیل سے پانچ برس دو مہینے چند روز کے بعد شنبہ، ربیع الثانی، مکہ معظّمہ میں ابوجہل کے مکان میں تولد ہوئے۔

بارہ برس آپ نے خلافت کی۔ آپ جامع القرآن، کامل الحیاء والایمان اور رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے۔ آپ کو ذی النورین (اسی مناسبت سے) کہتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کی دختروں سے کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

روزِ جمعہ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ کو مصریوں کے بلوے کے درمیان مدینہ منورہ میں شہادت پائی۔ آپ کی اولاد شیخ عثمانی کہلاتی ہے۔ آپ کے گیارہ صاحب زادے ہیں: امیر عمر، عبداللہ اکبر، عبداللہ اصغر، ایان، خالد، سعید، عتبہ، ولید، شیبہ، مغیرہ، عبدالملک۔ اور صاحبزادیاں چھ تھیں۔ تاریخ رحلت ؎

آں کہ او بود جامع القرآں ◉ رونق الحیاء من الایماں
بود بے شک خلیفہ ثالث ◉ بہر آباد ملک دیں باعث
در رہِ حق نثار زر کردہ ◉ کارِ دیں را بہ حلم سرکردہ
بود داماد سید الکونین ◉ الملقب بہ فخر ذی النورین
شرع را در جہاں رواج از دست ◉ دردِ اسلام را علاج از دست

ناوکش بہر دیو طبع شباب ◉ خنجرش آتش وعدو سیماب
ذات او بود مجمع البحرین ◉ رضی اللہ عنہ فی الدارین
جمعہ و ہژدہم ز ذی حجہ ◉ سوے فردوس عزم کرد آں شہ
چوں کہ او دال خیر واحساں بود ◉ در سنہ دال رحلتش فرمود
در جوار بقیعۂ والا ◉ مرقد اوست اے خجستہ لقا

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'طوالع الانوار' میں یہ مرقوم ہے: حضرت مولانا فضل رسول بدایونی بن مولانا عبدالمجید بن مولانا عبدالحمید بن محمد سعید بن محمد شریف بن محمد شریف بن محمد شفیع بن شیخ مصطفٰی بن مولانا عبدالغفور بن شیخ عزیز اللہ بن شیخ کریم الدین بن قاضی شیخ محمد بن شیخ معروف بن شیخ مودود بن عبدالشکور بن شیخ راجی بن قاضی سعیدالدین بن رکن الدین بن شمس الحق بن قاضی دانیال بن حاجی شہید بن شیخ ابراہیم بن شیخ محمد اسحٰق بن مولانا عبدالکریم بن محمد شریف بن مولانا نوراللہ بن مولانا عبدالحق بن محمد فردوس بن انیس محمد بن محمد رافع بن عبدالکریم بن عبدالرحمٰن بن ایان بن حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر علماے کاملین سے ہیں، جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔۱۲۱۳ھ میں تولد ہوئے۔آپ کے انوارِ فیوضاتِ ظاہری و باطنی تمام ہند بلکہ عرب میں لامع و درخشاں ہیں۔آپ کی تصانیف بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل وغیرہ رسائل اس زمانے میں مفید انام وفیض دہِ خاص و عام ہیں۔فرقہ ضالہ وہابیہ کے عقائد باطلہ کی تردید میں آپ نے بہت سے رسالے لکھے ہیں۔

تین بار حج بیت اللہ سے شرف یاب ہوئے اور بغداد جا کر حضرت مرشد عالم غوث

الاعظم قدس سرہ کی روحِ مبارک سے فیض اویسیہ قادریہ اخذ کیا۔

یہ راقم خوردسالی میں آپ کے دیدار قدوم سے مشرف ہوا ہے۔ نیز جامع اوراق کے جد امجد سید عبداللہ حسینی اور والد ماجد حضرت مولانا مولوی (مفتی عبدالفتاح گلشن آبادی معروف بہ) سید اشرف علی مدظلہ نے نعمت خلافت قادریہ کو آپ سے اخذ کیا ہے، اور چند ماہ تک شہر بمبئی میں دینیات کی اکثر درسی کتابیں آپ کی خدمت میں دیکھی ہیں۔

اس راقم کے وطن شہر ناسک میں آپ کے قدومِ فیض لزوم کے تشریف لانے سے کئی حضرات خاندانِ قادریہ میں آپ سے بیعت ہوئے۔

محی الدین والدولہ صدر الصدور کے زمانے میں آپ حیدر آباد دکن میں تشریف لائے، وہاں کے امرا وعلما آپ کے قدوم کو باعث برکت سمجھتے تھے۔ وہاں بھی ہزارہا مریدین آپ سے فیض یافتہ ہیں۔

آپ نے روز پنج شنبہ دوسری جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ میں رحلت فرمائی، اور شہر بدایوں میں آسودہ ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں: مولوی محی الدین اور مولوی عبدالقادر۔

(مولوی محی الدین بدایونی:) مولوی محی الدین مرحوم بڑے عالم وفاضل اور صاحب تصانیف تھے۔ چھٹی ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ میں انتقال فرمایا، اور بلدۂ سہارن پور میں آسودہ ہیں۔

(مولانا عبدالقادر بدایونی:) حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مدظلہ العالی جو اس زمانے میں بڑے فقیہ، مفسر، محدث، فاضل اجل اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ شب وروز شاگردوں کی تعلیم، مریدوں کی تربیت اور فرقہ ضالہ وہابیہ کی سرکوبی اور ان کے عقائد باطلہ کی تردید میں مشغول رہتے ہیں۔ خدا ان کو دیرگاہ اس ہندوستان کی سرزمین پر قائم ودائم رکھے۔ راقم بھی آپ کے دیدارِ فیض آثار سے مشرف ہوا ہے۔

تاریخ رحلت حضرت مولانا مولوی فضل رسول بدایونی

من نتائج افکار حضرت مولوی محبّ احمد صاحب سلمہ

حضرت فضل رسولِ رہ نما ◉ آفتابِ چرخِ عرفان وہدیٰ
کرد چوں رحلت نوشتم سال او ◉ گوہر یکتاے بحر اجتبا
بار دیگر چوں تامل ساختم ◉ ہاتف غیبی بمن داد ایں ندا
حبذا سالِ وصالِ آں جناب ◉ کاں شد از ہر لفظ وفقرہ رونما
جملہ باشد خواہ مفرد نظم ونثر ◉ یا کدامی حرف باشد از ہجا
ہر چہ خواہی گیر واعدادش بکن ◉ درصدوہم بست ونہ ضرب اے فتا
حاصل ضربش نویس و بعد ازاں ◉ برسہ چنداں زاں عدد قسمت نما
حاصل تقسیم در سی ضرب کن ◉ بعدہ کم کن یکے زاں بر ملا
مے شود پیدا بایں طرزِ عجیب ◉ سال وصل آں امام اولیا

راقم نے آپ کا حال ’تذکرۂ حیات العلماء‘ میں بسط کے ساتھ مرقوم کیا ہے۔

[حیات العلماء]

حضرت جلال الدین کبیر اولیا چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی بن خواجہ شاہ محمود بن شاہ یعقوب بن خواجہ علی بن خواجہ اسماعیل بن خواجہ محمد بن خواجہ عبداللہ عرف خواجہ ابوبکر شبلی بن شیخ عثمان بن خواجہ عبدالعزیز بن خواجہ عبدالرحمٰن بن خواجہ دریاحق بن عبد العزیز بن خواجہ خالد بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن امیر عمر بن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ کبراے مشائخین اور عظماے اولیاے کاملین سے ہیں۔ فیض ارادت وخلافت چشتیہ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی سے حاصل کیا۔ آپ مادر زاد ولی، اورصاحب کراماتِ باہرہ تھے۔ ایام طفلی سے جذبۂ الٰہی آپ کے شامل حال رہا۔ استغراق ومحویت آپ پر غالب تھی۔ اکثر صحرا میں ذکر واشغال کے درمیان مشغول رہتے۔

سلطان محمود بن محمد بن سلطان فیروز کے زمانے میں آپ حیات تھے۔ ۵/ذی قعدہ ۸۱۵ھ کو آپ نے رحلت فرمائی اور پانی پت میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

مرشد خلق شاہِ دین جلال ◉ شد ز دارِ فنا بدارِ سلام
شمع دیں ناصر است تاریخش ◉ نیز فرمود عقل خلد مقام

(مولانا رحمت اللہ کیرانوی:) حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم کا نسب نامہ یہاں لکھا جاتا ہے جو اسی بزرگ کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشاہیر کبراے علماے کاملین ہند سے ہیں۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی اطرافِ عالم میں روشن وتاباں ہیں۔

مکہ معظّمہ کے محلّہ خندریسہ میں مدرسہ ورباط بصرفِ زرِ کثیر تعمیر کرا کے علما کو ملازم رکھ کر بذات خود انتشارِ علوم دین میں مصروف تھے۔ اور بیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ سلطان عبدالعزیز خان شہید کے بلاوے پر استنبول تشریف لے گئے۔

سہ سال قیام کے بعد عذرِ ضعیفی کر کے بیت العدمین چلے آئے اور پھر دوبارہ حسب خواہش حضرت سلطان عبدالحمید خان -خلد اللہ ملکہ- استنبول تشریف لے گئے۔ چند ماہ قیام کر کے مکہ معظّمہ تشریف لائے۔

آپ کی کتاب مسمی بہ 'اظہار الحق عربی ردنصاریٰ میں مشہور ومعروف ہے۔ آپ کی وفات ۱۳۰۹ھ میں واقع ہوئی، اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے :

مولوی رحمت اللہ بن مولوی خلیل الرحمٰن بن پیر جی شیخ نجیب اللہ بن شیخ حبیب اللہ

بن عبدالرحیم بن شیخ قطب الدین بن شیخ فضیل بن شیخ دیوان عبدالرحیم بن حکیم عبدالکریم بن شیخ حکیم حسن بن خواجہ عبدالصمد بن خواجہ بوعلی بن خواجہ یوسف بن خواجہ عبدالقادر بن مخدوم جلال الدین کبیر اولیا پانی پتی قدس اسرارہم۔

دوسرا نسب نامہ مولوی عبدالغنی صاحب کا - جو بہار میں بڑے مشہور ومعروف ہیں- یہ ہے: مولوی عبدالغنی بن شاہ حسین علی بن وارث علی بن محبّ اللہ بن ہدایت اللہ بن رحمت اللہ بن ماہر دین شاہ محمد بن شاہ معروف بن شاہ منصور بن مخدوم شاہ برہان الدین بن شاہ برخوردار بن محمد اسحٰق بن سلیمان بن داؤد بن عبدالقدوس بن شاہ شبلی ثانی بن مخدوم جلال الدین کبیر اولیا پانی پتی قدس اسرارہم

فتح پور سیکری، بدایوں، پانی پت، سہسرام میں اکثر عثمانی شیوخ سکونت رکھتے ہیں۔ [کنزالانساب]

بیان خلیفہ چہارم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب ائمہ اہل بیت سے امام اوّل اور خلیفہ چہارم ہیں۔ تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ جمعہ ۱۳/رجب ۳۸ عام الفیل ☆ میں آپ مکہ میں تولد ہوئے۔ جب سات برس کے ہوئے تو نماز پڑھی اور جب پچیس سال کے ہوئے تو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر نیک اختر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی ہوئی۔

آپ جہاد میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم راہ رہے۔ حدیث قدسی آپ کی شان میں آئی ہے: لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار (۱)

چالیس برس چھ مہینے آپ مسند خلافت پر متمکن رہے۔ دوشنبہ ۲۱/رمضان ۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بن ملجم کی شمشیر کی ضرب سے کوفہ میں شہید ہوئے، اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ نجف اشرف میں مدفون ہیں۔

☆ بلکہ زیادہ متفق بات یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم واقعہ فیل کے تیسویں سال پیدا ہوئے، یا یوں کہیں کہ بعثت نبوی سے دس سال قبل تولد ہوئے۔ تفصیل کے لیے طبقات وتراجم کی چھوٹی بڑی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ -چریاکوٹی-

(۱) اسے حدیث قدسی لکھنا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ معروف سیرت نگار ابن ہشام نے اس کی بابت یہ لکھا ہے کہ یکے از اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی نجیح نے کہا: غزوۂ احد کے دن کسی ندا کرنے والے کو یہ ندا دیتے ہوئے سنا گیا: لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی. پھر اسی قول کو ابن کثیر نے سیرتِ نبویہ میں، محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے سبل الہدیٰ والرشاد میں اور ابوالقاسم سہیلی نے الروض الانف میں نقل کیا ہے۔ اللہ ورسولہ اعلم بالصواب -چریاکوٹی-

آپ کی اولاد میں اٹھارہ صاحب زادے اور اٹھارہ صاحب زادیاں تھیں۔صاحب زادوں کی تفصیل: حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت محسن، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس، حضرت محمد، حضرت صالح، حضرت طاہر، حضرت مطہر، حضرت عون، حضرت عبدالرحمٰن ، حضرت عبداللہ، حضرت محمد اصغر، حضرت فضل۔

صاحب زادیوں کی تفصیل: حضرت امام کلثوم کبریٰ، حضرت ام کلثوم کبریٰ، حضرت زینب کبریٰ، حضرت زینب صغریٰ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام فقیہ، حضرت میمونہ، حضرت ام عبداللہ، حضرت اُم حسن، حضرت خدیجہ، حضرت آمنہ، حضرت فاطمہ، حضرت اُم الخیر، حضرت ام الکرام، حضرت اُم ہانی، حضرت ام جعفر، حضرت رقیہ، حضرت حمیہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین۔

حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ شریفہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں؛ اس لیے آپ کی اولاد کو بنی فاطمہ کہتے ہیں۔اور حضرت محمد حنفیہ، حضرت عباس اور حضرت عمر کی اولاد کو علوی کہتے ہیں۔تاریخ رحلت ؎

آں کہ او زیب ھل اتیٰ آمد ◉ نقش پیغمبر خدا آمد
ابتدائے ولایت ست با او ◉ انتہائے خلافت با او
مرتضٰی و امیر نخلش خواں ◉ بوتراب و ابوالفوارس داں
آں کہ یعسوب دین پیغمبر ◉ کنیت او ابوالحسن بنگر
بخدا خلق و اصل ست باو ◉ انتہائے سلاسل ست باو
حامی شرع و فخر مجتہدیں ◉ مفتی ملت ست قاضی دیں
شہر علم ست ذات پیغمبر ◉ درآں شہر مرتضٰی حیدر
ہر کرا حب مرتضٰی نہ بود ◉ بے شک او عارف خدا نبود

باب جنات را ازو مفتاح ◉ طاقِ لاہوت را ازو مصباح
خلق را بود رہ نما بخدا ◉ کرم اللہ وجہہ اَبداً
روزِ جمعہ بوقت صبح نمود ◉ ماہ ما سوی اوج خلد صعود
بود ماہ صیام نوز دہم ◉ کہ شد آں بادشاہ بچرخ نہم
کز تو سال شہادتش گوئی ◉ سرماتم چرا نمی گوئی
در نجف مرقد منور اوست ◉ آسمان وزمیں معطر ازوست

حضرت شاہ دولہ رحمٰن ایلج پوری قدس سرہٗ

'تواریخ جہانیہ' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یہ تحریر ہے: سید شاہ عبدالرحمٰن عرف شاہ دولہ رحمٰن بن سلطان سید حسین محمود بن شاہ سید مسعود بن سید عطاء اللہ بن سید طاہر بن سید طیب بن سید محمد بن سید عمر بن سید سیف الملک بن سید بذل بن سید عبدالمنان بن امام محمد حنیف قتال بن حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

آپ ۳۹۱ ھ کو غزنین سے ملک برار کی جانب آئے۔ کتاب جہاد الرحمٰن میں تحریر ہے کہ سلطان ناصرالدین کی دختر سے آپ کا عقد نکاح ہوا تھا۔ پھر غزنین سے آپ جہاد کے واسطے مع غازیانِ اسلام و بہرام شاہ غازی ملک برار میں تشریف لائے۔

جنگ نامہ میں لکھا ہے کہ اس وقت ملک برار کی سرحد پر ایک راجہ و کید نامی سلطنت کرتا تھا۔ جب اس نے آپ کی تشریف آوری کا شہرہ سنا تو آپ کی خدمت میں کئی تحائف پیش کش کیے اور جب وہاں سے رخصت ہو کر ایلج پور کے قریب پہنچے تو راجہ ایلجو اپنے بادۂ نخوت میں سرشار تھا، ایک لشکر عظیم پیراث وزیر اعظم و مہیت راؤ وغیرہ سرداروں کے ہمراہ آپ پر روانہ کیا اور مقام کھڑلہ پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔

حضرت شاہ دولہ رحمٰن اپنی والدہ ملکہ جہاں کی اجازت سے لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور کافروں پر فتح پائی۔ کہڑلہ سے ایلچ پور تک جتنے غازیانِ اسلام شہید ہوئے وہیں ان کے مزارات ہیں۔

جب آپ ایلچ پور پہنچے، راجہ ایل اپنے لشکر کے ہمراہ آپ سے مقابل ہوا۔غرض! لشکر اسلام نے کئی ہزار کافروں کو مع اُن کے سردار کے واصل جہنم کیا اور بالآخر آپ بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے قدومِ فیض لزوم سے اِسلام نے ملک برار میں خوب رونق پائی۔صدہا کفار ومشرکین آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔گیارہ ربیع الاوّل ۳۹۲ھ میں آپ نے شہادت پائی۔آپ کا روضہ ایلچ پور میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

آپ کا مفصل حال کتاب 'تاریخ امجدی' مصنفہ حضرت سید امجد حسین صاحب سلمہ خطیب جامع مسجد ایلچ پوری میں مذکور ہے۔تاریخ شہادت ؂

شاہِ رحماں چوں بغزوِ راجہ ایل ◉ در برار اندر رہِ حق شد قتیل
جملۂ أحیاء عند ربھم ◉ از پئے تاریخ گفتہ جبرئیل
۲ ۹ ۳ ھ

مولانا میر شجاع الدین حیدرآبادی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: میر شجاع الدین بن سید کریم اللہ بن میر محمد دائم بن سید شاہ مرزا بن میر کریم اللہ بن میر عبداللہ بن میر محمد امین بن میر جمال الدین بن میر عراق بن میر رتاق بن میر شاہ کوچک بن خواجہ حسن بن خواجہ حسین بن خواجہ احمد یسوی بن ابراہیم بن محمود بن افتخار بن عمر بن عثمان بن اسماعیل بن موسیٰ بن یونس بن ہارون بن اسحٰق بن عبدالرحمٰن بن عبدالفتاح بن عبدالجبار بن عبدالفتاح بن حضرت امام محمد الحنفیہ بن

حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

یہ بڑے عالم فاضل اور ولی کامل بزرگ تھے۔ حضرت مولانا مولوی رفیع الدین قندھاری دکنی کے خلیفہ ونعمت یافتہ ہیں۔ مدت تک حیدرآباد دکن میں طلبہ ومریدین کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے، اور ہزار ہا کو فیض باطنی وظاہری سے مالا مال کیا۔

آپ کی ذات بابرکات سے ملک دکن میں اسلام کی رونق خوب بڑھی۔ صدہا ہنود نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ کی تصانیف خلاصہ فقہ نظم وغیرہ مقبولِ انام ہے۔ روزِ جمعہ چوتھی محرم ۱۲۶۵ھ کو انتقال کیا اور حیدرآباد میں مدفون ہیں۔ [حیات العلماء]

سید سالار مسعود غازی شہید قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید مسعود غازی بن سید محمود عرف میر ساہو بن سید عبداللہ عرف عطاء اللہ بن سید رحمت اللہ بن سید عبدالکریم بن امیر حمید بن محمد حنیف بن حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

یہ بزرگ قدمائے اولیائے کاملین اور مشاہیر کبرائے سادات سے ہیں۔ آپ کی والدہ ستر معلیٰ سلطان محمود سبکتگین کی حقیقی بہن تھیں۔ اطرافِ دہلی میں آپ کو پیر سلیم، خراسان میں رجب سالار اور بعض جگہ میاں غازی، بالی میاں، بالا پیر، اور شہیلا پیر کہتے ہیں۔ آپ کا لقب 'سلطان الشہید' ہے۔

کہتے ہیں کہ سلطان محمود نے بتاریخ ۹؍ذی الحجہ ۴۰۱ھ کو میر ساہو سپہ سالار علوی کو لشکر جرار دے کر قندھار سے مظفر خان کی امداد کے واسطے روانہ کیا۔ جب میر ساہو اجمیر پہنچے، تو جہاد کر کے کافروں پر غالب آئے اور اطرافِ اجمیر کو مسخر کر لیا۔

چند روز اجمیر میں سکونت کی اور اپنی بی بی ستر معلیٰ خواہر سلطان محمود غزنوی کو طلب کیا۔ چندے بعد حضرت میر مسعود غازی بتاریخ ۲۱؍رجب ۴۰۵ھ کو وہاں تولد ہوئے۔

اور وہیں نشو ونما پائی۔ بتاریخ چودھویں رجب ۴۲۴ھ کو کافروں کے ہاتھ سے جہاد میں شہید ہوئے اور بہرائچ میں مدفون ہیں۔قطعہ رحلت ؎

شاہ سالار سید مسعود ◉ غازی دین احمد مختار
اشرف الخلق واکرم المخلوق ◉ قرۃ العین حیدر کرار
سال تولید اوست مطلع نور ◉ صاحب قدر گفتہ ام اے یار
عقل تاریخ نقل او سرور ◉ گفت محبوب سید سالار

میر محمد یوسف علوی سکنہ ناسک قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ جد یہ یہ ہے: میر محمد یوسف بن میر سید قطب بن میر حمید بن میر سعید بن محمد حسین نیک نام بن میر محمد یوسف نیک نام بن میر ابومسلم بن میر محمد حسین شیر افگن بن حضرت خواجگی آفاق بن خواجہ میر محمد بن خواجہ سید عبدالرحمٰن بن سید سلطان بن احمد یسوی بن سید ابراہیم بن سید محمود بن خواجہ سید فتاح بن سید عمر بن سید عثمان بن سید حسن بن سید مومن بن سید اسماعیل بن سید موسیٰ بن سید ہارون بن سید اسحٰق بن سید سعید الرحمٰن بن سید عبدالرحیم بن سید عبدالقہار بن سید محمد عبدالفتاح بن امام محمد حنفیہ قتال عالم غازی بن امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

اس بزرگ کے آباواجداد بادشاہانِ ہند شاہ جہان وعالم گیر کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے عہدے اور مناصب پر مامور تھے، اور منصب امیر العسکری پر خدمت نمایاں انجام دیتے تھے۔ چنانچہ میر محمد یوسف نیک نام جہانگیر بادشاہ کی کسی خدمت پر منصوب تھے۔ کارِنمایاں کے سبب قصبہ پچکوہان ملک برار میں بادشاہ نے آپ کو جاگیر کردی تھی، اور وہیں مدفون ہیں۔

(میر سید شرف الدین حسین:) آپ کے فرزند میر شرف الدین حسین المخاطب

میمنت خان بڑے امیر و شجیع تھے۔ ۲۲ صفر ۱۰۴۷ھ کو قلعہ فتح آباد عرف کج دھار میں رحلت فرمائی۔ اُن کے برادرِ حقیقی سید حسین دولت آباد کے قریب شہید ہوئے۔ چنانچہ ان کی جاگیریں انعام ناسک میں ان کے متعلقین کے قبضے میں ہیں۔

سید محمد یوسف علوی نے ۱۲۲۴ھ کو رحلت فرمائی اور ناسک کے قریب خود کی جاگیر یافتہ داری گاؤں میں مدفون ہیں۔ ان کی آل جنیر اور ناسک میں مقیم ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت مخدوم شیخ بھکھاری کاکوروی قدس سرہٗ

رسالہ 'عمدۃ الصحائف' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: مخدوم شیخ نظام الدین عرف شیخ بھکھاری بن قاری امیر سیف الدین بن امیر حبیب اللہ بن امیر نصیر الدین بن محمد صدیق بن عبید اللہ بن عبد الصمد بن امیر شمس الدین بن عبد المجید بن سلطان حسین بن امیر ابراہیم بن عبد اللطیف بن عبد اللہ خانی بن شمس الدین صابر بن مجید الدین خانی بن امیر سلیمان بن وجیہ الدین احمد بن قاری محمد بن قاری احمد بن علی بن محمد بن حنفیہ بن علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ

آپ کبرائے اولیائے کاملین سے ہیں۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی کے مرید ہیں، نسبت قادریہ رکھتے ہیں، اور ارواح حضرت غوثِ پاک و شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہما سے آپ نے فیض اویسیہ اخذ کیا تھا۔ اعلم علمائے روزگار و متورع و متشرع تھے۔ درس و افادۂ خلق میں اشتغال رکھتے تھے۔

۹۸۱ھ ماہ ذی قعدہ کی نویں تاریخ کو آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار کاکور میں ہے۔ حضرت مخدوم بھیکہ کی درگاہ سے مشہور ہے۔ مخدوم زادگانِ قصبۂ مذکور آپ ہی کی اولاد میں ہیں۔ [نقل عمدۃ الصحائف]

نسب نامہ ساداتِ جعفری زینبی

مولوی محمد علی حبیب پھلواری

مولوی محمد علی حبیب پھلواری مرحوم نے اپنی کتاب 'اسوۂ حسنہ' میں نسب نامہ یہ مرقوم کیا ہے: محمد علی حبیب بن ابوالحسن بن نعمت اللہ بن مجیب اللہ بن ظہور اللہ بن کبیر الدین بن رکن الدین بن محمد حسین بن امیر عطاء اللہ جعفری الزینبی بن سعد اللہ بن فتح اللہ بن محبّ اللہ بن ہدایت اللہ بن محمد امیر بن امیر امیر یمین بن محمد امین بن محمد ابراہیم بن عمر دراز بن محمد عبید بن محمد حمید بن محمد اسماعیل حسن بن امیر محمد بن امیر علی بن عبداللہ بن جعفر طیار برادر سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

یہ بزرگ عالم کامل اور مشہورینِ پھلواری سے ہیں۔ ساداتِ جعفری کہنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بی بی زینب بنت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا خواہر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جعفر طیار کے صاحب زادے حضرت عبداللہ کو منسوب تھیں؛ اس لیے جعفری زینبی مشہور تھیں۔ نظام پور میں اس خاندان کے اکثر حضرات رہتے ہیں۔ [من کتاب اُسوۂ حسنہ]

بیان اولادِ حضرت سیدنا امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت سے امام دوم ہیں۔ پندرہویں رمضان ہجری سالِ سوم میں روز سہ شنبہ کو مدینہ منورہ میں تولد ہوئے۔ مدت عمر ۴۸ سال۔ مدتِ خلافت چھ مہینے۔ جعدہ بنت اشعث کے زہر دینے سے پنج شنبہ ۲۷ رصفر (۵۰ھ) کوسلطنت امیر معاویہ کے زمانے میں شہید ہوئے۔ آپ کی اولاد چودہ صاحب زادے اور چھ صاحب زادیاں ہیں۔

صاحبزادے: حضرت قاسم، حسن المثنیٰ، حسین، جعفر، ابراہیم، طلحہ، عبداللہ، حمزہ، عبدالرحمٰن، علی، زید، عمر، اسماعیل، اسحاق۔

صاحبزادیاں: حضرت فاطمہ، ام عبداللہ، ام محسن، ام سلمہ، رقیہ، سکینہ۔

آپ کے چھ فرزند درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اور دو فرزند یعنی حضرت زید بن الحسن اور حضرت حسن مثنیٰ بن الحسن سے آپ کی اولاد بکثرت ہیں، جو ساداتِ حسنی کہلاتی ہیں۔ اُن کی اکثر اولاد امیر اور روسائے دین تھے۔ خصوصاً آپ کی اولاد میں حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سر حلقہ اولیائے کبار ہیں۔ جن کا حال ذیل میں درج ہے۔ اس خاندان کے چند مشہور بزرگوں کا حال ان کے نسب کے ساتھ اس فصل میں لکھ دیا ہے۔ قطعہ تاریخ رحلت ؎

حسن آں بادشاہِ کون ومکاں ◉ کنیت او ابو محمد داں
آں امامِ موید است حسن ◉ تقی وسبط سید است وحسن
بعد حیدر خلافت آں شاہ ◉ پنج ماہ وسہ روز یاشش مہ شدہ
عزلت نشیں بیادِ خدا ◉ کہ جہاں است عاقبت بہ فنا

بود تاریخ ہفتم اے مسعود ◉ سفرش در مہ صفر فرمود
صبح یوم الخمیس نقل نمود ◉ زیں جہاں سوے حضرتِ معبود
ہاتفم گفت سال نقل امام ◉ حیف آفاق ماند بے اسلام
در بقیعہ مزار آں آمد ◉ رحمت حق نثار او آمد

حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

پہلی شب رمضان ۴۷۰ھ کو بمقام جیلان تولد ہوئے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سیدنا عبدالقادر جیلانی بن سید نورالدین بن ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ زائد بن سید محمد زکریا بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ صالح بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن المجتبیٰ قدس اسرارہم

کتاب فتوحاتِ قادریہ میں آپ کا سلسلہ مادری یہ مرقوم ہے: حضرت ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی بن سید ابوالجمال بن سید ابومحمد بن سید احمد بن سید ابومحمود طاہر بن سید ابوعطا عبداللہ بن سید ابوالکمال علی بن سید علاؤالدین محمد بن سیدنا حضرت امام جعفر صادق بن حضرت سیدنا امام محمد باقر بن حضرت سیدنا امام زین العابدین بن حضرت سیدنا امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ عنہم

۴۸۸ھ میں آپ بغداد تشریف لائے اور وہاں علم ظاہری کو حاصل کیا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک سے تربیت پائی اور فیوضاتِ ظاہری و باطنی بدرجۂ اتم حاصل کیے۔ آپ کے انوار ولایت ظاہری و باطنی تمام جہان پر تاباں و درخشاں ہیں۔

کئی کتابیں ملفوظات آپ کے حالات میں مرقوم ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

روزِ آدینہ بود یاز دہم ◉ بے شک وشبہہ از ربیع دوم

کہ ز دنیا بہ اوجِ علیین ◉ ہم چو خورشید ز روے زمیں
گفت سال نکوش از دل وجاں ◉ صاحب رونق جناں رضواں
یاز دہم بُد از ربیع دوم ◉ کہ گذشت از جہاں ستودہ شیم
سال وصلش بخواں کہ بادم قدس ◉ ہاتفم گفت نور عالم قدس
گفتہ شد سال نقل آں حق رس ◉ قطب الاقطاب عالم اقدس
شد رقم سال نقل آں والی ◉ قدس اللہ روحہ العالی
مرقد پاک اوست در بغداد ◉ اہل عالم ازو گرفتہ مراد
ہادیٔ خلق بود سوے خدا ◉ قدس اللہ سرہ اَبداً

آپ کے صاحب زادے یہ ہیں: سید سیف الدین عبدالوہاب، سید شرف الدین ابومحمد، سید شمس الدین عبدالعزیز، سید ابوالفرح عبدالجبار، سید تاج الدین عبدالرزاق، ابواسحٰق سید ابراہیم، سید فاضل ابوالفضل، سید ابوعبدالرحمٰن عبداللہ، سید ابوزکریا یحییٰ، سید ضیاءالدین ابونصر موسیٰ قدس اللہ اسرارہم۔

یہاں سے اُن بزرگوں کے احوال تحریر ہوتے ہیں جو خاص آپ کی اولاد میں مشہور ومعروف ہیں۔ جو ہندوستان میں ترویج دین اسلام کے واسطے تشریف لائے، اورجن کے قدوم کی برکت سے ہندوستان میں اِسلام کا آفتاب آج تک درخشاں وتاباں ہے۔ اُن کے نسب نامے اُن کے حالات کے ساتھ تبرکاً وتیمناً اس کتاب میں درج ہوتے ہیں۔ [ملفوظِ غوثیہ]

حضرت سید شاہ مصطفیٰ قادری بیجاپوری قدس سرہٗ

'لطائف القادریہ' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ مصطفیٰ قادری بن

میراں سید بدر عالم بن سید عبدالقادر یوسف ثانی بن سید شمس بہاء الدین بن سید یونس ثانی بن سید عبدالرحمٰن اشرف بن سید یونس شرف جہاں بن سید یوسف بن سید احسن الدین بن سید محمد صنو احمد بن سید ابی نصر محی الدین بن سید عماد الدین بن سیدنا تاج الدین عبدالرزاق بن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر عظمائے اولیائے کاملین سے ہیں۔ بدر میں آپ تولد ہوئے۔ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ نے ہر چند چاہا کہ آپ کی خدمت میں آکر مشرف بزیارت ہو؛ لیکن اس نعمت ملازمت سے محروم رہا۔

ایک روز خادم کے ہمراہ آپ کے حجرے میں آ گیا تھا۔ آپ نے عتاب کی نظر سے اس کی طرف دیکھا تو بادشاہ لرزاں وترساں بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ غرض! اپنے فعل ناشائستہ سے تائب ہوا اور اپنے گھر واپس آیا۔

صدہا لوگ آپ کے قدوم میمنت لزوم سے درجۂ حق شناسی پر پہنچے۔ ۱۳؍شعبان ۱۰۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مرقد عالی بیجاپور میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ تاریخ رحلت ؎

سید السادات حضرت مصطفےٰ ◉ محترم آل نبی المجتبیٰ
برگزیدہ بود نزد کردگار ◉ درمیانِ اولیاء آں مقتدا
متصف بودہ ز اوصافِ رسول ◉ مظہر اخلاق ذاتِ مرتضیٰ
سیزدہ تاریخ شعبان ماہ بود ◉ نوش کردہ از قضا جام سقیٰ

(میراں شاہ ابوالحسن قادری:) آپ کے بھائی میراں شاہ ابوالحسن قادری بڑے صاحب تصرفات ظاہری و باطنی تھے۔ بیجاپور میں آسودہ ہیں۔ آپ کے خاندان کے تمام بزرگوں کے احوال مفصلاً تاریخ الاولیاء جلد سوم میں جامع اوراق نے تحریر کیا

ہے۔اس بزرگ کی اولاد میں فی الحال حضرت سید محمود صاحب قادری سلمہ موضع گومرسی میں حیات ہیں۔

(شیخ سید عبدالرزاق جیلانی:) ان کے والد ماجد سید عبدالرزاق جیلانی مرحوم (متوفی ۱۳۰۰ھ)اور جد امجد سید عبدالقادر عرف بادشاہ صاحب قادری مغفور جو مشائخین دکن میں مستثنیٰ تھے۔راقم کے ساتھ نہایت اتحاد تھا۔کتاب تاریخ الاولیاء کے لکھنے میں راقم کو ان دونوں حضرات نے بڑی مدد دی۔اولیاے دکن کا حال لکھ بھیجا جو تاریخ الاولیاء جلد دوم وسوم میں لکھا گیا ہے۔

نسب نامہ یہ ہے: سید محمود بن سید عبدالرزاق جیلانی بن سید عبدالقادر بن سید محی الدین قادری بن سید محمود بن سید مرتضیٰ بن سید شمس الدین بن سید عبدالقادر بن سید شاہ مصطفےٰ قادری بیجاپوری قدس اسرارہم۔ [اعلام الہدیٰ]

سید شاہ عبداللطیف لااُبالی کرنولی قدس سرہٗ

مشکوٰۃ النبوت میں آپ کا سلسلہ جدیہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ عبداللطیف لا ابالی بن سید شاہ طاہر حموی بن سید شاہد حموی بن سید عارف حموی بن سید ہاشم حموی بن سید قطب الدین محمد بن سید شہاب الدین احمد بن سید بدرالدین حسن بن سید علاءالدین علی بن سید شمس الدین محمد بن سید سیف الدین یحییٰ بن سید ظہیرالدین احمد بن سید شمس الدین ابونصر بن سید عمادالدین ابوصالح نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

لطائف القادریہ میں مسطور ہے کہ آپ بلدۂ کرنول کے مشاہیر کملاے مشائخین کرام سے ہیں۔آپ حماہ شریفہ سے ملک دکن میں تشریف لائے اور قمرنگر عرف کرنول

میں سکونت اختیار کی۔کرنول سے متصل موضع علی پور میں اپنے ہمراہیوں اور خادموں کو رکھا۔ وہاں ایک راجہ سخت کافر اور دشمن اسلام رہتا تھا۔اس کے لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے بزورِ کرامت وولایت اس کو زندہ کردیا۔(یہ دیکھ کر) راجہ اور اس کے خویش واقارب سب نے اسلام قبول کرلیا۔

آپ کے مزاج پر جلال ہمیشہ غالب رہتا تھا۔اور آپ کے سینہ مبارک میں اتنی گرمی تھی کہ ہر روز سات گھڑے پانی مرید آپ کے حجرۂ عبادت میں رکھ جاتے، آپ ذکر وشغل میں مشغول ہوتے، جب گرمی از حد بڑھ جاتی، اور پانی کی طرف دیکھتے تو گھڑوں کا پانی خشک ہوجاتا تھا۔

آپ کے قدوم سے اطرافِ کرنول میں اسلام کی خوب رونق ہوئی۔سات ذی الحجہ ۱۰۴۷ھ میں دنیاے فانیہ سے رحلت فرمائی اور کرنول میں آسودہ ہیں۔تاریخ رحلت ؎

خرد گفت تاریخ آں دست گیر   بہ پنج آہ وھو اللطیف الخبیر

[تذکرۃ المشائخ]

مشکوٰۃ النبوت کے مصنف (اسی خانوادے سے ہیں ان) کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت غلام علی شاہ بن سید شاہ موسیٰ قادری حیدرآبادی -متوفی ۲۱رذی قعدہ ۱۲۱۵ھ) مدفن حیدرآباد- بن سید محی الدین محمد بن سید درویش محی الدین بن سید محی الدین بن شاہ محی الثانی بن سید شاہ عبداللطیف قادری لا اُبالی کرنولی قدس اسرارہم۔ [من رسالہ نوشتہ سید غلام جیلانی پیرزادہ بیجاپور]

سید شاہ اسماعیل قادری نیلوری قدس سرہٗ

کتاب مشکوٰۃ النبوت میں آپ کا سلسلہ جدیہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ اسماعیل قادری

بن سید حسن بن سید سلیمان بن سید ابراہیم بن سید احمد علی مغربی بن سید حسن بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید حسن الدین بن سید محمد احمد صنو بن سید ابی نصر محی الدین بن سید عماد الدین ابی صالح نصر بن قطب الآفاق سیدنا تاج الدین عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ بڑے جامع علوم شریعت وطریقت اور کملاے مشائخین دکن سے ہیں۔ سلطان محمود بادشاہ دالظفر بیجاپور کے عہد سلطنت میں بغداد سے بیجاپور آئے اور موضع نیلور متصل گل برگہ میں سکونت اختیار کی۔

آپ کے ہمراہ مریدین وخدام بہت تھے، سب کو کہا کہ یہاں کے ظالم حاکم کو مار کر نکال دو۔ چنانچہ خادموں نے حسب الارشاد حکم کی تعمیل کی اور حاکم ظالم کو وہاں سے نکال دیا۔ حاکم مذکور محمود بادشاہ بیجاپور کی خدمت میں آیا اور تمام کیفیت بیان کی۔

بادشاہ نے تعجب کیا اور آپ کی بزرگی وعظمت کو مشائخین بیجاپور سے سن کر اسی وقت ایک سند انعام موضع نیلور لکھ کر آپ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر بادشاہ بذات خود آپ کی قدم بوسی کو حاضر ہوا۔

بادشاہ نے کمالِ فخر اور تکبر سلطنت سے جب آپ سے مصافحہ کیا تو اس کا جسم یکبارگی جلنے لگا اور اس کے دونوں ہاتھ بازو سے جدا ہوگئے۔ غرض! بادشاہ بحالت اضطرار لرزاں وترساں حجرہ سے باہر نکل آیا۔ وزیر بادشاہ کے ہمراہ تھا۔ اسی وقت بادشاہ کی بے اَدبی کی معافی حضرت کے فرزند سید اسلام الدین قادری سے چاہی۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ اسلام الدین کے ہمراہ پھر آپ کی خدمت میں آکر تائب ہوا، اور اپنے غرور ونخوت سے باز ہوکر آپ کی خدمت میں عذرِ گستاخی کیا تو آپ نے معاف کردیا اور دہن مبارک سے لعاب نکال کر بادشاہ کے جسم پر ملا، بادشاہ فوراً اصلی حالت پر

آ گیا، سوزش جاتی رہی، ہاتھ درست ہوگئے، بزرگوں کا معتقد ہوگیا، اور پھر کبھی ایسی گستاخی کسی بزرگ سے نہ کی۔

آپ کے خاندان میں بادشاہی جاگیریں انعام بہت ہیں۔ سلخ ماہ شعبان ۱۰۰۰ھ میں رحلت فرمائی اور نیلور میں مدفون ہیں۔ [مشکوٰۃ النبوت]

سید شاہ جمال البحر المشہور معشوق ربانی ورنگل قدس سرہٗ

کتاب مشکوٰۃ النبوت میں آپ کا نسب نامہ یہ تحریر ہے: سید شاہ جمال البحر بن سید شاہ حسین بن سید احمد بن سید یوسف بن سید محمد ثانی بن سید ہلال بن سید محمد بن سید عماد الدین ابی صالح نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم۔

آپ مشاہیر سادات ومشائخین کاملین دکن سے ہیں۔ بارہ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ کی اجازت لے کر بغداد سے سفر اختیار کیا اور حرمین شریفین میں آ کر مراسم حج بجالائے اور وہاں سے باشارۂ غیبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان کی طرف راہی ہوئے، اور موضع ورنگل میں پہنچے۔

قصبہ سومورام میں ایک پہاڑ پر بارہ برس تک چلہ کشی کی اور ریاضت شاقہ میں مشغول رہے۔ آپ کے ہمراہ فقرا وخدام بہت تھے۔ سب کے کھانے پینے کا انتظام اپنی ذاتِ خاص سے کرتے رہے۔

'انوار الاخبار' میں تحریر ہے کہ آپ سلاطین قطب شاہیہ کے عہد میں بغداد سے دکن کی جانب تشریف لائے اور موضع ہنم کنڈہ میں جو حیدرآباد کے متصل آبادی ہے آ کر آپ نے کافروں سے جہاد کیا اور خدا نے آپ کو فتح دی۔ اکثر کفار آپ کی بزرگی دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے۔ احیاے اموات کی کرامتیں کئی بار آپ سے ظاہر ہوئیں۔ ازبس عظیم الشان

جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔آپ کی ذات فیض آیات سے ملک دکن میں اسلام نے بڑا زور پکڑا۔

(سید شاہ معین الدین:) آپ کے فرزند سید شاہ معین الدین ہیں جو بزرگ اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔اُن کا حال کتاب تاریخ الاولیاء جلد سوم میں مذکور ہوا ہے۔۲۲؍رجب ۹۹۹ھ میں رحلت فرمائی۔موضع عرس ملک دکن میں آپ کا مرقد عالی ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت سید شاہ عبدالرزاق بیجاپوری قدس سرہٗ

کتاب مجمع الانساب میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں تحریر ہے: میراں سید شاہ عبدالرزاق قادری بن سید شرف الدین بن سید احمد بن سید علی بن سید احمد بن سید شرف الدین قاسم بن سید یحیٰی بن سید بدرالدین حسن بن سید علاؤ الدین علی بن سید شمس الدین محمد بن شرف الدین یحیٰی بن سید شہاب الدین احمد بن سید عماد الدین بن ابی صالح نصر بن قطب الآفاق سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر کبرائے مشائخین قادریہ سے ہیں۔قطب الوقت اور وحید العصر تھے۔ نعمت خلافت قادریہ اپنے والد سے حاصل کی۔ بادشاہ محمد عادل شاہ کے عہد سلطنت میں بغداد سے بیجاپور میں آئے اور اپنے قدوم فیض لزوم سے اس دیار دکن کو رونق بخشی۔آپ کی خانقاہ میں ہزارہا آدمی دور دراز سے آتے اور فیض ظاہری و باطنی پاتے تھے۔۲۲؍ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ میں انتقال فرمایا۔آپ کا مزار بیجاپور میں زیارت گاہِ عالم ہے۔تاریخ وفات ؎

میر شاہ عبدالرزاق قادری ◉ زیں جہاں پاکیزہ مثل نور رفت
ہاتف غیبی بتاریخ وصال ◉ گفت قطب اہل بیجاپور رفت

[اعلام الہدیٰ]

حضرت سید اسحٰق قادری جنیری قدس سرہٗ

لطائف القادریہ میں آپ کا سلسلہ جدیہ اس طرح مرقوم ہے: سید شاہ اسحٰق قادری بن سید محمود عرف سید یعقوب بن سید حاجی حمید الدین بن سید محمد بن سید مخدوم بن سید صدر الدین بن سید مخدوم بن سید محمد بن سید قاسم بن سید زین الدین عبدالباسط بن سید شہاب الدین صالح احمد قادری بن سید بدرالدین حسن بن سید علاء الدین علی بن سید شمس الدین محمد بن سید سیف الدین ابوزکریا یحییٰ بن سید شہاب الدین احمد بن سید ابونصر شمس الدین محمد بن سید عماد الدین ابی صالح نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن سیدنا مخدوم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ عظمائے اولیائے متصرفین کاملین سے ہیں۔ آپ کا مولد موضع خوشاب واقع پنجاب ہے۔ اپنے جد امجد حضرت شاہ حمید الدین سے نعمت خلافت قادریہ باطنیہ حاصل کیا اور ۱۰۳۶ھ کو جُنّیر میں آکر سکونت اختیار کی۔ آپ کی ذات بابرکات سے اطرافِ دکن میں فیض ظاہری و باطنی خوب پھیلا اور اسلام کا چراغ روشن ہوا۔

۱۰۷۹ھ میں خانقاہ تعمیر کی۔ بادشاہ زمانہ نے آپ کی بزرگی وعظمت کو دیکھ کر انعام جاگیرات نسلاً بعد نسلٍ عطا کیا۔ ۱۱رشعبان ۱۰۸۶ھ میں رحلت فرمائی، اور جنیر میں آسودہ ہیں۔ آپ کے ایک فرزند سید عبدالرزاق بیجاپور میں آسودہ ہیں اور دوسرے فرزند سید شہاب الدین جنیر میں آسودہ ہیں جو بڑے عارف باللہ تھے۔

(سید غلام حسن قادری:) آپ کے صاحب زادے حضرت سید غلام حسن قادری بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ اورنگ آباد جاکر علم ارشاد وہدایات کو بلند کیا، اور صدہا لوگوں کو فیض ظاہری و باطنی پہنچایا۔ ۲۷؍ جمادی الاولی ۱۱۷۱ھ میں وفات پائی، اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔

غرض! فی الحال آپ کی اولاد میں سید اکبر صاحب قادری جنیر میں سجادہ نشیں ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔حضرت سید عبدالرزاق صاحب -زاد قدرہ ومنزلہ- بن حضرت سید سعد الدین صاحب پیرزادہ مرحوم حیدرآباد دکن میں منصب عالی پر مامور ہیں اور وہیں سکونت پذیر ہیں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید عبدالرزاق آصف نواز جنگ بن سید سعد الدین بن سید نظام الدین بن سید رشید الدین بن سید خلیل الرحمٰن بن سید یعقوب بن سید اسحٰق قطب الآفاق قادری قدس اسرارہم۔تاریخ وفات ؎

سراج الاتقیا سادات اکبر ◉ چراغِ راہِ دین وآل حیدر
امام اہل عرفاں سید اسحٰق ◉ دلیل وہادی شرعِ پیمبر
بسوے روے رضوان بصد ناز ◉ خراماں رفت آں سرو صنوبر
بتاریخ دہ ویک ماہ شعباں ◉ دوشنبہ بود کاں بدر منور
بگفتا سید آل شرافت ◉ شدہ تاریخ آں ہادی رہبر

[از: ارشاد الطالبین مولفہ منشی محمد رضا، متوطن جنیر]

حضرت سید عبدالحلیم قادری اُکلیسری قدس سرہٗ

سرالاولیاء میں آپ کا شجرۂ جد یہ یہ مرقوم ہے: سید عبدالحلیم اُکلیسری بن سید مصطفٰے بن سید حسین بن سید شاہین بن سید احمد بن سید موسیٰ بن سید یحییٰ بن سید ابوالحسنین بن سید عبدالوہاب بن سید صفی الدین بن سید ابوالحسین بن سید سراج الدین ابوالفرح عبدالجبار بن حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے متصرفین گجرات سے ہیں۔آپ نے نعمت خلافت قادریہ اپنے

والد ماجد حضرت سید مصطفیٰ قدس سرہ سے حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ جہانگیر جب اُکلیسر میں آیا اور آپ کی خدمت میں آنے کا اِرادہ ظاہر کیا تو آپ جس حجرے میں رہتے تھے ایسا تنگ و تاریک تھا کہ بادشاہ نے ہر چند چاہا کہ حجرہ کے اندر جائے لیکن نہ جا سکا۔

آپ نے کشف سے معلوم کیا کہ بادشاہ جہانگیر ملاقات کے واسطے آیا ہے تو دروازہ کی طرف نظر کی تو دروازہ ایسا بلند اور حجرہ ایسا کشادہ ہو گیا کہ بادشاہ مع وزرا و امرا سمیت اندر آ کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، اور یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہوا، اور چند گاؤں پرگنہ اُکلیسر میں آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لیے مقرر کیا۔

آپ کی ذات سے صدہا گجراتی اسلام سے مشرف ہوئے۔ غرہ رجب ۱۰۰۵ھ میں رحلت فرمائی اور قصبہ اُکلیسر میں مدفون ہیں۔

آپ کے تین فرزند تھے۔ دو قصبہ اکلیسر میں مدفون ہیں اور ایک فرزند مسمی حضرت شاہ سید محمود قادری قصبہ بالا پور ملک برار میں آسودہ ہیں۔

(پیرزادہ سید احمد قادری:) ان کی اولاد میں فی الحال عمدۃ المشائخین حضرت سید احمد صاحب قادری پیرزادہ سلمہ اللہ تعالیٰ بالا پور میں سجادہ مشیخت پر زینت بخش ہیں۔ بادشاہوں کی طرف سے جاگیرات انعام مدد معاش وغیرہ ان کے لیے جاری ہے۔ آپ کی ذات برار میں بس غنیمت ہے۔ [سیر الاولیاء]

حضرت سید یٰسین غریب النواز قادری نذر بار قدس سرہٗ

مشکوٰۃ النبوت میں مولوی غلام علی شاہ نے آپ کا نسب نامہ یوں لکھا ہے: سید یٰسین غریب النواز بن سید شاہ غلام محی الدین شیر سوار بن سید عبداللہ قادری بن سید عبدالرحیم بن سید شاہ ابوالحسن بن سید شاہ عبدالرؤف جرجانی بن سید صفی اللہ قاری بن سید ضیاء الدین

قادری حقانی بن سید شاہ ابوالحسن مدنی بن سید علی قادری بن سید احمد زندہ دل بن سید ابراہیم بغدادی بن سید ابی صالح بن سید محی الدین ابی نصر بن سید نا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ کبرائے اولیائے متصرفین ومشائخین کرام قادری دکن سے ہیں۔ سید انوار اللہ نے ملفوظ پنج گنج میں لکھا ہے کہ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کے بدن میں استخوان (ہڈیاں) نہ تھیں۔ اکثر مریدین کے سر پر بیٹھ کر مجلس میں آیا کرتے تھے اور شب پنج شنبہ کو آپ کے اعضا بدن سے جدا جدا ہو جاتے تھے۔

جنات آپ کے مطیع وفرماں بردار تھے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں جو بھی مطلب دلی لے کر آتا پورا ہو جاتا تھا۔ آپ کی خانقاہ کے اخراجات وصرفے اس قدر تھے کہ ہزارہا آدمی دو وقتی طعام آپ کی خانقاہ میں پاتے تھے۔ روسائے آصفیہ وافسران مرہٹہ پونہ ومالوہ وگجرات سب آپ کے مطیع ومنقاد تھے۔ ۲۴/ربیع الاول ۱۱۲۱ھ میں رحلت فرمائی، اور دارالابرار نذربار میں مدفون ہیں۔

(سید شاہ ڈھولن:) آپ کے بھائی سید شاہ ڈھولن قدس سرہ نے آپ کی رحلت کے بعد مسند ارشاد کو خوب رونق بخشی۔ بڑے بزرگِ وقت تھے۔ صدہا مشرکین وکفار آپ کی ذات فیض آیات سے مشرف باسلام ہوئے۔ تمام ملک خاندیس آپ کے فیض سے مملو ہے۔

(سید اسد اللہ عرف بڈھن میاں:) سید اسد اللہ عرف سید بڈھن میاں صاحب مرحوم حضرت سید شاہ ڈھولن قادری کی اولاد میں ہیں۔ مشائخین متاخرین کے درمیان آپ کی ذات بس غنیمت تھی۔ تمام خاندیس برار وملک دکن آپ کے مریدوں سے معمور ہے۔ چوتھی جمادی الآخر ۱۳۰۱ھ کو شہر ناسک میں انتقال فرمایا اور دھرنگاؤں ضلع خاندیس میں آپ کو لے جا کر دفن کیا گیا۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید شاہ اسد اللہ عرف سید بڈھن میاں صاحب پیرزادہ بن سید بسم اللہ بن سید عبد اللہ بن سید اسد اللہ عرف شاہ ڈھولن برادر حقیقی حضرت سید یٰسین غریب النواز قادری قدس اسرارہم

آپ کی چند صاحب زادیاں تھیں جو دھولیہ برہان پور اور جنیر میں منسوب ہیں۔ان کے برادر حقیقی سید بنے میاں صاحب مرحوم تھے جن کے فرزند سید عیسیٰ میاں و سید یٰسین میاں صاحب–طول عمرہما–موجود ہیں جو اپنے بزرگوں کے مریدین میں گشت کیا کرتے ہیں۔تاریخ وفات لمولفہ حضرت سید بڈھن میاں پیرزادہ مرحوم۔

شد زدنیا سید شیخ زماں ◉ در مریداں بود یک شور وفغاں
رہ روِ راہِ شریعت ذاتِ او ◉ بود بے شک بر طریق راستاں
گفت ہاتف سال تاریخ وفات ◉ رحلتش الفقر فخری شد عیاں

[مشکٰوۃ النبوت]

حضرت سید دیوان قادری بھیمڑی قدس سرہٗ

آپ کا اصلی نام سید ملک حسین ہے۔آپ مشاہیر سادات و مشائخین متصرفین ملک کوکن سے ہیں۔آپ کا نسب نامہ راقم کو دستیاب نہیں ہوا لیکن اکثر بزرگوں کی زبانی تحقیق سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد میں ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ علی عادشاہ بادشاہ بیجاپور کے پاس دیوان ریاست تھے۔بادشاہ بیجاپور کے خورد سال ہونے کے سبب آپ نے دیوانی کا کام نہایت ایمان داری سے چلایا۔جب بادشاہ علی عادشاہ سن بلوغ کو پہنچا تو سب محاسبہ دفاتر سلطنت اور آپ کے انتظام مملکت کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔

غرض! شوقِ الٰہی نے سید ملک حسین کے دل کو دنیوی محبت سے روگرداں کر دیا تھا؛ اس لیے عہدۂ دیوانی سے دست بردار ہونے کا استعفیٰ دیا اور دولت دنیا وامارات مناصب عالیہ کو ہیچ سمجھ کر چھوڑ دیا، اور اسلام آباد عرف بھیمڑی (علاقہ کوکن ضلع تھانہ) میں تشریف لا کر سکونت اختیار کی۔

اس زمانے میں وہاں پر پرتگیز لوگوں کا عمل دخل تھا، آپ نے ان سے جہاد کیا۔ خدا نے اہل اسلام کو فتح ونصرت دی اور جو پرتگیز کے تابع و قبضہ میں جو تالاب تھا وہیں آپ نے سکونت کی اور وہیں خدا کی عبادت میں خلوت گزیں ہو گئے، اور اس تالات کا نام 'نصر اللہ' رکھا۔

دیارِ کوکن میں آپ کی ذات سے چراغِ اسلام خوب روشن ہوا۔ صدہا مشرکین و کفار آپ سے مشرف باسلام ہوئے۔ بادشاہِ زماں سے کئی گاؤں آپ کی خانقاہ و مسجد کے اخراجات کے لیے انعام ملے۔ آپ کی رحلت ۱۰۷۶ھ میں واقع ہوئی اور قصبہ بھیمڑی میں مدفون ہیں۔

آپ کی اولاد بھیمڑی میں سکونت پذیر ہے۔ نواب سید سراج الحسن صاحب پیرزادہ ملک نظام میں عہدۂ جلیلہ پر مامور ہیں، اور سردار سید عبدالحق صاحب دلیر جنگ مرحوم نے زرِ کثیر سے آپ کے مزار کی تعمیر کی اور نہایت عمدگی سے قدیم بزرگوں کے گنبد و مکانات کو آراستہ و مستحکم کر دیے ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت سید عبدالقادر گنج سوائی ناگوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ شیخ محمود طیبی نے اپنے رسالہ قادریہ میں یہ لکھا ہے: سید عبدالقادر عرف میراں شاہ حمید المشہور گنج سوائی بن سید حسن قدسی بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد

بغدادی بن سید حسن بغدادی بن سید محمد بن سید ابی نصر محی الدین بن سید عماد الدین صالح نصر بن سید تاج الدین بن عبدالرزاق بن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

کتاب مفرح القلوب منظوم فارسی میں یہ لکھا ہے کہ آپ مشاہیر اجل اولیاے متصرفین ناگور سے ہیں۔ ۹۱۰ھ میں تولد ہوئے اور ۹۴۰ھ کو قصبہ ناہور عرف ناگور میں تشریف لائے اور سید محمد غوث گوالیری سے فیض شطاریہ وقادریہ اور جمیع سلاسل کی نعمت باطنیہ اَخذ کی، نیز دعوتِ اسماے الٰہی کی اجازت حاصل کی۔

آپ کے قدومِ برکت لزوم سے اسلام نے ناگور کے اطراف میں بڑی رونق پائی۔ صدہا مشرکین آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ چنانچہ کتاب تصرفاتِ قادریہ میں مفصلاً آپ کے احوال درج ہیں۔ بادشاہوں کی طرف سے آپ کو جاگیرات انعام بہت عطا ہوا تھا۔ دسویں جمادی الآخر ۹۷۸ھ میں رحلت فرمائی اور ناگور میں مرقد عالی ہے۔ [مفرح القلوب]

حضرت سید غیاث الدین قادری احمد آبادی قدس سرہٗ

ملفوظِ قادریہ اہل گجرات میں آپ کا سلسلہ جدیہ اس طرح مرقوم ہے: سید غیاث الدین بن سید محمد شہاب الدین بن سید عبداللہ بن سید عبدالجلیل بن سید ابوالحسن بن سید عبدالجبار بن حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ اجل مشاہیر اولیاے کرام وعلماے سادات گجرات سے ہیں۔ بڑے صاحب عظمت وجلال تھے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحکم بغداد سے سلطان محمود بادشاہ گجرات کے عہد سلطنت میں احمد آباد تشریف لائے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین گجرات کو اسلام کے چراغ سے روشن کر دیا۔ ملک گجرات کی حراست از روے

باطنی آپ کے سپرد تھی، آپ وہاں کے قطب الوقت تھے۔

سید السادات سید علم الدین چشتی کی صاحب زادی سے آپ کا نکاح ہوا۔ چند روز کے بعد آپ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ ادائیگی حج کے بعد بارہ سو مریدوں کے ہمراہ خشکی کے راستے سے گجرات آئے۔

اثنائے راہ ملک کچھ کے درمیان وہاں کے راجہ نے اپنا لشکر برائے جنگ آپ کے قافلے پر بھیجا۔ جب وہ لشکر آپ کے قافلے پر حملہ آور ہوا تو راجہ کا تمام لشکر مع سرداران نابینا ہوگیا اور اُن پر ایسا رعب طاری ہوا کہ کسی نے ہتھیار ہاتھ میں نہ لیا۔

راجہ نے یہ کرامت دیکھ کر آپ کے حضور میں آکر استدعا کی تو فوراً لشکر اور اس کے سرداروں کی آنکھیں بینا ہوگئیں۔ راجہ بہارا اُسی وقت مسلمان ہوگیا اور کئی ہزار آدمی اس کے ساتھ اسلام لے آئے۔ پھر آپ نے قصبہ سرسیمنی میں آکر سکونت اختیار کی۔

حق تعالیٰ نے تجلی صمدیت آپ کو اتنی عطا کی تھی کہ جو کوئی مسلمان آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا دنیوی محبت و اسباب کو ترک کر دیتا تھا۔ اور اگر آپ کی نظر کسی کافر پر پڑ جاتی تو فوراً مسلمان ہو جاتا۔

ملک گجرات آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے مملو ہے اور آپ کا فیض آج تک جاری ہے۔ تمام خاندان کے احوال راقم نے کتاب تاریخ الاولیاء جلد دوم و سوم میں لکھ دیے ہیں۔ ۲۲ رصفر ۸۹۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور موضع سرسیمنی میں آپ کا مزار زیارت گاہِ عالم ہے۔ تاریخ وفات ؎

شاہ غیاث الدین ما کردہ سفر سوے خدا
بست و دوم ماہ صفر یوم خمیس

اے مقتدا در وقت ظہر آں شیخ ما بشتافت در خلد بریں

کانت شھادۃ فخرہ فیفخرہ وفق القضا

چوں بود شاہِ اولیاء سردارِ جملہ اصفیا
تاریخش آمد از قضا قطبی خلاصۂ اولیا
۸۹۵ھ [ملفوظ غیاثیہ قادریہ اہل گجرات]

حضرت سید بہاؤ الدین گیلانی مشہور بہ بہاول شیر قلندر قدس سرہٗ

آپ کبرائے سادات عظام اور کملائے مشائخین قادریہ ذوی الکرام سے ہیں۔ قطب العصر اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ ہزارہا لوگوں نے آپ سے فیض باطنی پایا۔ آپ کا نسب نامہ خزینۃ الاصفیا میں یہ مرقوم ہے :

سید بہاء الدین بہاول شیر قلندر بن سید محمود - مزار در بدایوں - بن سید علاء الدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سیدنا حضرت عبدالرزاق بن سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

اس بزرگ کے قدم کی برکت سے اسلام نے اس ملک میں بڑی رونق پکڑی۔ صدہا مشرکین نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کر کے اسلام قبول کیا۔ ۱۸ر شوال المکرّم ۹۷۳ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار آپ کے حجرہ میں ہے۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

رفت چوں از جہاں بہاء الدین ◉ یافت مسکن بجنت الماویٰ
پیر اہل صفا بہاول شیر ◉ گشت تاریخ رحلتش پیدا
نیر شیر دلیر حق عالی ◉ ہست تاریخ آں شہِ والا

حضرت سید عبداللہ بہتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید عبداللہ بہتی بن سید عمر بن سید حسن بن سید عثمان بن سید

مبارک الدین حسن بن سید عبدالباسط بن سید شہاب الدین بن سید مبارک بن سید حسن بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید ابوزکریا شہید بن سید احمد بن سید ابی صالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے کبار اور سادات عظام سے ہیں۔ پندرہ برس کی عمر میں بغداد سے ہندوستان کی طرف آئے۔ اکثر مشائخین وقت سے فیض حاصل کیا اور موضع بہتہ توابع دہلی میں سکونت اختیار کی۔ خلق کثیر نے آپ سے بیعت کی اور فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ ۱۰۳۷ھ میں آپ نے انتقال فرمایا اور موضع بہت میں جون ندی کے کنارے آسودہ ہیں۔ قطعہ تاریخ رحلت ؎

شد ز دنیا چو در بہشت بریں ◉ شیخ با اختصاص عبداللہ
سال تاریخ رحلتش ہاتف ◉ گفت صدیق خاص عبداللہ

[خزینۃ الاصفیا]

حضرت سید نعمت اللہ ولی ڈھمتو ر قدس سرہٗ

آپ مشاہیر کبراے مشائخین عالی درجات وصاحب تصرفات سے ہیں۔ ہزارہا لوگ آپ کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے :

سید نعمت اللہ بن سید ابوبکر بن شاہ نور بن سید ادہم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید بہاء الدین بن سید داؤد بن سید ابوالعباس بن سید حسن بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید متقی بن سید صالح بن سیدنا ابی صالح نصر بن سیدنا حضرت عبدالرزاق بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

'تشریف الشرفا' میں آپ کی عظمت و بزرگی کا بہت کچھ بیان منقول ہے۔ اس

رسالے میں بسبب طوالت ہم نے مرقوم نہ کیا۔قطعہ تاریخ وفات ؎

ز دنیا نعمت حق یافت در خلد ◉ چو آں سید شہر عالی نعمت
بسر در سال وصلش جلوہ گر شد ◉ ز سلطان الولی والی نعمت

۸۳۴ھ میں رحلت فرمائی اور کوہ پھکھلی دھمتور میں آسودہ ہیں۔

حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی اوچہ قدس سرہٗ

آپ مشاہیر ساداتِ عظام اور اولیاے عالی مقام سے ہیں۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے:
مخدوم سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث گیلانی بن سید شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید ابوالحسن علی بن سید ابوعلی بن سید مسعود بن سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن شیخ السماوات والارضین محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

کہتے ہیں کہ جب آپ کے والد ماجد سید محمد غوث گیلانی نے ۹۲۳ھ میں انتقال فرمایا تو آپ نے مسند مشیخت قادریہ کو زینت بخش کر ہزار ہا کو فیض ظاہری و باطنی پر پہنچایا۔اغنیا کی صحبت سے آپ کو بڑی نفرت تھی۔

آپ کے خاندان میں بڑے بڑے علما و اولیا، صاحبان کشف و کرامات اور اصحابِ تصرفاتِ ظاہری و باطنی گزرے ہیں۔جن کی عظمت اور بزرگیوں کے نشان آج تک اُس سرزمین پر موجود ہیں۔

تاریخ الاولیاء جلد دوم وسوم میں (ان کے حالات مفصل) لکھے گئے ہیں، یہاں بسبب طوالت کے درنہ نہ کیا گیا۔غرض اس شعر پر اس خاندان کے بزرگوں کے حالات کو ظاہر کیے دیتا ہوں ؎

ایں خانہ تمام آفتاب است
ایں سلسلہ از طلاے ناب است

غرض! مخدوم سید عبدالقادر ثانی نے ۱۸ربیع الاوّل ۹۴۰ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار اوچہ مبارک میں ہے۔ قطعہ تاریخ رحلت ؎

عبد قادر ولی گیلانی ◉ آں کہ ثانی نباشدش ثانی
سال تولید او عجب روشن ◉ گشت مہر منیر نورانی
رحلتش شد عیاں سخی کریم ◉ نیز سردار شاہ حقانی
سالِ ترحیل او شدہ پیدا ◉ نور احسان تاجِ سلطانی
ارتحالش شد از خرد مرقوم ◉ کاشف زہد سر ربانی
خواں بتاریخ رحلتش سرور ◉ فانی فقر صبر حقانی

[کذافی خزینۃ الاصفیا]

حضرت سید اسماعیل قادری قلعہ ریٹھور قدس سرہٗ

آپ مشاہیر کبرائے اولیائے متصرفین سے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ تحریر ہے: سید اسماعیل بن سید ابدال بن سید نصر بن سید محمد بن سید موسیٰ بن سید عبدالجبار بن سید ابی صالح نصر بن سید عبدالرزاق بن محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

صاحب اخبار الاخیار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ خاندانِ ساداتِ حسنی کے وہ پہلے بزرگ ہیں جو ہندوستان میں تشریف لائے اور سکونت اختیار کی۔ آپ کی ذات فائز البرکات سے ہزارہا لوگوں نے اسلام قبول کیا اور مدارجِ ظاہری و باطنی پر پہنچے۔

آپ کے خلفائے کاملین سے شیخ محمد حسن، شیخ امان پانی پتی اور شیخ عبدالرزاق جھنجانہ مشہور ومعروف ہیں۔ آپ کی وفات ۹۹۴ھ میں واقع ہوئی، اور قلعہ ریٹھور میں آسودہ ہیں۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

شد چو اسماعیل زیں دار الفنا ◉ جاےمسکن یافت در دار السلام
رحلتش آمد عیاں ممتاز رفت ◉ نیز اسماعیل مخدوم انام

[خزینۃ الاصفیا]

حضرت شاہ بدر گیلانی مسائیاں قدس سرہٗ

آپ مشاہیر ساداتِ عظام اور کملاے عالی مقام سے ہیں۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید شاہ بدر گیلانی بن سید شرف الدین بن سید یحییٰ بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید شہاب الدین بن سید علاء الدین بن سید قاسم بن سید یحییٰ تاتاری بن سید احمد متقی بن سید ابوصالح بن سید ابی نصر بن قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں لاہور تشریف لائے اور ہزار ہا بندگانِ خدا کو ہدایت وارشاد دے کر حلقہ ارادت میں داخل کیا اور بڑے بڑے مدارج پر پہنچایا۔آپ کی وفات ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۰۱۸ھ کو جہانگیر بادشاہ کے عہد سلطنت میں واقع ہوئی۔آپ کا مزار موضع مسائیاں علاقہ بٹالہ میں مشہور ومعروف ہے۔قطعہ تاریخ وفات ؎

چو بدرالدیں ازیں دنیاے فانی ◉ سفر در زید وشد روشن بجنت
رقم شد فضل حق تاریخ وصلش ◉ دگر سید علی بدر الکرامت

[کذا فی خزینۃ الاصفیا]

حضرت سید نوراللہ اسحٰق قادری نیلگا قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ یہ مرقوم ہے: سید نوراللہ اسحٰق بن سید محمد اسد اللہ بن سید نور محمد

اسماعیل بن سید بابا شاہ بن سید منتجب الدین بن سید احمد الجیلی بن سید علی بن سید مرتضیٰ بن سید مصطفےٰ بن سید احمد الثانی بن محمد احمد صنو بن سید محمد حسین بن سید محمد بن سید عماد الدین ابی صالح نصر بن حضرت سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے متصرفین دکن سے ہیں۔ آپ کو 'پیر بادشاہ' بھی کہا جاتا ہے۔ کشف وکرامات آپ سے بہت جلوہ گر ہوئیں۔ آپ اپنے زمانے میں قطب الوقت تھے۔ ۱۱۹۹ھ میں رحلت فرمایا اور قصبہ نیلنگا میں مدفون ہیں۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

حضرت پیر بادشاہ بزرگ ◉ مقتداے فقیر و شاہ و امیر
در نیلنگا کہ آں امام زماں ◉ بود تا زندگی امام کبیر
غوث بے شبہہ سال وصل آمد ◉ خواستم سال رحلتش ز ضمیر

[مشکوٰۃ النبوت]

حضرت شاہ حیدر ولی اللہ قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: حضرت شاہ حیدر ولی اللہ قادری بن سید حسین الجیلی بن سید محمد بن سید شاہ نصیر الدین بن سید ابراہیم بن سید ابی صالح موسیٰ بن سید ابی صالح نصر بن سید عماد الدین ابی صالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ اولیاے کاملین سے صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ بغداد سے دکن کی جانب تین سو خلفاے کامل کے ساتھ تشریف لائے اور سلطان ابراہیم عادل شاہ کے عہد سلطنت میں بیجاپور کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق بخشی۔ سلطان مع وزرا واُمرا آپ کے مرید ومعتقد ہوئے۔

رسالہ خوارقِ حیدریہ میں مسطور ہے کہ آپ نے چندے بیجاپور میں رہ کر موضع نیلنگا میں سکونت اختیار کی اور ہزار ہا آدمی کو فیض پہنچایا۔ آپ کے دو فرزند تھے: سید نور اللہ اور سید کریم اللہ۔ یہ دونوں بزرگ عالم ظاہری و باطنی تھے۔

حضرت شاہ حیدر ولی اللہ کی وفات ۳/ جمادی الثانی ۱۰۳۳ھ میں واقع ہوئی، اور موضع نیلنگا تعلقہ احسن آباد میں آسودہ ہیں۔ آپ کی اولاد میں حضرت سید ہلال الدین قادری سلمہ وغیرہ حضرات حیدرآباد دکن میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کا سلسلہ جدیہ یوں ہے:

سید ہلال الدین حیدر بن سید بڑے صاحب بن صاحبن صاحب بن سید علی قادری بن سید عبدالقادر بن سید کریم اللہ ثانی بن سید شاہ درویش قادری بن سید شاہ کریم اللہ قادری بن حضرت شاہ حیدر ولی اللہ قادری قدس اسرارہم۔ [کذا فی مشکوٰۃ النبوت]

حضرت سید محمد ہاشم مغربی جلیسری قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: سید محمد ہاشم مغربی بن سید محمد غیلان بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید عمر غیلانی بن سید ابراہیم بن سید حسین بن سید محمد جرمونی بن سید یوسف بن سید عبدالرزاق بن سید عبدالخالق بن سید میمون بن سید مسعود بن سید محمد بن سید عبداللہ بن سید عمر بن سید محمد بن سید حسن بن سید محمد صالح ابوالفضل بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ بڑے بزرگ اولیاے کبار و علماے ربانی سے تھے۔ شہر فاس دارالسلطنت بلادِ مغرب کے بادشاہ تھے۔ ترکِ ریاست کر کے درویشی و فقر کو اختیار کیا اور سیاحت کرتے ہوئے بادشاہ عالمگیر کے عہد میں ہندوستان آئے، اور موضع جلیسر علاقہ اکبرآباد میں آکر سکونت اختیار کی۔

بادشاہ نے آپ کی بزرگی کو دیکھ کر آپ کی سکونت کے لیے ایک مکان تعمیر کرا دیا اور

ہمیشہ آپ کی تعظیم وتکریم کیا کرتا تھا؛ چنانچہ اب تک آپ کی اولا دو ہیں رہتی ہے۔

آپ کی اولاد میں ایک بزرگ سید کبیر الدین سلمہ ۱۳۰۳ھ میں بمبئی تشریف لائے تھے، راقم سے ملاقات ہوئی تھی اور وہ حرمین شریفین وغیرہ زیارات کے لیے بھی تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا سلسلہ جد یہ یہ ہے: سید کبیر الدین احمد بن سید منیر الدین بن سید معین الدین بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن عبد الوہاب بن سید محمد ہاشم مغربی قدس اسرارہم۔

سید محمد ہاشم مغربی علیہ الرحمہ کا مزار موضع جلیسر میں ہے۔ [تذکرۃ العرفا]

حضرت سید قطب الدین بینا دل جون پوری قدس سرہٗ

آپ مشائخین عظام اور اولیاے عالی مقام سے ہیں۔ بزرگِ وقت اور صاحب تصرفات تھے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید قطب الدین بینا دل جونپوری بن سید حسن بن سید علی بن سید امیر الدین بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین بن سید قطب الدین بن سید امیر احمد بن سید یوسف بن سید عیسیٰ بن سید جعفر بن سید قاسم بن سید عبد اللہ بن سید نا عبد الرزاق بن حضرت سید نا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ کی اولاد کڑہ مانک پور میں سکونت رکھتی ہے اور ساداتِ قطبی سے مشہور ومعروف ہے۔ ۱۷ر ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار جون پور میں ہے۔ [از گلدستہ گلشن فقری]

حضرت سید محمد امجھروی قدس سرہٗ

آپ اولیاے کاملین سے ہیں۔ دیارِ مغرب سے ہندوستان کی طرف تشریف لا کر دہلی میں چندے سکونت اختیار کی، پھر وہاں سے قصبہ امجھر تشریف لے گئے اور تا دم حیات

مریدوں کی فیض رسانی میں مصروف رہے۔

آپ کا سلسلہ جدیہ یوں ہے: سید محمد قادری بن سید شمس الدین بن محمد درویش بن سید شاہ عالم بن شاہ عبدالرحیم بن سید عبدالفتاح بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالرحمٰن بن سید عبداللطیف بن سید عبدالحیٔ بن شاہ عبدالجلیل بن شاہ ابوالقاسم بن سیدنا عبدالرزاق بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم۔

آپ کا مزار قصبہ امجھر پرگنہ ارول میں مشہور ہے۔ [کنزالانساب]

حضرت سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر کبرائے اولیائے کاملین اور ساداتِ عظامِ قادریہ سے ہیں۔ ملک عرب سے ہند کی جانب آئے اور ملک پنجاب میں وزیرآباد کے قریب ایک جگہ بنام کوٹلہ آباد کیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔

آپ کا سلسلہ جدیہ یوں ہے: سید احمد بن سید عبدالرزاق بن سید یحییٰ بن سید شہاب الدین احمد بن سید علاء الدین علی بن سید احمد بن شمس الدین شہید تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

کہتے ہیں کہ آپ نے ۱۱۳۶ھ میں سکھوں کے ہاتھ سے جامِ شہادت نوش فرمایا اور کوٹلہ میں آسودہ ہیں۔ آپ کی اولاد خان پور کشمیر وا ٹک کے درمیان آباد ہے۔

تاریخ رحلت ؎

رفت چوں از جہاں بہ خلد بریں ◉ سید احمد ولی حق آگاہ
سال تاریخ رحلتش سرور ◉ کن رقم شیخ ہند امین اللہ

[خزینۃ الاصفیاء]

حضرت سید شاہ قمیص قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاء الدین محمد بن جلال الدین احمد بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن علی بن صالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ عظمائے سادات ومشاہیر اولیائے متصرفین قادریہ سے ہیں۔ دیارِ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ عالیہ کا فیض آپ کی ذاتِ بابرکات سے جاری ہوا۔ آپ نے پہلے قصبہ سالورہ خضرآباد میں آکر سکونت اختیار کی اور وہاں کثیر جماعت آپ کے حلقہ اِرادت میں آئی۔ آپ کی وفات ۳؍ذی قعدہ ۹۹۲ھ میں واقع ہوئی۔ ملک بنگالہ سے آپ کی نعش کو لے جا کر سالورہ میں دفن کیا گیا۔ تاریخ رحلت ؎

چوں قمیص از جہانِ دنیا رفت ◉ گشت چوں گنج در زمیں مستور
سال وصلش امام فضل آمد ◉ ہم بخواں اہل دل ستارۂ نور
گفت سرور قمیص بندۂ خاص ◉ سال ترحیل وے چو کرد ظہور

[کذا فی خزینۃ الاصفیاء]

حضرت سید یوسف الدین قادری قدس سرہٗ

رسالہ 'ابراز الحق' میں آپ کا نسب نامہ یہ تحریر ہے: سید یوسف الدین بن سید محمد صنو بن سید ابی نصر محی الدین بن سید عماد الدین بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

۱۴۷۸ گجراتی مطابق ۸۴۰ھ آپ ملک سندھ میں تشریف لائے۔ بڑے جامع

شریعت وطریقت بزرگ تھے۔ حاکم سندھ مرکب خان نے آپ کے قدوم کو باعث برکت سمجھا اور آپ کا مرید ہوا۔

آپ نے ملک سندھ میں اسلام کو رونق بخشی اور نگرٹھٹہ میں چند روز آکر سکونت کی اور وہاں اسلام کو پھیلایا اور ملک کچھ میں اکثر قومِ ہنود بھاٹیا اور لوہانہ وغیرہ کو مسلمان بنایا اور مومن خطاب بخشا؛ چنانچہ وہ خطاب رفتہ رفتہ 'میمن' سے مشہور ہوا۔ یہ لوگ اُسی بزرگ کی برکت سے اور خوش اعتقادی کے سبب دولت مند ہو گئے۔ چنانچہ بمبئی، کچھ، مکہ، سندھ، برار، عدن، کلکتہ وغیرہ مقاموں میں اس قوم کی تجارت جاری ہے۔

اس بزرگ کی اولاد میں سید بزرگ علی پیرزادہ سے راقم کی ملاقات تھی جو چند سال سے بمبئی میں سکونت پذیر تھے۔ اُن کا نسب نامہ یہ ہے: سید بزرگ علی بن سید صادق علی بن سید شاہ ولی اللہ بن سید محمود بن سید عابد عبداللہ بن سید محمد امین اللہ بن سید عمر یوسف اللہ بن سید اسماعیل ہاشم بن سید محمد ہاشم بن سید شہاب الدین بن سید شرف الدین بن سید محی الدین بن سید نورالدین بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید یحییٰ قادری بن سید یوسف الدین قادری قدس اسرارہم۔ [منقول از رسالہ 'اِبراز الحق']

حضرت سید شاہ دیدار علی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ دیدار علی بن سید زید احمد بن سید محمود بن سید قطب الدین بن سید احمد بن شاہ عبدالرحمٰن بن شاہ جمال الدین بن سید سراج الدین بن سید حمید الدین بن سید شاہ قمیص بن سید حیات قلندر بن سید تاج الدین بن سید بہاء الدین بن سید جلال الدین بن سید بہاء الدین بن سید جلال الدین بن شاہ داؤد بن ابوعبداللہ بن ابوصالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ عرفائے کاملین اور بزرگِ جامع علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ حضرت سید احمد شہید کے خلفاؤں میں سے ہیں۔ صاحب گنج میں ہمیشہ وعظ کہا کرتے۔ قصبہ دارانگر علاقہ بارہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۶۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار صاحب گنج میں کوہ شملی کے قریب ہے۔ [ازلوحِ محفوظ شرح حزب البحر]

حضرت میر سید محمد مہدی قدس سرہٗ

آپ کا نسب جدیہ 'کنز الانساب' میں یہ مرقوم ہے: میر سید محمد مہدی بن میر سید عسکری بن سید حسن قادری بن سید علی قادری بن سید یوسف قادری بن سید ابومحمد قادری بن سید اسماعیل قادری بن میر سید محمد قادری بن سید قاسم قادری بن سید عبدالباسط بن سید احمد بن سید محمد قادری بن سید حسن بن سید علی بن سید محمد بن سید احمد بن سید یحییٰ قادری بن سید احمد قادری بن میر سید حسن ابونصر قادری بن سیدنا عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ ساداتِ عظام عالی مقام سے ہیں۔ شہر دہلی میں محمد شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت میں آپ اراکین سلطنت سے تھے۔ آپ کو 'عمدۃ الدولہ' کا خطاب بھی ملا۔ بڑے بزرگ زاہد و عابد تھے۔ [من کتاب کنز الانساب]

حضرت سید فتح اللہ حسنی حسینی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ جدیہ 'مخبر الواصلین' میں یہ لکھا ہے: سید فتح اللہ بن سید محمد بن سید علی بن سید عباس بن سید عبدالفتاح بن سید عبداللہ بن سید شاہ میر بن سید شاہ عبدالرحیم نورالحق بن سید ظہور الحق بن سید جعفر بن سید شاہ جہاں بن سید عبداللہ بن سید میراں شاہ بن سید عبید

اللہ بن سید احمد بن سید محمد جعفر بن سید عبدالرزاق بن قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ بڑے صاحب کشف وکرامات اور جامع علومِ صوری ومعنوی تھے۔صدہا آدمی آپ کی ذات سے راہِ خداشناسی پر پہنچے۔روزِ جمعہ چھٹی رجب ۱۰۲۸ھ ستانوے برس کی عمر میں رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے۔تاریخ رحلت ؎

عارف و سالک خدا آگاہ	شیخ علی جناب فتح اللہ
مقتدائے خدا پرستاں بود	قلزم فیض وابر احساں بود
او سہیل بلندی یمن است	نور بخش نواحی دکن است
سید موسوی است از مادر	حسنی است بے گماں ز پدر
بود آں شیخ مقتدائے زماں	برہِ شرع پیشوائے زماں
نود و ہفت سال عمرش بود	کاں زماں رحلت از جہاں فرمود
او بہ عزمِ طواف کعبہ بداد	جانِ خود را بپادشاہ بباد
سال نقلش بگو بغیر تعب	صبح آدینہ وششم شہ رجب
در سنہ یک ہزار وبست وہشت	رخت بر بست جانب جنت

[مخبرالواصلین]

حضرت سید شاہ نور محمد حمامی اورنگ آباد قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید شاہ نور محمد حمامی بن سید شرف الدین سید عارف الحق محمد غوث بن سید نصیر الدین بن سید احمد بن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید علی بن سید احمد بن سید محی الدین بن سید محمد بن سید علی مخدوم بن قاضی القضاۃ سید شمس الدین ابی صالح نصر بن

سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ بڑے صاحب کمال اولیاے مشہورین دکن سے ہیں۔ جامع علوم ظاہر وباطن تھے۔نسبت قادریہ رکھتے تھے۔عرب سے ہند میں آئے اور خجستہ بنیاد میں آکر سکونت اختیار کی۔

مشہور ہے کہ آپ کی عمر تین سو پچاس برس کی تھی۔ چوتھی جمادی الثانی ۱۱۰۴ھ میں رحلت فرمائی اوراورنگ آباد میں مدفون ہیں۔ [ریاض الاولیاء]

حضرت سید شاہ جمال قادری پتھری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'ریاض الاولیاء' میں یہ مرقوم ہے: سید جمال الدین قادری بن سید نورالدین بن سید عزیز الدین بن سید تاج الدین بن سید ضیاء الدین بن سید زین الدین بن سید عماد الدین بن سید امین الدین بن سید عفیف الدین بن سید کریم الدین بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر سادات کرام اور اولیاے عظام سے ہیں۔آپ کے والد سید نورالدین شہر ہرمز سے ملک دکن میں آئے اور قصبہ پتھری ملک دکن میں سکونت پذیر ہوئے۔سلطان بہادر والی گجرات وہاں آیا تو آپ کا معتقد ہوگیا اور آپ کو بصد احترام احمد آباد لے گیا۔ اور آپ کے واسطے خانقاہ اور مسجد بنوادی؛ چنانچہ آپ ہمیشہ اوراد و وظائف اور طلبہ کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہتے اور بڑے صاحب جلال تھے۔

(سید یتیم اللہ قادری:) کہتے ہیں کہ شاہ جمال کے وفات فرما جانے کے بعد آپ کے فرزند سید یتیم اللہ نے مسند ارشاد کو زینت بخشی۔آپ کی وفات ۲۳/شعبان ۹۷۱ھ میں واقع ہوئی۔آپ کا مزار احمد آباد گجرات میں ہے۔

(سید جہاں گیر میاں قادری:) سید جہاں گیر میاں (متوفی ۱۳۱۲ھ) بمبئی میں آسودہ ہیں اور مشائخین متاخرین سے ہیں۔ بمبئی میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے اکثر اوقات وظائف واوراد میں صرف ہوتے۔ آپ کی ذات بس غنیمت تھی۔ قدیم مشائخین کے نمونہ تھے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے :

سید جہانگیر بن میر غازی - متوفی ۱۷ر رمضان ۱۲۶۸ھ - بن سید غیاث الدین بن سید سعادت اللہ بن سید عنایت اللہ بن سید عطاء اللہ بن سید اسد اللہ بن سید نصر اللہ بن سید سلام اللہ بن سید عبد النبی بن سید امین الدین بن سید جمال الدین پتھری قدس اسرارہم [تذکرۂ صلحاے سورت]

حضرت سید محمد مدنی قادری قدس سرہٗ

'فتوحاتِ قادریہ' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں لکھا ہے: سید محمد مدنی بن مولانا سید نعمت اللہ بن سید حسین بن سید علی بن سید احمد بن سید قاسم بن سید یحیٰی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید شرف الدین بن سید احمد بن سید شمس الدین صالح نصر بن سید تاج الدین عبد الرزاق بن حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ کبراے ساداتِ قادریہ سے ہیں۔ آپ میر سید محمد ہمدانی کے ہم راہ سلطان سکندر بت شکن کے عہد میں کشمیر تشریف لاکر سکونت گزیں ہوئے اور چندے رہ کر پھر ماوراءالنہر تشریف لے گئے، پھر اپنے عیال واطفال کو لاکر محلّہ رعناواری میں سکونت کی۔

حاکم وقت نے آپ کی بزرگی دیکھ کر نوشہرہ میں آپ کے لیے خانقاہ بنوادی اور آپ وہیں جاکر مقیم ہوگئے۔ آپ کی وفات گیارہویں رجب ۸۴۹ھ میں واقع ہوئی۔ مزار نوشہرہ میں مشہور ہے۔ [ریاض الاولیاء فارسی]

حضرت سید اسماعیل شامی قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ کتاب فتوحاتِ قادریہ میں یہ مرقوم ہے: سید اسماعیل شامی بن سید سلیمان بن سید نور الدین بن سید محی الدین ثانی بن سید محمد بن سید علی بن سید محمد بن سید محمد یحییٰ بن سید احمد بن سید نصر بن سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ مشاہیر سادات کرام اور اَولیاے عظام کشمیر سے ہیں۔ بزرگِ وقت، عارف باللہ اور صاحب عالی درجات تھے۔ خرقہ خلافت قادریہ کو سید محمد قاسم قادری سے حاصل کیا اور اپنے والد ماجد کی خدمت میں علومِ ظاہری و باطنی کو سیکھا۔ بلادِ عرب وعجم کی سیر کی۔ اور حرمین شریفین کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ مرید شیخ داؤد خاکی قدس سرہ نے آپ کی تعریف میں چند اشعار لکھے ہیں۔

که آمد سید اسماعیل شامی ◉ بہ کشمیر از عنایاتِ الٰہی
مکرر کردہ حج کعبۃ اللہ ◉ بغیر از مرکب و بے زاد راہی
سفر کردہ بروم و ہند ازانست ◉ خبر دار از سفیدی وسیاہی
بہ فقر وفاقہ بودہ زندگانی ◉ نہ بودش حب مال ومیل جاہی
بذکر پاس انفاس است مشغول ◉ ز فکر ہوشیاری نیست شاہی
امیر وآمر ومعروف خلق است ◉ براہِ شرع ماہی از مناہی
حسیب ست ونسیب ست وشریف ست ◉ ز سادات جدیر ملک شاہی
بتلقیں نائب است از غوثِ اعظم ◉ کہ مخلص بودش از مہ تا بماہی
بسال نہصد وتسعین ودوم ◉ بماہ روضہ از تاریخ ماہی
کہ با ایں مرشدم خوش صحبتی شد ◉ بلطفِ حضرت بے اشتباہی

۱۰۰۵ھ میں رحلت فرمائی اور کشمیر میں آسودہ ہیں۔ [از فتوحاتِ قادریہ]

حضرت میر محمد ہاشم قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: میر سید محمد ہاشم بن میر سید محمد عیلان بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید عمر بن سید ابراہیم بن سید حسین بن سید محمد بن سید یوسف بن سید عبدالرزاق بن سید میمون بن سید مسعود بن سید محمد محمد بن سید حسن بن سید میر محمد صالح بن سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا غوث الاعظم قدس اللہ اسرارہم

آپ مشاہیر ساداتِ کرام اور اولیاے متصرفین کشمیر سے ہیں۔غرۂ شعبان ۱۱۲۵ھ میں کشمیر آ کر اسے اپنے قدوم سے روشن کیا۔ بڑے عابد و زاہد اور صاحب عبادت و ریاضت تھے۔۲۷رشوال ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔آپ کا مزار ملک کشمیر میں موضع حول کے نزدیک ہے۔تاریخ رحلت ؎

سرور زمرد سادات بہشت آرا شد ◉ نیر اوج کرامات فلک پیما شد
محو در پرتو خورشید جوشبنم گردید ◉ گوہر کان ولایت ہم گی دریا شد
جامہ عاریتی چوں زبدن بیروں کرد ◉ خلعت وصل الٰہی بقدش زیبا شد
مدتے بود طراوت دہِ بزم ارشاد ◉ ایں زماں درعرف خلد سریرآرا شد
در حریم وصل الٰہی جا یافت ◉ عین سرچشمہ توحید بیک صہبا شد
بدوِ تاریخ شد روز وصالش ملہم ◉ طوطی دل مدد مصراع ازاں گویا شد
نورِ حق ہادی دیں میر محمد ہاشم ◉ گوہر علم ویقیں میر محمد ہاشم

[منقول از فتوحاتِ قادریہ]

حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ ابوالحسن بن سید عبداللہ بن سید محمود بن سید

عبدالقادر بن سید عبدالباسط بن سید حسین بن سید احمد بن سید شرف الدین قاسم بن سید شرف الدین علی بن سید بدرالدین حسن بن سید علی بن سید شمس الدین بن سید شرف الدین یحییٰ بن سید شہاب الدین احمد بن سید عماد الدین بن سید ابی صالح نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ عظماے سادات کرام اور کشمیر کے اولیاے عظام سے ہیں۔۱۰۹۴ھ کو کشمیر میں آ کر نزولِ اجلال فرمایا اور وہاں کے لوگوں نے آپ سے بہت فیض ظاہری و باطنی اخذ کیا۔ آپ کے جد بزرگوار سید محمود اشرف البلاد بغداد سے ہند کی جانب آئے اور تھٹہ ملک سندھ میں سکونت پذیر ہوئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

آپ کے فرزند سید عبداللہ پشاور میں آئے۔ وہیں سید ابوالحسن نے نشو و نما پائی اور بزرگانِ وقت سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کر کے علَم ارشاد و ہدایت بلند کیا۔ آپ کی وفات ۱۱۱۵ھ میں واقع ہوئی۔ مزار پشاور میں ہے۔ تاریخ وفات ؎

رفت از دنیا چو در خلد بریں ◉ عارف دیں سید والا حسن
رحلتش شیخ حسن مطلوب گو ◉ نیز فرما فاضل مولیٰ حسن

[منقول از فتوحاتِ قادریہ]

حضرت سید عبدالرزاق قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید عبدالرحمٰن قادری بن سید عبدالرحیم بن سید عالم بن سید غریب اللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید سراج الدین بن سید شرف الدین قاسم بن سید السادات میر عبداللہ بن سید محمد عبدالباسط بن سید شہاب الدین احمد بن سید احمد بن سید ابی صالح بن سید ابوبکر بن سیدنا عبدالرزاق بن حضرت سیدنا غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ ساداتِ کرامِ کشمیر سے ہیں۔ بڑے عابدوزاہد اور صاحب تصرفات تھے۔ سات بار حج بیت اللہ کیا۔ چالیس برس بمبئی میں رہے۔ صدہا لوگ آپ سے مرید ہوئے۔ ۲۷؍ربیع الاوّل ۱۲۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔ مسجد گورے ملا میں آسودہ ہیں۔

راقم اوراقِ ہٰذا کے والد ماجد کا نکاح آپ کی صبیبہ عائشہ بی بی مرحومہ مغفورہ سے ۱۲۵۶ھ کو بمبئی میں ہوا۔ اور وہ ۱۲۷۴ھ میں انتقال کر گئیں۔ اس وقت راقم خورد سال تھا۔ اپنے والد کے قریب صحن مسجد مذکور میں مدفون ہیں۔ نیز راقم کے دو برادر اور تین خواہر بھی وہاں آسودہ ہیں۔

ز تیمارِ طفلی کہ در خاک رفت ◉ چگویم کہ پاک آمد و پاک رفت
چو پاک آفریدت بہش باش پاک ◉ کہ ننگ است ناپاک رفتن بخاک

[از بیاضِ حسینی]

حضرت شاہ سید عبدالمحمد قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید عبدالمحمد قادری بن سید احمد بغدادی سے ہوتا ہوا حضرت سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم کو پہنچتا ہے۔ آپ مشاہیر ساداتِ عالی مقام اور مشائخین کرام سے ہیں۔

آپ کا تولد بغداد میں ۲۵؍ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ میں ہوا۔ تحصیل علومِ ظاہری اپنے والد ماجد حضرت سید احمد قادری بغدادی سے کی اور ان ہی سے خرقہ خلافت اَخذ کر کے لوگوں کے ارشاد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

والد کے انتقال کے بعد بغداد سے سیر و سیاحت کرتے ہوئے ۱۰۱۶ھ میں وارد شہر بیجاپور ہوئے۔ اور وہاں کے مشائخین میں بڑا اعزاز حاصل کیا۔ صاحب تصرفاتِ باہرہ تھے۔ نویں ذی الحجہ روز عرفہ ۱۰۷۵ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کی قبر بیجاپور میں ہے۔

(مولانا سید عبدالقدوس قادری:) اس بزرگ کی اولاد میں حضرت مولوی سید عبدالقدوس صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بنگلور میں سکونت رکھتے ہیں اور ایک مدرسہ بنام 'مدرسہ قدوسیہ' بنگلور میں کئی سال سے جاری کیا ہے، جس میں سیکڑوں طلبہ فیض پا کر انتشارِ علوم دین میں مشغول ہیں۔ آپ نے غیر مقلدین کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جامع مسجد وعیدگاہ کی امامت وخطابت کا عہدہ آپ کو حاصل ہے۔

آپ کے فرزند مولوی سید محمد جلال ہیں جو علم ظاہری سے فراغ حاصل کر کے طلبہ کے درس وتدریس میں مصروف ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے :

مولوی سید محمد جلال بن مولوی سید عبدالقدوس بنگلوری بن شاہ محمد بن سید عبدالمحمد قادری قدس اسرارہم۔ آپ کے حالات کتاب 'تذکرۂ حیات العلماء' میں بخوبی مرقوم ہیں۔ [از رسالہ حالاتِ بزرگاں، مولفہ سید عبدالقدوس بنگلوری]

حضرت شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ رول روضۃ الاولیاء میں یہ مرقوم ہے: شاہ مرتضیٰ قادری بن سید شاہ شرف الدین محمد صوفی بن سید شاہ محمد امین الدین بن سید شاہ محمد بن سید ابوالخیر جمال الدین محمد بن سید شاہ نور الدین ابومحمد حسین صادق بن سید شاہ مظفر محمد عزیز بن سید شاہ ابو صالح تاج الدین محمد بن سید شاہ ابوطاہر ضیاء الدین محمد سید شاہ محمد ابوعبداللہ زین الدین بن سید شاہ ابوالحسن عماد الدین بن سید شاہ محمد یتیم اللہ قادری بن سید شاہ محمد امین الدین قادری بن سید شاہ محمد حسن بن سید شاہ کریم الدین بن سید شاہ محمد سیف الدین عبدالوہاب قادری بن حضرت سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ اکابر سادات ومشاہیر اولیاے بیجاپور سے ہیں۔ قادری النسب والمشرب اور

صاحب تصرفات وکرامات مشہور تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کے زمانۂ سلطنت میں احمد آباد سے بیجاپور آکر سکونت کی اور آپ کی برکات وافادات ارشادات وتلقین سے ہزارہا لوگ فیض یاب ہوئے۔

آپ کی وفات سلخ جمادی الثانی ـــــہ نامعلوم واقع ہوئی۔مزار بیجاپور میں بیرون دروازہ براہیم پور میں ہے۔آپ کی اولاد چنجاور وغیرہ اضلاع تل گھاٹ میں سکونت پذیر ہے۔ [از مجمع الانساب]

حضرت سید شاہ کریم الدین شہید رائچور قدس سرہٗ

تذکرۃ المشائخ میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: سید شاہ کریم الدین شہید قادری بن سید محمد قادری بن سید صبغۃ اللہ بن سید محمد بن سید احمد بن سید شاہ امت اللہ بن سید شاہ نعمت اللہ بن سید محمد عرش القادری بن سید محمد فرش القادری بن سید محمد نعیم اللہ بن سید محمد امین الدین بن سید شاہ محمد حسن بن سید شاہ محمد کریم الدین بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ کملاے عارفین اور فضلاے کاملین سے ہیں۔چنجاور سے نواب نظام علی خاں مرحوم کے زمانۂ سلطنت میں رائچور تشریف لائے۔نواب موصوف آپ کی بزرگی دیکھ کر کمالِ معتقد ہوا۔

آپ صاحب دعوت اور جامع تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔آپ کی شہادت کا قصہ یہ ہے کہ شیخ جون پوری کے پیرو آپ سے نہایت مذہبی عناد رکھتے تھے تو ۲۷/رمضان ۱۱۶۹ھ میں ان پیرووں نے آپ کو شہید کر دیا۔آپ رائچور میں آسودہ ہیں۔'خورشید اولیا' آپ کی شہادت کا مادۂ تاریخ ہے۔ [تذکرۃ المشائخ دکن]

حضرت سید شاہ مومن قادری کسر مڑہ قدس سرہٗ

تذکرۃ المشائخ دکن میں آپ کا نسب نامہ یہ مسطور ہے: سید شاہ مومن قادری بن سید فقیر اللہ بن سید نور اللہ بن سید محمد محمود بن سید عبدالرحمٰن بن سید قطب عالم بن سید غیاث الدین بن سید تاج الدین بن سید بہاء الدین بن سید جلال الدین بن سید علی محمد بن سید ابوالنصر یحییٰ موسیٰ بن سید عماد الدین ابی صالح نصر بن سیدنا تاج الدین عبدالرزاق بن سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے کاملین دکن سے ہیں۔ قطب الوقت صاحب تصرفات تھے۔ آپ کے والد امجد گجرات میں مشہور مشائخین میں ہیں۔ والد کی وفات کے بعد آپ نے سجادۂ مشیخت پر جلوس فرمایا اور چند سال گجرات میں اپنا فیض ظاہری و باطنی پہنچاتے رہے۔ پھر گجرات سے سلطنت عادل شاہیہ کے زمانہ میں دکن آئے اور میسور میں سکونت کی۔ وہاں کے لوگوں نے آپ سے بہت فیض حاصل کیا اور موضع کسر مڑہ آپ کے اخراجات کے لیے جاگیر انعام ہے۔ چنانچہ آج تک آپ کی اولاد وہاں سکونت رکھتی ہے اور آپ وہیں مدفون ہیں۔ [از کتاب مجمع الانساب]

حضرت شاہ قاسم قادری قدس سرہٗ

آپ اکابر سادات و مشاہیر مشائخین بیجاپور سے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ چند واسطے سے حضرت عبدالوہاب فرزند حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ آپ قصبہ سندیلہ سے سلطنت عادل شاہیہ سلطان ابراہیم کے زمانے میں بیجاپور آئے اور وہاں بڑا اعزاز پایا۔ بہت سی کشف و کرامات کا ظہور آپ سے ہوا۔ ہزارہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ۲۷ محرم ۱۰۳۲ھ میں آپ نے رحلت پائی اور بیجاپور میں مسجد جید خان کے صحن میں آسودہ ہیں۔ خرقہ خلافت شاہ دلاور قادری سے آپ کو عطا ہوا تھا۔

تاریخ وفات از مولانا مولوی محمد ابراہیم زبیری مصنفہ روضۃ الاولیاء بیجاپور ؎

شاہ قاسم عمدۂ اولادِ غوث ◉ در ہزار وسی و دو رفت از جہاں
گفت تاریخ وصالش با الف ◉ شاہ قاسم قادری قطب زماں

[من کتاب روضۃ الاولیاء]

حضرت سید غوث علی شاہ قلندر قدس سرہٗ

تذکرۂ غوثیہ میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: سید غوث علی شاہ قلندر بن سید احمد حسن بن سید ظہور الحسن بن سید محمود بن سید حامد بن سید حمید بن سید ابو سعید بن سید مصلح الدین بن سید مبارک حقانی بن سید محمد غوث اوچی گیلانی بن سید شمس الدین بن سید امیر بن سید ابوالحسن بن سید ابو علی بن سید مسعود بن سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین بن سید عبدالوہاب بن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ نے ۴ر رمضان ۱۲۱۹ھ میں تولد فرمایا۔ علم ظاہری مولوی محمد اسماعیل، مولوی شاہ اسحٰق، مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی اور محمد حیات سے حاصل کر کے باقی کتابیں مولانا فضل امام خیر آبادی سے پڑھیں۔ نیز حضرت شاہ فدا حسین اور حبیب اللہ شاہ سنبھل سے فیض باطنیہ حاصل کیا۔

آپ بزرگِ وقت، اور ذاکر و شاغل اہل اللہ سے مشہور ہیں۔ آپ کا فیض ہندستان میں جاری ہے۔ ۲۶ر ربیع الاول ۱۲۹۷ھ میں انتقال فرمایا۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

شد غوث علی شہ زمانہ ◉ سلطانِ حقیقت وطریقت
تاریخ وصال گفت ہاتف ◉ او بود شہنشہِ حقیقت
۱۲۹۷ھ

پانی پت میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت میراث سید شاہ عبدالقادر قادری کوردگڑھ قدس سرہٗ

مجمع الانساب میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ عبدالقادر بن سید لطیف محمد بن سید پیر محمد بن عزیز محمد بن سید نور محمد بن سید رکن الدین بن سید عبدالقادر بن سید عبدالنبی بن سید امین الدین بن شاہ محمد بن جمال الدین بن سید حسین صادق بن محمد عزیز بن سید محمد بن سید محمد ہت اللہ بن سید محمد عرشی بن سید محمد قرشی بن سید سمیع اللہ بن سید امین الدین بن سید حسن محمد بن کریم الدین بن سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ مشاہیر سادات کرام ومشائخین عظام سے ہیں۔ بڑے بلند رتبہ، صاحب کشف وکرامات اور عالی مقامات تھے۔ آپ نظام شاہی کی سلطنت میں دکن کی طرف تشریف لائے۔ نظام شاہی والی احمد نگر آپ کا بڑا معتقد تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ ہی کی دعا سے اس نے بیجانگر پر فتح پائی۔

نظام شاہ نے اپنی لڑکی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح کر دیا، اور چند گاؤں جاگیر اور انعام آپ کو دیے۔ اب تک اُسی شہزادی کی اولاد چلی آتی ہے۔ آپ نے تنگ بھدرا ندی کے کنارے سکونت اختیار کی تھی؛ اس لیے وہ قادری گڑھ سے مشہور ہے۔ آپ کی وفات سلخ رجب (...... میں ہوئی) اور مزار کوردگڑھ میں ہے۔ آپ کی اولاد موضع مکندہ میں ندی کے کنارے پر سکونت رکھتی ہے۔ موضع کوردکوتہ وغیرہ جاگیر ہیں۔

فی الحال آپ کی اولاد میں سید محمد غوث قادری ہیں، جن کا نسب یہ ہے: سید محمد غوث بن سید مرتضیٰ بن سید محی الدین بن سید محمد بن سید شاہ مصطفےٰ بن سید تاج محمد بن سید حسین بن میراں سید عبدالقادر صاحب گڑھ مکندہ قدس اسرارہم۔

حضرت مولوی سید محمد علی مظلہ العالی

کتاب ملفوظِ رحمانی جلد ثانی میں یہ مرقوم ہے: مولوی سید محمد علی بن سید عبد العلی بن سید غوث علی شاہ بن سید راحت علی بن سید امان علی بن شاہ نور محمد بن شاہ محمد بن شاہ عاشق محمد بن حاجی محمد شاہ بن بندگی بن عشق اللہ بن شاہ قطب الدین بن شاہ ابوبکر چرم پوش بن شاہ بہاء الحق مخدوم حبیب اللہ ملتانی بن سید یوسف بن سید جمال الحق بن سید ابراہیم بن سید راجی عابد بن سید موسیٰ احمد شبلی بن سید علی بن سید محمد بن سید حسن بن سید ابوصالح بن سیدنا عبد الرزاق بن سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر علمائے ہندوستان سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام مولانا سید عبد العلی ہے۔ آپ نے مولانا احمد علی صاحب محدث (سہارنپوری)، مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی اور مولانا آل احمد صاحب پھلواری سے جمیع علوم تحصیل کر کے حضرت قطب الہند، فخر زماں مولانا شاہ محمد فضل رحمٰن مرادآبادی علیہ الرحمہ سے فیض باطنی اخذ کیا۔ اور انھیں کے خلیفہ ارشد ہیں۔

تردید نصاریٰ میں آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ خصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ سے آپ متصف ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو تادیر سلامت رکھے۔

حضرت سید عبد النبی قدس سرہٗ

یہ بزرگ ساداتِ عظام سے ہیں۔ جب آپ ملک کوکن میں تشریف لائے تو آپ کی ذات سے بہت آدمیوں کو فیض ظاہری و باطنی حاصل ہوا۔ شیدی ابراہیم خان نواب جزیرہ نے آپ کو قطعاتِ زمین عنایت کیے اور راجہ انگرہ نے ایک موضع بنام گھوڑا متصل چیول آپ کو نذر کر دیا۔

بستانِ نصائح آپ کی تصانیف سے ہے۔ بہت سی کشف و کرامات آپ سے سرزد

ہوئیں۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید عبدالنبی بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید عبدالرشید بن سید محمود بن سید شریف بن سید حیات بن سید حسین بن سید علی بن سید احمد بن سید صالح بن سید طٰہٰ بن سید یٰسین بن سید نورالدین بن سید جمال الدین بن سید زین الدین بن سید ابی النصر شمس الدین بن سید عبدالرزاق بن سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ کی وفات ۸؍ربیع الثانی ۱۲۵۹ھ میں ہوئی۔آپ کا مزار تَرل ملک کوکن میں ہے۔آپ کی اولاد میں فی الحال سید حسین پیرزادہ ہیں جن کا نسب یہ ہے: سید حسین بن سید علی بن سید عبدالنبی قدس اسرارہم

سید محمد حافظ بہادر سورتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید محمد حافظ بہادر بن سید محمد عبدالرزاق بن سید ابراہیم بن سید شرف الدین بن سید محی الدین بن سید نورالدین بن ظہیرالدین بن سید علاؤالدین بن سید شمس الدین بن سید یحییٰ بن ابی النصر محمد بن شیخ نصر قاضی القضاۃ بن سیدنا ابوبکر عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ ملک اوچھ میں تولد ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد سورت میں آ کر سکونت اختیار کی، اور ہدایت خلق میں مشغول ہوگئے۔۷؍ربیع الاوّل ۱۱۵۲ھ میں وفات پائی۔سورت میں مدفون ہیں۔ [منقول از: گلدستہ صلحاے سورت]

سید فتح نور سورتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید فتح نور بن سید عبدالرحیم بن سید صالح بن سید عبدالرحیم بن سید نورالدین بن سید درویش بن سید حسام الدین بن نورالدین بن سید شرف الدین

بن سید منصور بن سید عبدالسلام بن سید ولی الدین بن سید شمس الدین بن سید محمد بن سید محمد تبارک بن سید عبدالعزیز بن سیدنا غوث الاعظم قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ ملک پنجاب سے سورت میں آ کر قیام فرمایا اور ہزارہا کو فیض پہنچایا۔ ۱۲۰۰ھ میں انتقال فرمایا، اور سورت میں آسودہ ہیں۔ [منقول از تذکرۂ سورت]

سید عبدالرحیم قادری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید عبدالرحیم بن سید خلیل بن سید عبدالرحیم بن سید ناصر بن سید حسین بن سید عبدالقادر بن سید عبدالرزاق بن سید محمود بن سید فرح اللہ بن سید محمود بن سید علی بن سید رجب بن سید علی بن سید احمد بن سیدنا ابوبکر عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قدس اسرارہم

یہ بزرگ بڑے صاحب کشف وکرامات تھے۔ خرقۂ خلافت قادریہ کو سید صالح قادری سے اخذ کیا۔ عنفوانِ جوانی میں ہندوستان آ کر بلدۂ سورت میں سکونت اختیار کی اور علَم ارشاد و ہدایت کو بلند کیا۔ ہزارہا لوگ آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہوئے۔ ۷/ جمادی الاول ۱۲۴۷ھ میں رحلت فرمائی اور سورت میں مدفون ہیں۔

آپ کے چار فرزند تھے: سید عمر، سید عبدالقادر-متوفی ۱۲۷۸ھ-، سید عبدالرزاق -متوفی ۱۲۰۰ھ-، سید علی متوفی ۱۳۱۲ھ-۔

سید عبدالقادر کے فرزند سید عبدالرحیم عرف سیدو میاں فی الحال حیات ہیں۔ [تذکرۂ صلحاے سورت]

حضرت میراں سید غلام محی الدین قدس سرہٗ

'حدیقۃ الاولیاء' میں آپ کا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے: میراں سید غلام محی الدین بن سید محمد طاہر بن سید عبدالستار بن سید محمد شاکر بن سید محمد آدم بغدادی بن سید اسماعیل بن سید یعقوب بن سید موسیٰ بن سید صوفی بن سید بداءالدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید عبداللہ بن سید غوث محمد اوچی بن سید شمس الدین بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صوفی بن سید نصر بن سید سیف اللہ عبدالوہاب بن سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے کاملین اور علماے متقین سے ہیں۔ امراؤ مشائخین کے درمیان ہمیشہ ممتاز رہے۔ ہزاروں آپ کے مرید تھے۔۱۲۴۴ھ میں انتقال فرمایا اور مقام سبزواری میں آپ کا مزار ہے۔ [حدیقۃ الاولیاء]

شیخ علی مخدوم جلال ہجویری داتا گنج بخش قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: شیخ علی مخدوم مشہور بہ داتا گنج بخش بن سید عثمان بن سید علی بن سید عبدالرحمٰن بن سید شجاع بن سید ابوالحسن بن سید حسین اصغر بن سید زید شہید بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہم

آپ قدماے اولیاے کاملین سے ہیں۔ عالم کامل اور عارف باللہ تھے۔ جامع علوم ظاہر و باطن اور صاحب تصرفات و کرامات تھے۔ شیخ ابوالفضل بن حسن جنیدی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ پیر نے ترویج اسلام کے واسطے آپ کو ہندوستان کی جانب بھیجا۔ آپ کی ذات سے ہزاروں مسلمان ہوئے اور لاہور میں آکر سکونت اختیار کی۔ ہنگامہ فضیلت و مشیخت کو گرم کیا۔ ہزار ہا لوگ دور دور سے آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔ ۴۶۵ھ میں رحلت فرمائی اور لاہور میں مدفون ہیں۔ [حدیقۃ الاولیاء]

بیان اولاد حضرت سیدنا امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ عنہ

روزِ سہ شنبہ چوتھی شعبان ۴ھ میں تولد ہوئے۔آپ ائمہ اہل بیت سے امام سوئم ہیں۔ ستم گارانِ بے حیا کے جور وستم کے باعث دشت کربلا میں دسویں محرم روزِ جمعہ وقت ظہر ۶۱ھ شہادت سے سرفراز ہوئے۔اور کربلا ہی میں آسودہ ہیں۔

سوائے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے اور کسی صاحب زادے سے آپ کی اولاد باقی نہ رہی، سب معرکہ کربلا میں والد بزرگ وار کے ہمراہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔تاریخ رحلت ؎

قرۃ العین مصطفٰے و بتول ◉ گلشن روضہ فروع واُصول
ثمرۂ شجرۂ علی دولی ◉ ہادی مسلک خفی وجلی
جمعہ و عاشر محرم بود ◉ کہ سوے خلد امام نقل نمود
سورۂ فاتحہ تمام بخواں ◉ بعدازاں ہردوں حرف مقطع آں
بے شک وریب بنگرے دوگواہ ◉ بہر سالِ شہادت آں شاہ
سال نقلش بگفت غمگینے ◉ سر دیں را برید بے دینے
مرقد او بہ کربلا آمد ◉ ہر دوعالم برو فدا آید

بیان اولاد حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت سے امام چہارم ہیں۔سید مظلوم و امام مرحوم زین عباد و شمع اوتاد۔ آپ کا نام علی اور کنیت ابو محمد و ابو القاسم و ابو الحسن تھی۔ جب کہ آپ کا لقب زین العابدین، زکی و امین و سجاد ہے۔

آپ حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت دو برس کے تھے، اور واقعہ کربلا کے زمانے میں آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔آپ حضرت سیدنا امام حسین شہید دشت کربلا کے فرزند ارجمند ہیں۔آپ کی والدہ شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن شیرویہ بن خسرو بن پرویز بن نوشیرواں عادل کسریٰ ہیں۔

آپ کی ولادت نویں شعبان روز دوشنبہ ۳۸ھ میں مدینہ طیبہ کے درمیان ہوئی۔اور اٹھارہویں محرم ۹۴ھ میں اٹھاون برس کی عمر آپ نے دنیاے فانی سے رحلت فرمائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ کے گیارہ صاحب زادے ہیں: حضرت امام باقر -جن کی والدہ فاطمہ بن حسن تھیں-، حضرت عمر، حضرت عبداللہ باہر، حضرت عبید اللہ، حضرت حسن، حضرت حسین اصغر، حضرت زید شہید، حضرت علی اوسط رضی اللہ عنہم۔تاریخ رحلت ؎

آں امام زمانہ زین عباد ◉ مثل او مادرِ زمانہ نہ زاد
زبدۂ خاندانِ مصطفوی ◉ ہژدہم از مہ محرم بود
سال ترحیل آں شہ بے عیب ◉ زیب دیں بود گفت ہاتف غیب
در بقیعہ مزارِ آں شاہ ست ◉ رحمت حق نثار آں شاہ ست

حضرت میر سید ابوالعلا اکبر آبادی قدس سرہٗ

حضرت زبدۃ المشائخین شاہ عطا حسین صاحب ابوالعلائی سلمہ ربہ نے آپ کا نسب نامہ اپنی کتاب 'کنز الانساب' میں یہ تحریر کیا ہے: حضرت میر سید ابوالعلا اکبر آبادی بن سید ابوالوفا بن سید عبدالسلام بن سید عبدالملک بن سید عبدالباسط بن امیر تقی الدین کرمانی بن میر شہاب الدین محمود بن سید عماد الدین امیر حاج بن سید علی بن سید نظام الدین بن سید شرف الدین بن سید عزیز الدین بن سید شرف الدین بن سید مجتبیٰ بن سید جیلانی بن سید یحییٰ بن سید بادشاہ بن سید حسن بن سید حسین بن سید محمد بن سید علی بن سید عبداللہ بن سید حسین بن سید اسماعیل بن سید محمد بن سید عبداللہ باہر بن سیدنا حضرت امام زین العابدین علی رضی اللہ عنہم

آپ ۹۵۰ھ میں تولد ہوئے۔ قصبہ تارتلہ میں ولادت ہوئی جو دہلی سے ایک منزل ہے۔ آپ کے جد امیر عبدالسلام اکبر بادشاہ کے زمانۂ سلطنت میں ہندوستان آئے اور قصبہ فتح پور میں رہے۔ انھوں نے اکبر بادشاہ کے پاس بڑا درجہ پایا اور اکبر بادشاہ آپ کے شرفِ ملاقات سے ہمیشہ محظوظ ہوتا تھا۔

امیر ابوالعلا والد کی وفات کے بعد مولانا خواجہ محمد فیض بن ابوالفیض کی خدمت میں علم ظاہری کو سیکھا۔ جب خواجہ نے وفات پائی تو آپ کو منصب سہ صدی عنایت ہوا۔ غرض! آپ نے چند روز کے بعد ترکِ دنیا کر کے اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ بزرگ چشتی اجمیری سے روحانی فیض حاصل کیا۔

وہاں سے اکبر آباد آ کے اپنے عم و خسر امیر عبداللہ نقش بندی سے بیعت کی اور اپنے عم کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر جلوس فرما کر صدہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔ آپ کی کشف و کرامات 'حجۃ العارفین' میں حیات اللہ اصراری نے بخوبی مفصلاً تحریر فرمایا ہے۔

آپ کی ذاتِ فیض آیات سے ہند کی سرزمین گویا روشن ہے۔آپ کی وفات نویں صفر۱۰۶۱ءکوہوئی۔آپ کامزاراکبرآباد میں ہے۔قطعہ تاریخ رحلت ۔

آں کہ او بادل صفا بودہ ◉ درجہاں میر ابوالعلا بودہ
ثمرۃ القلب احمد مختار ◉ قرۃ العین خواجہ اصرار
ذات او بود مظہر عرفاں ◉ قلزم فیض ومعدن احساں
صبح سہ شنبہ و نہم ز صفر ◉ بود کاں قطب وقت کرد سفر
گفت سال وصال او مظہر ◉ بوالعلا مہر جنت اکبر
روضۂ او بہ اکبر آباد است ◉ جاے فیض ومقام ارشاد است

[من کتاب ملفوظِ ابوالعلائی]

حضرت مولانا سید محمد وارث رسول نما قدس سرہٗ

تذکرۃ الکرام مصنفہ مولوی محمد ابوالحیات میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے:
حضرت سید محمد وارث رسول نما بن سید عنایت اللہ بن سید حبیب اللہ بن سید عبدالرقیب بن سید سالم بن سید لاڈلے بن سید محمد معروف بن سید سلونے بن سید سعید اللہ بن سید خدا بخش شہید بن سید یحییٰ بن سید قطب الدین بن سید امیر مسعود ملک السادات بن سید جلال الدین بن سید عبدالوحید بن سید عبدالحمید بن سید حسن بن سید سلیمان بن سید زید شہید بن سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابوعلی بن سید عمرب بن سید محمد توختہ بن سید عارف جلیل بن سید احمد توختہ بن سید علی اکمنگی بن سید حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید حسن حمیص معروف بہ شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی سجاد بن سید حسین اصغر بن سید نا امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ بڑے عارف باللہ، عالم کامل اور مشاہیر مشائخین متاخرین سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۷ھ میں واقع ہوئی۔ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ کے عہد سلطنت میں آپ کے والد قاضی سید عنایت اللہ شہر بنارس کے قاضی مقرر ہوئے۔

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ درس وتدریس میں ہمہ تن مشغول رہے۔ آپ کا وطن قدیم بلدۂ غازی پور ہے۔ نو برس کی عمر میں آپ نے حضرت سید رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اشغال کی اجازت حاصل کی۔

غرض! آپ ہمیشہ مریدین کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہتے اور ظاہری وباطنی فیض پہنچاتے تھے۔ گیارہویں ربیع الثانی ۱۱۶۶ھ کو رحلت فرمائی اور بنارس میں محلّہ تیلیہ نالہ میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت امیر کبیر سید السادات سید علی ہمدانی کشمیر قدس سرہٗ

خزینۃ الاصفیاء میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: امیر کبیر سید علی بن سید شہاب الدین بن سید محمد بن سید علی بن سید یوسف بن سید شرف بن سید محبّ اللہ بن سید محمد ثانی بن سید جعفر بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید حسن بن سید حسین بن سید جعفر بن سید الحجر بن سید عبداللہ زاہد بن حسین اصغر بن سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر ساداتِ کرام اور علمائے عظام سے ہیں۔ ۷۸۱ھ میں کشمیر کے اندر تشریف لائے۔ سید محمد قادری نے آپ کے قدوم میں یہ شعر لکھا ہے ؎

میر سید علی شہِ ہمداں ◉ سیر اقلیم سبعہ کرد نکو
شد مشرف ز مقدمش کشمیر ◉ اہل آں شہر را ہدایت جو
سال تاریخ مقدم او را ◉ یابی از مقدم شریف او

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ آپ علومِ ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ آپ کی تصانیف میں اسرار النقط، شرح اسماء اللہ، شرح فصوص اور اورادِ فتحیہ وغیرہ مشہور ہیں۔

آپ شیخ الدین محمد عبداللہ مزوقانی کے مرید ہیں۔ آپ نے سلسلہ ہمدانیہ میں بڑی شہرت پائی۔ آپ نے اپنے پیر کے حکم کے بموجب ربع مسکوں کی سیر و سیاحت کی، اور ہر ایک بزرگ سے نعمت باطنی کو اخذ کیا۔

چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے تین سو ساٹھ بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ سید اشرف جہانگیر مخدوم سمنانی نے بھی آپ سے اخذ فیض کیا بلکہ آپ کے ہمراہ سیر و سیاحت میں بھی شریک رہے۔

کہتے ہیں کہ امیر تیمور صاحب قران بادشاہ سے آپ کسی سبب سے آزردہ ہوگئے تو ملک کشمیر کی طرف جا کر وہاں سکونت پذیر ہوگئے اور آپ کے قدوم کی برکت سے وہاں اسلام نے خوب رونق پائی۔ آپ نے وہاں خانقاہ بنوائی۔ اور ہمیشہ تلقین و ترویج اسلام میں مصروف رہے۔

پھر وہاں سے حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور چھٹی ذی الحجہ ۷۸۶ھ سلطان قطب الدین کے عہد سلطنت میں رحلت فرمائے (عالم جاودانی) ہوئے۔ آپ کا مزار ختلان توابع بدخشاں میں ہے۔ تاریخ رحلت ؎

ہمدانی است سید ہمداں ◉ اسم سامی او علی ہمداں
خانقاہش بخطہ کشمیر ◉ فیض بخشد بہر صغیر و کبیر
مرقدش در ولایت ختلاں   فیض ہا می دہد بہ پیر و جواں
شد رقم سال نقل آں والا   قطب عالی جنت اعلیٰ
۷۸۶ھ

حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری

اسی بزرگ کے خاندان میں سید شاہ ولایت علی ابوالعلائی اسلام پوری کا نسب نامہ ہاتھ آیا۔ چنانچہ ذیل میں مرقوم ہے :

سید شاہ ولایت علی بن سید کریم بخش بن سید میر علی بن سید علی بن سید حسن علی بن سید محمد افضل بن سید رفیع الدین بن سید ولی اللہ بن سید اعظم بن سید نصیر الدین بن سید راجی محمد بن سید عبداللہ بن سید اشرف بن سید اسحٰق بن سید صدر الدین بن سید بدر الدین بن سید شمس الدین سیہ پوش بن سید علاؤ الدین بن سید محمد ہمہ دانی بن سیدنا امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس اسرارہم

حضرت خواجہ امین الدین اعلیٰ شیر خدا بیجا پوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: خواجہ امین الدین اعلیٰ بن شاہ برہان الدین جانم بن شاہ میراں جی شمس العشاق بن حاجی شریف دوام الدین بن سید علی بن سید محمد بن سید حسین بن سید داؤد بن سید زین بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید سیف اللہ بن سید ابوالحسن بن سید اسد اللہ بن سید ابوالحسین بن سید عبداللہ المظلوم امام زید شہید بن سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ مشاہیر اولیاے کرام اور ساداتِ عظام سے ہیں۔ آپ اپنے والد کے مرید و خلیفہ ہیں۔ نیز شیخ عطاء اللہ سے بھی خرقہ خلافت باطنیہ کو اخذ کیا ہے۔ مشیخت کے سجادہ پر جلوس فرما کر آپ نے ہزار ہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔

آپ کے خلفا مدراس اور دکن میں بہت ہیں۔ آپ کی وفات ۲۴ / رمضان ۱۰۸۶ھ

میں ہوئی۔مزار بیجاپور میں ہے۔

فی الحال آپ کی اولاد میں سید اسد اللہ حسینی سجادہ نشیں ہیں۔ معاش وانعام کثیر بادشاہوں سے جاری ہے۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید اسد اللہ بن سید امین الدین بن سید محمد بن سید امین الدین ثانی بن سید حسین بن سید برہان الدین بن سید علی پیر مولا بن باباشاہ حسینی بن خواجہ امین الدین اعلیٰ شیر خدا بیجاپوری قدس اسرارہم۔ [منقول از روضۃ الاولیاء]

حضرت شاہ حمزہ حسینی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ مجمع الانساب میں یوں مرقوم ہے: شاہ حمزہ حسینی بیجاپوری بن سید حافظ بن سید یوسف بن سید شمس الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید محمود بن سید محمد بن سید حمزہ بن سید احمد بن سید محمد بن سید حسین بن سید علی بن سید اسمٰعیل بن سید علی اطہر بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید حسین بن سید احمد بن سید عمر بن سید یحییٰ بن سید حسن بن سیدنا امام زید الشہید المظلوم بن سیدنا امام علی زین العابدین قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے کاملین ومشائخین متصرفین سے ہیں۔ مخدومِ عصر صاحب کشف وکرامات عالی مقامات تھے۔۹ رشعبان ۹۴۴ھ میں رہ گزارِ عالم بقا ہوئے۔ بیجاپور میں آسودہ ہیں۔آپ کی اولاد بیجاپور، رائچور، حیدرآباد اور بوری کرنجگی میں رہتی ہے۔

مخدوم سید شاہ یحییٰ علی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مخدوم سید شاہ یحییٰ علی بن سید مظفر علی بن سید محمد احسن بن سید وجہ الدین بولن بن سید حسن زید بن سید قطب الدین بگھوی بن سید قاسم بن سید عالم بن سید مسعود بن سید قطب الدین اولیا نگیری بن سید محمد اولیا بن سید علاؤ الدین بن سید خوند

میر بن سید ناصر ہانسوی بن سید فیض اللہ بن سید معز الدین بن سید علی جاجنیری بن سید ابوالفتح بن سید محمد فراش بن سید ابوالفرح الواسطی بن سید داؤد بن سید عیسیٰ بن سید ابوالحسن زید بن سید حسن بن سید محمد اکرم بن سید منصور بن سید عمر بن سید یحییٰ بن سید حسین بن امام زید شہید بن سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ مشاہیر مشائخین کاملین سے ہیں۔ اور شاہ مظہر ولی کے نام سے مشہور ہیں۔ مخدوم شاہ حسن علی سے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کو سلسلہ قادریہ ابوالعلائیہ منعمیہ میں خرقۂ خلافت حاصل ہے۔ دسویں ذی قعدہ ۱۲۶۴ھ میں رحلت فرمائی اور صفی پور میں مدفون ہیں۔

حضرت سید احمد توختہ ترمذی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'حدیقۃ الاولیاء' میں یوں مرقوم ہے: سید احمد بن سید علی بن سید حسین ثانی بن سید حسین محمد مدنی بن سید شاہ ناصر بن سید موسیٰ بن سید علی بن امام علی اصغر بن سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ ترمذ آپ کا وطن ہے۔ ترویج دین اسلام کی خاطر ہندوستان آئے اور لوگوں کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ ہزار ہا لوگ آپ کی ذات بابرکات سے مستفیض ہوئے۔

آپ موروثی ولایت وکرامت رکھتے تھے۔ ۶۰۲ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار لاہور میں مشہور ہے۔ [حدیقۃ الاولیاء]

حضرت خواجہ شمنا میراں مرچ قدس سرہٗ

آپ کا نام سید خواجہ میراں شمس الدین چشتی ہے۔ نسب نامہ یوں مرقوم ہے: سید

شمس الدین میراں بن سید محمد میراں بن سید عبدالملک میراں بن سید تاج الدین میراں بن سید صدرالدین بن سید مختارالدین محمد بن سید احمد بن سید ابوالقاسم بن میراں سید ابوبکر بن سید احمد بن سید محمد بن سید حسین بن سید اسماعیل بن سید علی اطہر بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید حسین بن سید احمد بن سید عمر بن سید یحییٰ بن سید حسین اشرف بن زید الشہید المظلوم بن سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر سادات کرام اور کبرائے اولیائے عالی درجات سے ہیں۔ مولانا سید رکن الدین دولت آبادی خلیفۂ حضرت برہان الدین چشتی کے خلفائے کبار سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ خواجہ شمنا میراں حسینی بیدر کے درمیان کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ۲۱رجب ۶۹۶ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ مرچ مرتضیٰ آباد ملک دکن میں آپ کا مزار ہے۔ [منقول از تاریخ الاولیاء جلد دوم]

حضرت سید علاؤالدین علی جیوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: علاءالدین علی جیوری بن سید کمال الدین بن جمال الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید حسین بن سید اسماعیل بن سید علی اطہر بن سید حسن بن سید یحییٰ بن سید حسین بن سید احمد بن سید عمر بن سید یحییٰ بن سید حسین الدومعہ بن سیدنا امام زید الشہید المظلوم بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

آپ اولیائے متصرفین اور کملائے عارفین دکن سے ہیں۔ بڑے صاحب کشف وکرامات تھے۔ مولانا گنج العلوم بیجاپوری آپ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ ۲۸رشعبان ۷۳۴ھ میں وفات پائی اور دولت آباد میں آپ کا مزار ہے۔

سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ

کتاب' آثارِ احمدی' میں آپ کا سلسلہ یہ مرقوم ہے: سید برکت اللہ بن سید اویس بن سید عبدالجلیل بن سید عبدالواحد بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہر وشہید بن سید شاہ بڑا بن سید کمال بن سید حسین بن سید نصر بن سید قاسم بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغریٰ - جد سادات بلگرام - بن سید علی بن سید ابوالفرح ثانی بن سید الفراس بن سید ابوالفرح الواسطی جد اعلیٰ سادات واسطی زیدی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید سویم بن سید عمر بن سید زین دوم بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ بن سید زید شہید - جد قبائل ساداتِ زیدیہ - بن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جو ساداتِ بلگرام سے ہیں اپنے وہاں اسلام کو خوب رونق بخشی۔ ۶۴۵ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں آسودہ ہیں۔

سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ اسی بزرگ کی اولاد میں ہیں۔ ۱۰۷۰ھ میں تولد ہوئے۔ بڑے عارف باللہ اور مشاہیر مشائخین متقدمین سے ہیں۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے آپ کی سالِ رحلت کی تاریخ یہ لکھی ہے ؎

سید کامل روشن دل صاحب برکات ◉ رفت ازیں عالم باحضرتِ حق یافت وصال

کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو طور ◉ یوم عاشورہ ہزار وصد وہم چہل دوسال

آپ کا مزار مارہرہ میں ہے۔

(سید شاہ آل محمد مارہروی:) آپ کے فرزند سید شاہ آل محمد قدس سرہ ۱۱۱۱ھ میں تولد ہوئے۔ بڑے بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ زہد وتقویٰ میں مشہورِ روزگار اور مریدوں کی تربیت میں اکسیر کی سی خاصیت رکھتے تھے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں جاتا تو

ایک صحبت میں زنگ وکدورت اس کے دل سے محو ہو جاتے اور اس کا قلب ذاکر و شاغل ہو جاتا تھا۔۱۱۶۴ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔آپ کا مزار مارہرہ میں ہے۔

(سید شاہ حمزہ مارہروی:) آپ کے فرزند سید شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہ ہیں۔ اپنے جدامجد کی تربیت میں رہ کر خوب برکات وفیوضات حاصل کیے۔والد کی رحلت کے بعد آپ نے مسند مشیخت پر جلوس فرمایا اور تلقین وہدایت وتعلیم وتربیت خلق میں مشغول رہے۔۱۱۹۸ھ میں وفات پائی۔مارہرہ میں مدفون ہیں۔

(سید شاہ آل احمد مارہروی:) آپ کے فرزند سید شاہ آل احمد مارہروی قدس سرہ ہیں۔آپ کبرائے مشائخین کرام سے ہیں۔کسب وکمالاتِ صوری ومعنوی آپ نے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا۔ ہمیشہ اذکار واشغال اور مجاہدات میں مصروف رہتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد خرقۂ فقر پہن کر سجادۂ موروثی پر اجلاس فرمایا۔ ہزاروں بندگانِ خدا آپ کی خدمت میں آتے اور اپنے اپنے مطالب دل خواہ میں کامیابی پاتے تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔

(سید شاہ آل رسول مارہروی:) آپ کی وفات کے بعد حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہ بن سید آل برکات سجادہ نشیں ہوئے جو آپ کے برادرزادہ حقیقی اور خلیفہ تھے۔ چنانچہ وہ تاحیات اپنے امورِ ہدایت وتلقین وارشاد میں مصروف رہے۔ ۱۲۹۶ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔

(سید شاہ ابوالحسین مارہروی:) آپ کے پسر کلاں سید ظہور حسن کے فرزند سید شاہ ابوالحسین سجادہ نشین یعنی سید ابوالحسن فرزند سید ظہور الحسین خانقاہ کے امور وانتظامات وغیرہ میں تعلق رکھتے ہیں۔ فی الحال سید شاہ ابوالحسین صاحب مدظلہ کی ذات بابرکات مارہرہ شریف میں فیض رسانِ طالبانِ خدا ہے۔حق سبحانہ وتعالیٰ تادیر گاہ ہمیشہ فیض عام جاری رکھے۔ [منقول از صحائف مطبوعہ الہ آباد]

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ قدس سرہٗ

مولانا شاہ محی الدین صاحب بیجا پوری مرحوم نے کتاب 'مجمع الانساب' میں نسب نامہ یہ لکھا ہے: حضرت سید محمد حسینی المشہو رخواجہ بندہ نواز گیسو دراز بن سید یوسف عرف شاہ راجو قتال - مدفن خلد آباد روضہ - بن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسین بن سید محمد بن سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید ابی الحسن زید الجندی بن ابی عبداللہ الحسین الندان بن ابوالمنصو رمحمد اکبر بن سید عمر بن سید یحییٰ بن سید حسین بن زید الشہید بن سیدنا حضرت امام زین العابدین قدس اسرارہم

آپ ملک دکن کے مشاہیر اولیاے کرام وعلماے عظام سے ہیں۔ آپ حضرت قطب العارفین شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے خلفاے کاملین سے ہیں۔ صاحب توحید وعرفان، عارف باللہ، بزرگِ وقت، عالم اور شیخ واصل بحق تھے۔ بحرالمعانی وشرح مشارق الانوار فی الحدیث وغیرہ کتابیں آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔

آپ کی عمر دراز تھی۔ ابتداے سلطنت تغلقیہ سے زمانِ سلطنت سلطان بہلول لودھی تک آپ حیات تھے۔ آپ کے اَجداد کرام مکہ معظّمہ سے تشریف لائے، دہلی میں قیام کیا، اور سرہند میں مدفون ہیں۔

آپ کے والد ماجد شاہ راجو قتال چشتی قدس سرہ - جو بڑے عارف باللہ تھے- اورنگ آباد دکن کے قریب خلد آباد عرف روضہ میں آسودہ ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ حادثۂ مغل کے سبب دکن کی جانب آئے۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد سلطنت ۸۰۱ھ میں گلبرگہ آئے اور بہت کچھ اعزاز پایا۔ بادشاہ نے آپ کے لیے جاگیرات وغیرہ انعام دیا۔

غرض! حضرت خواجہ بندہ نواز کی ذات بابرکات نے ملک دکن میں ایسا فیض پہنچایا کہ سینکڑوں خلفا ہوئے، اور آپ سے فیوضاتِ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ تمام ملک دکن آپ کے فیض سے مملو ہے۔ کسی بزرگ نے آپ کی شان میں یہ تحریر کیا ہے ؎

ہرکہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

آپ نے ۸۲۵ھ میں قبل سلطان بہلول شاہ لودھی کی وفات سے پہلے رحلت فرمائی، اور احسن آباد گلبرگہ میں آسودہ ہیں۔ سلطان ابراہیم قطب شاہ اور سلطان علاء الدین نے آپ کے گنبد مبارک کی تعمیر کی ہے۔ قطعہ رحلت ؎

آں کہ سید محمدش نام است ◉ بے گماں پیر خاص ہم عام است
عالمے را کشید از چہ آز ◉ برسن ہائے گیسوانِ دراز
شاہ باز بلند پرواز است ◉ آشیانش بذروۂ راز است
ماہ ذی قعدہ بود شانزدہم ◉ کہ شدہ سیدے بہ چرخ نہم
سال نقلش کہ ہم چولولوی سفت ◉ عقل مخدوم دین ودنیا گفت
مرقد عالیش بملک دکن ◉ ہست چوں در بقیعہ قبر حسن

(سید حسین شاہ ولی:) آپ کی اولاد میں ایک بزرگ صاحب کمال سید حسین نامی اوائل حال میں سلطان ابراہیم قطب شاہ کے پاس عہدۂ امیر العسکری پر مامور تھے اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد سلطنت میں عہدۂ ہفت ہزاری ودہ ہزاری پر منصوب رہے۔

کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اپنی لڑکی کو ۱۴ر جمادی الثانی ۹۷۹ھ میں آپ کے عقد نکاح میں دیا تھا اور حضرت سید حسین قدس سرہ نے اپنی لڑکی مسماۃ مانک بی بی کو حضرت سید شاہ صادق حسینی سرمست قدس سرہ کے عقد نکاح میں دیا ہے۔

'مشکلات النبوت' میں آپ کا شجرۂ جدیہ یوں تحریر ہے: سید حسین شاہ ولی بن سید صفی بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عسکر اللہ بن سید شاہ صفی کلاں بن سید محمد اکبر بن سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اسرارہم

(آپ کی وفات) ۱۴؍ جمادی الثانی ۹۹۸ھ کو واقع ہوئی اور مدفن عقب قلعہ گولکنڈہ عرف محمد آباد میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

دوسرا نسب نامہ: **حضرت سید علی پیرزادہ مرحوم کا** - جو بمبئی میں سکونت رکھتے تھے اور راقم کے حال پر نظر الطاف فرماتے تھے- یوں مرقوم ہے: سید علی بن سید عبد القادر بن سید حسین بن سید یعقوب بن سید مخدوم بن سید شاہ چندا حسینی بن سید علی جہاں شیر بن سید مصطفٰے بن سید مرتضٰی بن سید زین الدین بن سید اسد اللہ بن سید شاہ سفیر اللہ ثانی بن سید اسد اللہ بن سید عسکر اللہ بن سید سفیر اللہ بن سید محمد اصغر بن سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اسرارہم

تیسرا نسب نامہ: **حضرت شاہ راہی قدس سرہ.** تاریخ گلزارِ آصفیہ میں یہ مرقوم ہے: حضرت شاہ ولی اللہ عرف شاہ راہی بن شاہ برہان الدین بن شاہ بندگی حسینی بن شاہ ید اللہ بن شاہ گیسو دراز ثانی بن شاہ حسن بن سید قبول اللہ حسینی بن سید اصغر حسینی بن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس اسرارہم

آپ کبرائے مشائخین دکن سے ہیں۔نعمت چشتیہ اپنے جد بزرگوار سے اور نعمت قادریہ حضرت شاہ جمال البحر سے حاصل کیا۔ ۱۶؍ محرم کو سرحد ارکاٹ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ جوہری کوچہ بلدۂ حیدر آباد میں مدفون ہیں۔ آپ کے تین فرزند تھے: شاہ درویش، شاہ محی الدین، شاہ فقیر۔ [از گلزارِ آصفیہ]

چوتھا نسب نامہ: **سید شاہ راجو حیدر آبادی قدس سرہ.** آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید

شاہ راجو حسینی بن سید اسد اللہ بن سید صفی اللہ بن سید راجو بیجا پوری برادر خورد حسین شاہ ولی حسینی قدس اسرارہم

سید راجو بیجا پوری مشاہیر اولیاء اللہ سے ہیں۔علی عادل شاہ کے وقت بیجا پور میں تشریف لائے۔بادشاہِ وقت آپ کا مرید ہوا اور آپ کے لیے اس نے انعام (جاگیر) مقرر کی۔ان کی اولاد میں سید شاہ راجو حیدرآباد میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد حکومت میں حیدرآباد تشریف لائے اور بڑا اِعزاز پایا۔ابوالحسن تانا شاہ آپ کا مرید ہے۔ آپ کا مرقد حیدرآباد دکن میں ہے۔ [از گلزارِ آصفیہ]

حضرت سید شاہ چندا حسینی قدس سرہٗ

سید محی الدین قادری بیجا پوری مرحوم نے کتاب 'مجمع الانساب' میں آپ کا نسب نامہ یہ تحریر کیا ہے: سید جلال الدین عرف شاہ چند حسینی بن سید علی بن سید حضر بن سید محمد بن سید احمد بن سید یحییٰ بن سید زید بن حسین بن سید سراج الدین بن سید شرف الدین بن سید زین الدین بن سید ابوالحسین بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید عمر اسرار اللہ بن سید یحییٰ بن سید حسین الدمع بن سید ابوالحسین بن سید حسین اصغر بن سید علی اصغر بن سید زید الشہید المظلوم بن سید امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ کبرائے مشائخ کرام اور اولیائے عالی مقام سے ہیں۔آپ کی بزرگی وعظمت ملک دکن میں مشہور ہے۔آپ صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔کسی مرید کے مرتبہ رسالہ 'ملفوظ جلال نامہ' میں لکھا ہے کہ بادشاہِ بیجا پور یوسف عادل شاہ آپ کا مرید تھا، اور بادشاہانِ عادل شاہیہ نے آپ کے لیے جاگیرات وغیرہ انعام مقرر کیے ہیں۔

آپ کے مرشد کا نام مخدوم شیخ عارف بن ضیا چشتی ہے۔ مشائخین عصر کے درمیان آپ بڑے عالی منزلت تھے۔ دسویں شعبان ۸۵۸ھ میں وفات پائی اور قصبہ گوگئی میں مدفون ہیں۔ سلاطین بیجاپوری سلطان اسماعیل عادل شاہ اور یوسف عادل شاہ وابراہیم عادل شاہ کی قبریں آپ کے پاانداز ہیں۔ [تاریخ خورشید جاہی]

حضرت میراں سید شاہ بھیک چشتی کہرام قدس سرہٗ

حافظ محمد حسین مرادآبادی نے کتاب 'انوار العارفین' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں تحریر کیا ہے: سید محمد سعید عرف میراں سید شاہ بھیک چشتی بن سید یوسف ترمذی بن سید قطب الدین سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید محمد سعید بن شاہ نظام الدین بن سید عزیز الدین بن سید تاج الدین بن سید عز الدین بن شاہ عثمان بن سید سلیمان کفارکش بن سید مخدوم سالار لشکر بن سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابوبکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ بن سید احمد بن سید علی زبیر کاکی بن سید حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید ناصر ترمذی بن سید موسیٰ الحمیص بن سید حسین اصغر بن سید علی اوسط بن سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

اس بزرگ کے آباؤ اجداد مضافاتِ سرہند کہرام شریف میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کے والد کافروں کی جنگ میں شہید ہوئے۔ آپ نے علم ظاہری کو بزرگانِ عصر سے حاصل کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں حضرت شاہ قاسم درویش کے پاس موضع ملوی میں رہے اور ایک برس کامل ان کی خدمت میں رہ کر نعمت وفیض باطنی سے سرفراز ہوئے۔

پھر حضرت شاہ ابوالمعالی قدس سرہ کی خدمت میں امیٹھی پہنچے اور ان سے نعمت باطنی حاصل کر کے کہرام شریف تشریف لائے اور جامِ مئے وحدت کو نوش فرما کر ریاضت ویادِ

حق میں مشغول ہوئے۔ آپ سے کرامات وخوارق عادات بہت سی ظاہر ہوئیں۔ آپ کے حالات (راقم کی کتاب) تاریخ الاولیاء جلد سوم میں مرقوم ہیں۔

سید لطف اللہ جالندھری 'فوائد الفواد' میں ارقام فرماتے ہیں کہ آپ کے خلفاے کاملین سے مشہور یہ ہیں: شاہ محمد باقر فرزند حضرت شاہ ابوالمعالی امیٹھوی، سید فاضل شاہ اورنگ، سید محمد سالم ترمذی۔

روز دوشنبہ ۵ رمضان ۱۱۳۱ھ میں رحلت فرماے عالم جاودانی ہوئے۔ قصبہ کہرام میں آسودہ ہیں۔ [از ریاض العارفین]

حضرت میر سید خلیل اللہ بت شکن بیدر قدس سرہٗ

مجمع الانساب میں آپ کا نسب نامہ یوں تحریر ہے: میر سید خلیل اللہ بت شکن بن سید نور اللہ بن سید شاہ نعمت اللہ بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید کمال الدین کاشانی بن سید ابو ہاشم داؤد بن سید ابواحمد قاسم بن سید ابو حاتم عبداللہ بن سید طاہر بن سید یحییٰ نسابہ بن سید حسین المیری بن سید ابی محمد جعفر الحجہ بن سید عبداللہ اعرج بن سید حسین اصغر بن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر کبراے اولیاے متصرفین سے ہیں۔ سلطان المشائخ آپ کا خطاب ہے۔ آپ سید نور اللہ کے خلف ارشد ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں مرقوم ہے کہ جب سلطان شاہ بہمنی' سلطان فیروز شاہ کے خوف و ہراس کے سبب آوارہ و پریشان پھرتا تھا، تو اس نے ایک خواب دیکھا کہ ایک فقیر تاج دوازدہ ترکی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور کہہ رہا ہے کہ سلطنت تجھے مبارک ہو۔ نعمت اللہ ولی نے یہ تاج تجھ کو بھیجا ہے اور سلطنت کا تجھ کو مژدہ دیا ہے۔

چنانچہ جب سلطان موصوف نے فتح پائی اور تخت دکن پر کام روا ہوا تو (وہ اصلاً) حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی سے بہت کچھ اعتقاد رکھتا تھا۔ ملک برار میں سلطان مذکور تین برس تک رہا۔ اسی عرصے میں خواجہ بندہ نواز نے رحلت فرمائی تو سلطان یہ خبر سن کر بہت رنجیدہ خاطر ہوا کہ اب ایسا مرشد کامل مجھ کو کہاں ملے گا۔

مقربِ شاہ سلطان نے عرض کی کہ ان دنوں سید نعمت اللہ ولی کرمانی کرمان میں بڑے ولی کامل ہیں طلب کیا جائے۔ چنانچہ جب ان کی خدمت میں بادشاہ نے تشریف آوری کی درخواست بھیجی تو آپ بذاتِ خود تو نہ آسکے؛ مگر تاج دوازدہ ترکی ملاقطب الدین کے حوالے کیا اور کہا یہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے، انھیں پہنچادو۔

غرض! ملا مذکور چندروز کے بعد بادشاہ کے حضور میں آیا اور تاج دوازدہ ترکی مرسلہ شاہ نعمت اللہ کرمانی نیز ایک خط جس میں خطاب اعظم السلاطین شہاب الدین احمد شاہ ولی البہمنی لکھا تھا بادشاہ کے ہاتھ میں دیا۔

بادشاہ نے بڑی تعظیم وادب سے اس کو لیا اور پڑھا اور نہایت خوش ہوکر اسی سال ولد امجد کو ارسال کرنے کی التماس کی۔ چونکہ سوائے ایک فرزند سید شاہ نوراللہ کے دوسرا کوئی فرزند نہ تھا تو ان کی جدائی کو شاق جان کر سید خلیل اللہ بن شاہ نوراللہ کو دکن روانہ کیا۔

چنانچہ جب وہ آکر باصری ندی کے کنارے پر ٹھہرے تو بادشاہ مع جمیع شاہزادگان واُمرا آپ کے اِستقبال کو گیا اور انھیں بصد اعزاز وتکریم بیدر لایا۔ جس جگہ ملاقات ہوئی تھی وہاں پر ایک قریہ آباد کرکے ایک مسجد بنوائی اور اس کا نام 'نعمت آباد' رکھا، نیز سید خلیل اللہ سے اپنی لڑکی بیاہ دی۔

(سید شاہ نوراللہ کرمانی:) ۸۲۴ھ میں سید نعمت اللہ ولی کے سانحہ ارتحال کے بعد

شاہ نوراللہ بھی اپنے مخدوم زادہ شاہ مجیب اللہ اور شاہ حبیب اللہ ثانی کے ہمراہ کے وارِدِ دکن ہوئے۔عجیب روداد ہوئی کہ (جس دن یہ لوگ پہنچے ٹھیک) اسی روز شاہ سید خلیل اللہ نے انتقال فرمایا۔بادشاہ تجہیز وتکفین کی غرض سے شہر کے باہر آیا تو شاہ نوراللہ کو بڑی عزت وحرمت سے اپنے ہمراہ شہر میں لایا اوران کا مرید ہوا۔

شاہ حبیب اللہ کو اپنی دامادی میں قبول کرلیا اور مجیب اللہ کو شاہ زادہ علاء الدین کی دامادی سے مختص فرمایا اور چاہا کہ جاگیر صرف شاہ نوراللہ کے واسطے مقرر کرے تو آپ نے قبول نہ فرمایا؛ مگر چند قطعات زمین قصبہ سڑم میں انعام دیے۔وہاں کی زمیں داری اب تک آپ کی اولاد کے تصرف میں ہے۔

آپ کی وفات ۲۴/رجب ۸۵۲ھ میں ہوئی اور سلطان علاء الدین نے زرِکثیر سے آپ کے مرقد عالی کو تعمیر کیا۔آپ کا روضہ بیدر ملک دکن میں مشہور ومعروف ہے۔ [از خورشید جاہی]

حضرت سید شاہ جلال الدین عبداللہ حسینی صفوی قدس سرہٗ

مجمع الانساب میں آپ کا نسب نامہ حضرت سید شاہ محی الدین قادری بیجاپوری نے یہ لکھا ہے: سید شاہ جلال الدین عبداللہ الحسینی بن سید احمد بن سید زین الدین بن سید شہاب الدین بن سید جلال الدین بن سید قطب الدین بن سید جلال اللہ بن سید قطب الدین بن سید جلال الدین بن سید قطب الدین بن سید معین الدین بن سید ہادی بن سید محمد بن سید حسن بن سید ابوالفتح بن سید حسان بن سید حسن المعیوف بن سید ادریس بن سید حسن بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ بن سید عباس بن سید علی بن سید ابی عبداللہ بن سید حسین اصغر بن سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ بلدۂ دارالظفر بیجاپور کے بڑے بزرگ سادات کرام ومشائخین ذوی الاحترام سے ہیں۔

(مولانا سید قطب الدین محمد:) آپ کے جد ششم سید قطب الدین محمد بڑے عالم ربانی تھے۔ حضرت حافظ شمس الدین شیرازی قدس سرہ نے آپ سے خرقہ خلافت فقر کو حاصل کیا تھا۔ چنانچہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ منورہ کی زیارت کو تشریف لے گئے، اور روضۂ منورہ پر جا کر السلام علیکم یا جدی فرمایا تو اندرونِ روضہ سے آواز آئی وعلیک السلام یا ولدی .

چنانچہ اس مضمون کو حضرت غیب اللسان قدس سرہ نے سید قطب الدین محمد قدس سرہ کے اشعارِ مدحیہ میں یوں تحریر کیا ہے ؎

عضوی سید و معتمدی ◉ قطب دیں المہیمن الصمدی
الذی قال فیہ ذو السندی ◉ وعلیک السلام یا ولدی
مصطفےٰ احترام او فرمود ◉ خلد رضواں مقام او فرمود
در جواب سلام او فرمود ◉ وعلیک السلام یا ولدی
آں کہ را لطف از خدا آید ◉ مرضی طبع مصطفےٰ آید
در جوابش چنیں ندا آید ◉ وعلیک السلام یا ولدی
حافظ از جاں غلام ایشاں ست ◉ خطبہ ویں بنام ایشاں است
ویں ہدایت بنام ایشاں است ◉ وعلیک السلام یا ولدی

ملفوظِ جلالیہ میں تحریر ہے کہ آپ شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ کے نبیرہ اور سلطان طہماسپ کے خواہرزادہ ہیں اور شاہ اسمٰعیل صفوی سید السادات حضرت صفی الدین

اردبیلی کے نبیرہ ہیں؛ اس لیے صفوی مشہور ہیں، اور تمام ملک ایران پر حکومت کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا سلسلہ یہ ہے :

سلطان شاہ اسماعیل صفوی بن سلطان حیدر بن سلطان جنید بن سلطان صدر الدین بن سید خواجہ علی بن سید صدر الدین موسیٰ بن سید صفی الدین ابواسحٰق اردبیلی بن سید امین الدین بن سید صالح بن سید قطب الدین بن سید صلاح الدین رشید بن سید محمد حافظ بن سید عوض الخواص بن سید فیروز بن سید محمد بن سید شرف بن سید محمد بن سید حسن بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سید محمد بن سید ابو محمد قاسم بن سید ابوالقاسم حمزہ بن حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

غرض! حضرت سید جلال الدین صفوی اپنے خالو سلطان طہماسپ کے عہد سلطنت میں شہر تبریز سے بیجاپور دکن کی جانب علی عادل شاہ بادشاہِ دکن کے عہد سلطنت میں تشریف لائے۔ بادشاہ واعیانِ شہر نے آپ کی بڑی قدر کی اور انعام کثیر آپ کے اخراجاتِ خانقاہ کے لیے مقرر کیا۔

آپ کی ذات فیض آیات سے ملک دکن میں اسلام نے بڑی رونق پائی۔ آپ کی اولاد میں سید مصطفیٰ حسینی پیرزادہ شہر پونہ میں سکونت رکھتے ہیں۔ حضرت سید جلال الدین صفوی کا سن وفات معلوم نہ ہوسکا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں ہے۔ [از روضۃ الاولیاء]

حضرت سید حسن جیو سورت قدس سرہٗ

مولوی عبدالحکیم سورتی نے 'سیر الاولیاء' میں آپ کا سلسلہ نسب یوں لکھا ہے: حضرت سید حسن جیو بن سید فتح اللہ بن سید عبدالغنی بن سید نعمت اللہ بن سید محمد بن سید شمس الدین بن

سید برہان الدین بن سید مبارک بن سید علی بن سید رضی الدین بن سید مجتبیٰ بن سید سیف الدین بن سید قیس بن سید احنف بن سید محمد بن سید قاسم بن سید علی بن سید عمر اشرف بن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

آپ ساداتِ صحیح النسب اور مشاہیر مشائخین متصرفین سورت سے ہیں۔آپ سلطان الواصلین حضرت سید محمد عیدروس کے مرید وخلیفہ تھے۔فیوضاتِ کاملہ شطاریہ حضرت عین العرفا شاہ عیسیٰ جنداللہ برہان پوری خلیفہ شاہ لشکر محمد عارف باللہ شطاری قدس سرہ نے اخذ کیا، اور حقائق ومعارف توحید واشغال واذکار میں یگانۂ آفاق ہوئے۔نیز حضرت مولانا محمد بن شاہ فضل اللہ برہان پوری سے بزرگوں کا جو فیض امانت تھا اسے حاصل کیا۔

آپ صاحب تصانیف ہیں۔علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال تھا۔سید محمد غوث گوالیری نیز شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی نے آپ سے فیض باطنی اخذ کیا ہے۔شہر سورت میں اکثر اسلام کی رونق آپ کی ذات مبارک سے ہوئی ہے۔پانچویں ذی قعدہ ۱۰۶۰ھ میں انتقال فرمایا اور شہر سورت میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [از سیر الاولیاء]

بیان اولاد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

آپ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزند اور ائمہ اہل بیت سے امام پنجم ہیں۔ روز جمعہ تیرہویں صفر ۵۷ھ میں آپ تولد ہوئے۔ معرکہ کربلا کے وقت آپ کی عمر ۳ برس کی تھی۔ آپ کا نام ابوالجعفر محمد، اور لقب باقر ہے۔

آپ بڑے فقیہ و محدث تھے۔ ۱۱۴ھ میں چودھویں صفر کو زہر سے شہادت پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحب زادگان چھ ہیں: حضرت سیدنا امام جعفر صادق، حضرت سید محمد مثنی المشہور عبیداللہ، حضرت سید علی اصغر، حضرت سید عبداللہ الحسین، حضرت سید حسن ملقب بہ ابراہیم، حضرت سید زید الفتاح رضی اللہ عنہم۔ تاریخ رحلت ؎

آں امامے کہ باقرش نام است ◉ ہادیِ خاص و مرشد عام است
عمدۂ خاندان سادات است ◉ صاحب خارق وکرامات است
ہفت ذی حجہ و دوشنبہ بود ◉ کہ سوے عدن شاہ عزم نمود
سال شنقار آں شہ دوراں ◉ ہاتف غیب گفت باز جناں
در بقیعہ مزار او ز فضا است ◉ بر مزارش ہمیشہ فیض خدا است

حضرت سید ابوالفرح الواسطی جد سادات بارہ قدس سرہٗ

رسالہ سلسلۃ السادات میں آپ کا سلسلہ جد یہ یہ مرقوم ہے: سید ابوالفرح الواسطی بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ بن سید عبدالملک بن سید اسحٰق بن سید طاہر بن سید عبداللہ بن سید قاسم بن سید یٰسین بن سید احمد بن سید محمد کریم بن سید زید الفتاح بن سید امام محمد باقر رضی اللہ عنہم

یہ بڑے متقدمین ساداتِ کرام سے ہیں۔ زاہد، عابد اور عارف باللہ تھے۔ ساداتِ بارہ آپ ہی کی اولاد میں ہیں۔

فائدہ: از پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۲ر فروری ۱۹۰۱ء مرقومہ سی مظفر علی رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر۔ سادات بارہ کے مورثِ اعلیٰ سید ابوالفرح الواسطی حضرت زید الشہید ابن سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں اور ان کی اولاد ضلع مظفر نگر میں آباد ہے۔

سید ابوالفرح کے دوسرے فرزند کی اولاد بلگرام ضلع فرخ آباد میں ہے۔ ساداتِ بارہ اور ساداتِ بلگرام یک جدی ہیں۔ سید ابوالفرح سلطان محمود غزنوی کے پاس عہدۂ امیر لشکری پر ممتاز تھے اور تمام معرکوں اور جنگ وجدال میں شریک رہے؛ اس لیے سلطان نے ان کے کارناموں سے خوش ہو کر کلانور مع مضافات آپ کو انعام دے دیا۔ موضع تہن پور، چھت بنور ضلع کنڈلی میں آپ کی اولاد رہتی ہے۔

راجہ سنبھل سادات کی کوشش سے مغلوب ہوا اور اس کا ملک سادات کو عطا ہوا۔ سادات نے یہاں بھی سکونت کی جو اَب بارہ کے نام سے مشہور ہے۔ ساداتِ بارہ چند بستیوں کے مجموعے کا نام ہے جو ضلع مظفر نگر میں واقع ہے۔ زمانہ سلطنت مغلیہ میں ساداتِ بارہ کو ایسا رسوخ ہو گیا تھا کہ جابجا انھیں کی امداد سے کارِنمایاں زبان زد خلائق تھے اور سلطنت میں معزز وممتاز تھے۔ [از پیسہ اخبار لاہور]

ان کی اولاد میں ایک بزرگ کا نسب نامہ ہاتھ آیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے: سید شاہ یحییٰ علی بن مظفر علی بن سید احسن بن سید وجہ الدین بن سید حسن بن سید قطب الدین بن سید قاسم بن سید عالم بن سید مسعود بن سید علاؤ الدین بن سید محمد ناصر ہانسوی بن سید فیض اللہ بن سید معز الدین بن سید علی شیر جاجنیری بن سید ابوالفتح بن سید ابوالفوارس بن سید ابوالفرح الواسطی قدس اسرارہم۔ [کنز الانساب]

حضرت میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ کتاب کیفیت العارفین میں اس طرح مرقوم ہے: میر سید محمد کالپوی بن سید جمال الدین بن سید علاء الدین بن سید تاج الدین بن سید اسماعیل بن سید محمد اسحٰق بن سید داؤد بن سید محمد یعقوب بن سید محمد یوسف بن سید عبداللہ ثانی بن سید حسین بن سید ابوالقاسم بن سید محمد ابراہیم بن سید اسماعیل اعلیٰ بن سید حسین اعلیٰ بن سید علی رضا بن سید محمد جعفر بن سید محمد محسن بن سید ہاشم بن امام عبداللہ بن سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر کبرائے اولیائے متصرفین سے ہیں۔ ہادی شریعت وطریقت تھے۔ آپ نے خرقۂ خلافت چشتیہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے حاصل کیا۔ شہر کالپی اور اس کے اطراف میں آپ کی ذات سے اسلام کے انوار لامع ودرخشاں ہوئے۔ یکم رمضان ۸۶۲ھ میں رحلت فرمائی اور کالپی میں مدفون ہیں۔

(سید عبدالرزاق عرف سید عطا حسین فانی ابوالعلائی:) اس بزرگ کی اولاد میں حضرت عمدۃ المشائخین سید عبدالرزاق عرف سید عطا حسین صاحب ابوالعلائی سلمہ ربہ صاحب گنج ملک گیا میں حیات ہیں۔ مریدوں کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہتے ہیں۔ بزرگِ وقت اور ہندوستان میں فرد مستثنیٰ ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کو تادیر گاہ مریدوں کے سر پر قائم ودائم رکھے۔

میرے والد ماجد مفتی سید عبدالفتاح المشہور مولوی سید اشرف علی وجد بزرگ سید عبداللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ (انھیں سے شرف خلافت واجازت رکھتے ہیں)، نیز راقم نے آپ سے خرقۂ خلافت ابوالعلائیہ کو ۱۲۶۱ھ میں شہر بمبئی کے اندر حاصل کیا۔ ان کے مریدین وغیرہ شہر بمبئی وناسک وغیرہ میں بہت ہیں۔

آپ کا سلسلہ جد یہ یوں ہے: سید عبدالرزاق ابوالعلائی بن سید شاہ سلطان احمد بن سید شاہ غلام حسین بن سید شاہ ولی اللہ بن سید محمد امین بن سید محمد ناصر حسین بن سید حسین ثانی بن سید اولیا بن میر سید صدر جہاں بن میر سید قطب الدین احمد بن میر سید تقی الدین بن میر سید جلال الدین بن حضرت میر سید محمد کالپوی قدس اسرارہم۔ اس خاندان کا حال مفصل کتاب 'کیفیت العارفین' میں مرقوم ہے۔

حضرت سید محمد سالم ترمذی قدس سرہٗ

حضرت حافظ محمد حسین سلمہ نے 'انوار العارفین' میں آپ کا سلسلہ جد یہ یوں تحریر کیا ہے: سید محمد سالم ترمذی بن سید محمد رضا بن سید ابومحمد بن سید فتح اللہ بن سید عبدالفتاح بن سید عبدالجلیل بن سید عابد بن سید محمد حسین بن سید ابوسعید بن سید محمد عارف بن سید امیر بڈھ بن سید محمود بن سید محمد بن سید احمد بن سید سعید بن سید صلاح الدین بن سید جعفر بن سید جمال الدین بن سید عیسیٰ بن سید موسیٰ بن سید حامد بن سید محمد بن سید حسن بن سید شہاب الدین بن سید موسیٰ بن سید جعفر بن امام عبداللہ بن سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر اولیاے کبار سے ہیں۔ مخدوم سید شاہ میراں بھیک چشتی صاحب کہرام شریف کے مرید وخلیفہ تھے۔ بڑے بزرگ اور صاحب زہد وتقویٰ تھے۔ کہتے ہیں کہ بارہ برس آپ ریاضت وعبادت کے درمیان کسی صحرا میں پوشیدہ رہے۔ آپ کے خلفاے گرامی سے سید محمد اعظم اور حاجی محمد حیات آہنگر مشہور ہیں۔ آپ نے ۱۱۷۵ھ میں وفات پائی۔ مزار قصبہ روپڑ میں ہے۔ تاریخ رحلت ؎

سید نیک ذات وپاک نہاد ◉ از امورات دنیوی آزاد
عابد و زاہد وخجستہ جناب ◉ عارف وکامل وسیادت مآب
بود ہفتاد ویازدہ صد و پنج ◉ رخت بر بست زیں سرائے سپنج

مرقد پاک او ز دل بنگر ◉ ہست مشہور قصبہ رو پڑ

[انوارالعارفین]

حضرت سید حاجی ہود چشتی پیران پٹن قدس سرہٗ

رسالہ 'مقبول الاولیاء' میں آپ کا سلسلہ جد یہ یہ تحریر ہے: حضرت حاجی ہود چشتی بن میر سید عوان الملقب عبداللہ الصبوحی بن سلطان سید زہیر بن سلطان سید فردہ بن سلطان سید حمزہ بن سلطان سید صفیان بن سلطان ربیعہ بن سلطان سید جلال الدین محمد بن میر طلحہ بن سلطان سید سداد بن سلطان سید سلیم بن عبیداللہ بن حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہم

'رسالہ حنفوریہ' میں آپ کا حال یہ لکھا ہے کہ آپ راجہ رائے کرن کے زمانے میں دو سو مرید وفقرا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت سے دین اسلام کی ترویج کے واسطے شہر نہر والہ عرف پیران پٹن ملک گجرات میں تشریف لائے اور اس راجہ کے خاص بت خانہ کے سامنے – کہ ایک وسیع میدان تھا – فروکش ہوئے۔

جب وقت نماز آیا تو مؤذن نے اَذان دی۔ آپ مع رفقا نماز میں مشغول ہوئے۔ اچانک ایک شیر درندہ – جو اس بت خانہ میں تھا – ایک بیگانہ شخص کو وہاں آنے سے روکنے کی غرض سے باہر نکل آیا اور آپ کی جانب قصد کیا۔

یکایک عالم غیب سے ایک دوسرا شیر اُس کے مقابل پیدا ہوا اور اس نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب راجہ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے آپ کو گرفتار کرنے کے لیے ایک فوجِ جرار بھجوائی۔ (خدا کی قدرت کہ) جس کی طرف آپ آنکھ اُٹھا کر دیکھتے وہ اُسی وقت مشرف باسلام ہو جاتا۔ اس طرح جب ہزاروں آدمی ایک روز میں مسلمان ہو گئے تو راجہ گھبرایا۔

اس نے شب بے قراری میں گزاری۔ اثنائے خواب راجہ کو بھی کسی نے پلنگ سے زمین پر دے مارا۔ صبح کو راجہ نے مع رفقا وامرا آپ کی خدمت میں بکمال اعتقاد حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور اس بت خانے کو مسجد بنا دیا۔ چنانچہ 'کرنا' مسجد آج تک مشہور ہے۔ راجہ رائے کرن نے ۴۸۵ھ میں وفات پائی اور اسی مسجد کے صحن میں مدفون ہے۔

آپ کی ذات بابرکات سے اسلام نے اس شہر اور اس کے اطراف میں خوب رونق پائی۔ ایتلافِ قلوب کی تاثیر آپ کی نگاہ میں خدا نے ایسی دی تھی کہ جو دشمن خونخوار سفاک آپ کے حضور میں قتل کرنے کے اِرادے سے آتا، آپ کو دیکھتے ہی دوست اور تابع بن جاتا؛ گویا شمشیر شاہانِ اسلام سے زیادہ کارگر آپ کی تیغ اَبرو کا اشارہ تھا۔

آپ کی وفات رسالہ حفویہ کے بقول پندرہویں رجب ۵۳۶ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کی قبر پیران پٹن گجرات میں ہے۔ آپ مذہباً حنفی تھے؛ اس لیے تمام ملک گجرات وکاٹھیا واڑ حنفی المذہب ہے۔ ایک قطعہ تاریخ مصنفہ سید حاجی حسین نہروالہ ملاحظہ ناظرین کے لیے پیش کیا جاتا ہے، جس میں آپ کی تشریف آوری اور وفات کی تاریخ مندرج ہے۔ تاریخ وفات ؎

المدد یا قطب اقطاب دوعالم شاہ ہود ◉ شاہِ شاہاں ماہ دوراں پیر عالم شاہ ہود
قرۃ العین محمد فلذۃ کبد البتول ◉ ابن عوان الحسینی صدر عالم شاہ ہود
آں کہ اوراشد بشارت از امام مرسلاں ◉ رفتہ اوخوش در مدینہ نصر عالم شاہ ہود
بعد ازاں از حکم احمد سوے ہندستاں شد ◉ دین را نصرت بدادہ نور عالم شاہ ہود
دید چوں راجہ کرن آں شاہ را شد معتقد ◉ از دل وجاں شد مسلماں صدر عالم شاہ ہود
سال تاریخش یلوح الشمس گفتہ ہاتفی ◉ شد اقامت در ہمانجا بار عالم شاہ ہود
مہ رجب شہ پانزدہ و یکصد وعشرین عمر ◉ رفتہ زیں دار فنا ابرار عالم شاہ ہود

سال رحلت عشق اللہ مرقدش شد در پٹن ◉ جنت الماویٰ مقامش شد زعالم شاہ ہود

[از تذکرۂ بزرگانِ گجرات]

حضرت سید شاہ عنایت اللہ مجددی بالا پوری قدس سرہٗ

مشکوٰۃ النبوت میں آپ کا شجرۂ جدیہ یوں مرقوم ہے: سید عنایت اللہ بن سید محمد بن سید الہ داد بن سید موسیٰ بن سید ظہیر الدین خجندی سے ہوتا ہوا زید الفتاح بن حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔

آپ مشاہیر علمائے کاملین اور کبرائے مشائخین متصرفین دکن سے ہیں۔ اپنے زمانے میں شیخ الوقت تھے۔ سید ظہیر الدین خجندی توران سے حوادث وتکالیفِ زمانہ کے سبب اپنے فرزند سید موسیٰ کے ہمراہ امن آباد تشریف لائے۔ چندے اقامت کی؛ چنانچہ سید موسیٰ کے ہاں سید الہ داد وہیں پیدا ہوئے۔ پھر سید الہ داد کے فرزند سید محمد نے ہندوستان میں آکر برہان پور میں سکونت اختیار کی۔ سید شاہ عنایت اللہ وہیں تولد ہوئے۔

جب علم ظاہری سے فراغ حاصل کیا، تو آپ کے والد نے شیخ ابومظفر برہان پوری خلیفۂ کامل حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ غرض! چند روز میں اشغال واذکار وریاضاتِ شاقہ سے فیض وافر حاصل کیا اور ان سے خرقہ خلافت فقر کو اخذ کر کے مرشد کے حکم سے خجستہ بنیاد آئے اور مخلوق کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

پھر وہاں سے بالا پور آکر سکونت اختیار کی۔ عالم گیر بادشاہ نے آپ کے لیے جاگیریں عطا کی ہیں۔ روز پنج شنبہ ۲۵ رصفر ۱۱۱۲ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ بالا پور میں

مدفون ہیں۔ تاریخ رحلت از سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ۔

قبلہ اولیا امام ہدیٰ ◉ آفتاب سپہر فضل وکرم
ثانی نقش بند فخر جہاں ◉ بضعہ سید بنی آدم
نام پاکش عنایت اللہ است ◉ ذات پاکش بروں زوصف قلم
جد اعلاے او ز شہر خجند ◉ سوے ہند آمد وفشرد قدم
بعد ازاں در مقام بالا پور ◉ آمد آں مرشد صنوف اُمم
گفت تاریخ رحلتش ہاتف ◉ قطب اقطاب رفت زیں عالم
۱۱۱۲ھ

(مولوی سید محمد معصوم نقش بندی:) اس بزرگ کی اولاد میں حضرت مولوی سید محمد معصوم مرحوم نقش بندی مجددی مشائخین متاخرین دکن میں مستثنیٰ تھے۔ اگرچہ راقم سے ملاقات جسمانی نہ تھی فقط رسل ورسائل کے ذریعہ سے ہمیشہ اتحادِ قلبی ہوجاتا تھا۔ ۱۲۹۹ھ میں اِنتقال فرمایا۔ بالا پور میں مدفون ہیں۔

آپ کے فرزند منتجب الدین عرف منتو میاں - طال اللہ عمرہ - بالا پور میں اپنے بزرگوں کے سجادہ پر زینت بخش ہیں۔ جن کا نسب نامہ یہ ہے: سید منتجب الدین بن مولوی سید محمد معصوم بن سید محمد خلیل اللہ بن سید محمد کلیم اللہ بن سید مجدد الدین بن سید محمد محبّ اللہ بن حضرت سید شاہ عنایت اللہ مجددی بالا پوری قدس اسرارہم۔ [من خزانۂ عامرہ]

حضرت سید عبدالملک ثنیٰ ایلچ پوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید عبدالملک ثنیٰ بن سید حسین بن سید حسن بن سید محمد بن

سید عبدالملک بن سید عبداللہ بن سید قاسم بن سید علی اصغر بن حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ عالم کامل، صاحب شریعت اور غازیِ دین اسلام تھے۔۳۹۲ھ میں شہر غزنی سے حضرت شاہ عبدالرحمٰن غازی عرف شاہ دولہ رحمٰن کے ہمراہ ایلچ پور آئے۔ جب یہاں اہل اسلام نے کافروں پر فتح پائی تو غیاث الدین تغلق کے عہد سلطنت میں عمادی الملک شیر نے ایلچ پور میں مسجد جامع اور عیدگاہ تعمیر کرائی اور مسجد وعیدگاہ کی خدمت امامت آپ کے سپرد ہوئی۔

آپ کی ذات سے اسلام نے ملک برار میں اپنا قدم جمالیا۔شریعت کے احکام خوب جاری ہوئے اور ملک برار کے اکثر اہل ہنود نے آپ کی تلقین وتبلیغ سے اسلام قبول کیا۔سن وفات آپ کا راقم کے ہاتھ نہ آیا۔

اس کتاب کی ترتیب کے وقت آپ کی اولاد حضرت سید امجد حسین صاحب خطیب سلمہ اللہ تعالیٰ ایلچ پور میں حیات ہیں۔ان کی راقم کے والد ماجد سے ملاقات بھی ہے۔ آپ کی ذات ملک برار میں بس غنیمت ہے۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید امجد حسین خطیب بن حافظ سید اشرف بن سید محمد بن سید غلام حسین بن سید عبدالجبار بن سید راجی بن سید محمد نعمت اللہ بن سید میراں بن حافظ سید عبدالجلیل بن سید قمرالدین بن سید عبدالملک ثنی قدس اسرارہم

بیان اَولادحضرت سیدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل بیت سے آپ امام ششم ہیں۔آپ حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں، آپ کی کنیت ابوعبداللہ، لقب صادق اور نام جعفر ہے۔ روزِ دوشنبہ اٹھارہویں ربیع الاول ۸۶ھ مدینہ شریفہ میں تولد ہوئے،اورروز دوشنبہ پندرہویں رجب ۱۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ کے صاحبزادے یہ ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم،حضرت محمد مامون،حضرت اسماعیل اعرج،حضرت شمس الدین اسحٰق،حضرت علی عریضی،حضرت عبداللہ،حضرت یحییٰ المدنی،حضرت محمد دیباج،حضرت عبدالوہاب قدس اسرارہم۔تاریخ رحلت ؎

آں کہ او بود جعفر صادق ◉ لقب اوست ثابت و واثق
فاضل و افضل زماں بودہ ◉ کامل واکمل جہاں بودہ
از رجب ماہ بود پانزدہم ◉ یا زشوال ماہ شانزدہم
آں کہ او بود خسرو دوراں ◉ سال نقلش مہِ جناں برخواں
در بقیع است مرقد آں شاہ ◉ رحمت حق براوست شام وپگاہ

حضرت سید شریف عبدالرحیم القناوی مصر قدس سرہٗ

اَنساب نامہ مطبوعہ مصر میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: سید شریف عبدالرحیم بن سید احمد بن سید حجو ل بن سید احمد بن سید محمد بن سید جعفر بن سید اسماعیل بن سید جعفر زکی بن سید محمد بن سید علی الحادطی بن سید حسین بن سید محمد ماموں بن سیدنا حضرت امام جعفر

صادق رضی اللہ عنہم۔

یہ بزرگ بڑے عالم کامل مشہور ہیں۔ مصر میں رہا کرتے تھے۔ بڑے کشف وکرامات والے اور صاحب تصانیف ہیں۔ صدہا لوگوں نے آپ سے فیوضاتِ ظاہری وباطنی اخذ کیا۔ آپ کے انوارِ فیوضاتِ علوم تمام ملک عرب میں درخشاں ہیں۔

حضرت علی احمد صابر چشتی کلیری قدس سرہٗ

'کنز الانساب' میں آپ کا شجرۂ جد یہ یوں مرقوم ہے: سید علاء الدین علی احمد صابر بن سید علی بن سید احمد حقانی بن سید سمیع الدین بن سید رفیع الدین بن سید محمود ربانی بن سید مرتضیٰ بن سید محمد بن سید حسین بیابانی بن سید احمد بن سید حسن بن سید عمر بن سید اعز الدین بن سید علی بن سید محمد المشہو ر بہ مامون بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

یہ بڑے صاحب کرامات اور جامع شریعت وطریقت بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کے مرید وخلیفہ ہیں۔ فقر میں مدارجِ بلند رکھتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں جلال بہت تھا۔

'صابر' کا خطاب آپ کو پیر روشن ضمیر سے عنایت ہوا تھا اس خدمت پر کہ انھوں نے بارہ برس تک باورچی خانہ کی خدمت انجام دی تھی؛ مگر مرشد کی اجازت کے بغیر خود ایک لقمہ نہ کھایا۔ جب یہ حال پیر پر روشن ہوا تو پیر نے 'صابر' خطاب بخشا۔

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلفاے کاملین سے ہیں۔ آپ کی کشف وکرامات کے حوالے سے کئی کتابیں مرقوم ہیں۔ نیز آپ کے احوال راقم نے بھی تاریخ الاولیاء جلد دوم میں تحریر کیے ہیں۔ تیرہویں ربیع الاول ۶۹۰ھ میں بحالت سماع رحلت فرمائی۔ اور شہر پیراں کلیر میں آپ کا مرقد عالی ہے۔ قطعہ تاریخ رحلت ؎

بمعشوقِ ازل گردید موصول ◉ چوں آں عاشق علاءالدین صابر
بسال ارتحال آں شہِ دیں ◉ بگو صادق علاء الدین صابر

[من خزینۃ الاصفیا]

حضرت سید محمد غوث شطاری گوالیری قدس سرہٗ

'سلسلۃ العرفا' مصنفہ عابد شطاری میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں لکھا ہے: حضرت سید محمد غوث گوالیاری بن سید حظیر الدین بن خواجہ سید عبداللطیف بن سید معین الدین قتال بن خواجہ حظیر الدین نیشاپوری بن خواجہ سید بایزید یاری بن خواجہ فریدالدین عطار بن خواجہ سید واصل بن سید محمد مارق بن سید نجم الدین بن سید نصیر الدین بن سید نوراللہ بن سید ابوبکر خلجی بن سید عبداللہ بن سید اسماعیل بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر کملا وعرفاے ہندوستان سے ہیں۔ آپ حاجی حمید حضور کے مرید وخلیفہ تھے۔ سلسلہ شطاریہ میں بہت ہی عالی مراتب تھے۔ کئی برس قلعہ کالنجر میں ریاضت کشی میں مصروف ہوکر وردِ اسماے الٰہی کرتے رہے۔ بالآخر اذکار واشغال کی برکت سے آپ کو متاعِ دنیوی بہت حاصل ہوئی۔ آپ کے جاہ وحشمت کی شہرت پورے ہندوستان میں ہوگئی۔ شیر خان آپ کا بڑا معتقد تھا۔

آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل اور عالم عامل تھے۔ ۹۴۰ھ میں علَم ارشاد وہدایت بلند کیا۔ شیر خان کی والدہ نے – جو آپ کی مریدہ تھیں – آپ سے اپنے حق میں بیٹے کی دعا چاہی تو آپ کی دعا کی برکت سے شیر خان ہمایوں پر غالب آیا۔ شیر خان کا شیر شاہ ہوا اور آخر عہد میں کسی سبب سے آپ کے اور شیر شاہ کے مابین کچھ رنجیدگی آئی تو آپ جلاوطن ہوکر ملک گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔

مشہور ہے کہ اثنائے راہ شاہی فوج آپ سے متعرض ہوئی۔قریب تھا کہ وہ آپ کو زحمت اور تکلیف پہنچائیں؛ مگر آپ آگے چل نکلے، اور گجرات احمد آباد میں آ کر صدہا کو فیض باطنی پہنچایا۔

جب اکبر بادشاہ ہندوستان پر قابض ہوا تو آپ گجرات سے گوالیار کی جانب آئے۔بادشاہ ۹۴۵ھ میں آپ کا مرید ہوا۔جواہر خمسہ، معراج نامہ وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔۱۴ر رمضان ۹۷۰ھ میں رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔گوالیار میں آپ کا مزار ہے۔تاریخ رحلت ۔

سید اولیا محمد غوث ◉ سند الاتقیا محمد غوث
آں کہ ازحق خطاب اوشدغوث ◉ قطب دنیا ودیں محمد غوث
اہل شطار را ازو رونق ◉ تا قیامت بلطف حضرت حق
کرد او را بلطف سبحانی ◉ تربیت روح غوث جیلانی
مرشد معینش بصد امداد ◉ ہست روح شہنشہ بغداد
رہنما شد بالتفاتِ کمال ◉ جانب دعوتِ جلال وجمال
مرشد چار دہ سلاسل اوست ◉ بہمہ راہ شیخ کامل اوست
اختر برج چرخ لم یزلی است ◉ گوہر درج قلزم ازلی است
جد عالی او بہ نیشا پور ◉ نعمت وفیض داد رونق ونور
عمدۂ آل مرتضٰی وبتول ◉ بود در دہر ذاتِ او مقبول
از مہ صوم بود چار دہم ◉ کہ گزشت از زمانہ غوثِ اُمم
سال نقلش بتعمیہ رضواں ◉ غوث بے لوث زد رقم برخواں
مرقدش در گوالیار آمد ◉ در دوعالم خداش یار آمد
ذاتِ او بود محو ذات خدا ◉ قدس اللہ سرہ اَبدا

طریقہ شطاریہ کے بڑے بڑے اولیاء اللہ برہان پور ملک خاندیس، بیجاپور، احمد آباد ملک گجرات میں مشہور ومعروف ہیں۔ [ملفوظِ بزرگانِ شطاریہ]

(سید فریدالدین شطاری:) اس بزرگ کی اولاد میں چند حضرات گوالیر اور بھوپال میں سکونت رکھتے ہیں۔ سید فریدالدین نامی ایک بزرگ بڑے صوفی اور صاحب کمال تھے۔ ۱۷ محرم ۱۲۸۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ بھوپال میں مدفون ہیں۔ قطعہ تاریخ ؎

مجمع فضل وکمالات فرید دوراں ◉ ہادی اہل دلاں سید وطفور زماں
واقف نکتہ سر بستہ جفر جامع ◉ عالم وعامل اسرار حدیث وقرآں
معدن خلق اتم شاہ فریدالدین است ◉ زیب سجادہ تقویٰ شہ اہل عرفاں
در محرم پس عاشورہ بروزِ ہفتم ◉ از جہاں کرد سفر سوے خیابانِ جناں
فکر تاریخ رحیلش بدلم کرد حلول ◉ مددے خواستم از رب معین ویزداں
ہاتف غیب ندا داد بعباس حزیں ◉ رحمت داور دا دار برو باؤ بخواں

آپ کا نسب نامہ سید محمد غوث گوالیری وک اس طرح پہنچتا ہے: سید فریدالدین بن سید غفورالدین بن سید حمیدالدین بن سید وجیہ الدین بن سید غلام علی اسداللہ بن سید جمال الدین بن سید دوست محمد بن سید محمد بن سید وجیہ الدین بن سید عبداللہ بن سید محمد غوث گوالیری قدس اللہ اسرارہم

اب ان کے فرزند سید سراج الحسن صاحب سلمہ بھوپال میں تشریف رکھتے ہیں۔ [منقول از نورِ چشم]

حضرت سخی سرور سلطان کہرسی کوٹ قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ کتاب ’تشریف الشرفا‘ میں یہ مرقوم ہے: سید احمد مشہور بہ سخی سرور

سلطان بن سید زین العابدین بن سید عمر بن سید عبداللطیف بن سید بہاؤ الدین بن سید غیاث الدین بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید عیسیٰ بن سید صالح بن سید عبدالغنی بن سید جلیل بن سید خیرالدین بن سید ضیاء الدین بن سید داؤد بن سید عبدالجلیل رومی بن سید اسماعیل بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ قدمائے مشائخین خطہ ملتان سے ہیں۔ آپ کے والد عرب سے کسی تفرقہ کے سبب ہندوستان آئے اور مقام کہرسی کوٹ علاقہ ملتان میں مقیم ہوئے۔ سخی سرور سلطان وہیں تولد ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد آپ کا شہرہ ہوا اور لوگ (جوق در جوق) خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

آپ کے خالہ زاد بھائی -جن کے ساتھ آپ نصف گاؤں کے مالک تھے- حسد کی آگ میں جلنے لگے اور طرح طرح کی ایذا کے درپے ہوئے۔ اس لیے حضرت نے وہاں سے ہجرت کی اور بغداد جا کر حضرت سیدنا غوث الاعظم اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وغیرہ کئی بزرگوں سے فیض باطنی اخذ کیا اور پھر وہاں سے پنجاب میں تشریف لائے اور مقام دھونکل میں چند روز رہ کر پھر کہرسی کوٹ کی جانب آ کر سکونت اختیار کی۔ اب خالہ زاد بھائیوں کو ان کی بزرگی دیکھ کر حسد اور زیادہ بڑھ گیا۔ چنانچہ حضرت کو مع لواحقین ۵۶۷ھ میں شہید کر دیا۔ آپ کا مزار کہرسی کوٹ میں مشہور ہے۔ تاریخ وفات ؎

سید و سرور سخی احمد ◉ بود در ملک سرور والی
رفت چوں از جہاں بخلد بریں ◉ شد زمیں از وجود او خالی
سال تاریخ وصل اں سرور ◉ گفت سرور کہ سرورِ عالی

[من خزینۃ الاصفیاء]

حضرت سید احمد اکبر آبادی قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جد یہ کتاب 'مخبر الواصلین' میں یہ مرقوم ہے: سید احمد بن سید حسن بن سید قطب الدین بن سید عبداللہ بن سید میر محمود ترمذی بن سید حامد بن سید محمد بن سید میر احمد بن سید عصام الدین بن سید حسام الدین بن سید فقیہ الدین بن سید وجیہ الدین بن سید بو علی بن سید محسن بن میر حسن بن سید حسین بن سید میر ابوالحسن بن سید ابوالخیر بن سید محی الدین بن سید جعفر بن سید ابراہیم بن سید علی بن سید محمد بن سید محمد اسماعیل بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ بڑے عالم کامل اور صاحب ولایت تھے۔ آپ کے جد ترمذی ہیں اور آپ کا مولد سیالکوٹ اور مسکن اکبر آباد ہے۔ آپ آفتاب سپہر معرفت، صاحب زہد وتقویٰ اور عارف باللہ تھے۔ آپ کی ذات سے ہزارہا آدمیوں نے فیض ظاہری و باطنی پایا۔ ۲۵/ ذی الحجہ ۱۰۶۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور اکبر آباد میں مدفون ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

بشنو از من ثنائے عمدۂ دیں ◉ کہ مثالش نہ در زمان وزمیں
سروِ بستان احمد مختار ◉ گل گلزار حیدر کرار
دل پرنور او بعلم وکمال ◉ دست پر فیض او بہ برونوال
بست وپنجم ز ماہ ذی حجہ بود ◉ کہ بیوم الخمیس نقل نمود
شد رقم سال نقل آں سید ◉ آب ورونق بخلد از احمد
مرقد او باکبرآباد است ◉ درجناں روحش اس خداشاد ست

[من مخبر الواصلین]

حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ کنز الانساب میں یہ تحریر ہے: سید سلطان اشرف جہاں گیر بن سید شاہ ابراہیم بن سید عماد الدین نور بخش بن سید ظہیر الدین بن سید تاج الدین بن سید علی بن سید محمد بن سید کمال الدین بن سید مبارز الدین بن سید جمال الدین بن سید عبداللہ بن سید حسین بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید علی اکبر بن سید موسیٰ بن سید اسماعیل بن سید ابوالحسن محمد بن سید اسماعیل اعرج بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر ساداتِ کرام اور اولیاے عظام سے ہیں۔ آپ کے والد سلطان ابراہیم سمنان کے بادشاہ تھے۔ کہتے ہیں کہ ولی مادرزاد میر سید اشرف نے ہفت سال میں قرآن کو حفظ کیا اور چودہ برس کی عمر میں جمیع علوم ظاہری کو سیکھ لیا۔ جب والد نے وفات پائی تو ارکانِ دولت وسلطنت نے سمنان کے تخت سلطنت پر آپ کو بٹھانا چاہا لیکن آپ دنیوی حشمت سے متنفر تھے۔

ایک بار حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی، باشارۂ خضر علیہ السلام آپ نے تخت سلطنت کو چھوڑ دیا اور ہند کی جانب روانہ ہوئے۔ اور تخت سلطنت پر اپنے بھائی سید محمود کو بٹھا دیا۔

آپ حضرت علاء الدین بنگالی کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ جنھوں نے آپ کو صاحب ولایت جونپور پر مامور کر دیا۔ آپ کے قدوم سے اس دیار میں اسلام نے خوب رونق پائی۔ چنانچہ بابا کمال جوگی وغیرہ نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اکثر بزرگانِ وقت حضرت شاہ بدیع الدین مدار، شیخ عبدالرزاق کاشی اور خواجہ بہاء الدین نقش بند وغیرہ سے ملاقات کی اور ان سے فیض باطنیہ حاصل کیا۔ نیز میر سید علی ہمدانی کے ہمراہ دنیا کی سیر کی اور سید محمد حسینی گیسودراز سے دکن جا کر فیض حاصل کیا۔

چنانچہ ملفوظ میں تحریر ہے کہ چار سو اولیاے کامل سے آپ نے فیض اخذ کیا، اور بنارس میں آ کر ایک بت سنگین کو زندہ کر دیا۔ اس کرامت کو دیکھ کر ہزارہا ہنود نے اسلام قبول کیا۔ ۲۸ رمحرم ۸۰۸ھ میں سلطان ابراہیم کے زمانِ سلطنت میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار روح آباد عرف کچھوچھہ میں ہے۔

اس بزرگ کی اولاد (۱) میں ملک دکن میں قاضی میر احمد علی صاحب مالیگاؤں ضلع ناسک میں سکونت رکھتے ہیں۔ جن کا نسب نامہ یہ ہے: قاضی میر احمد علی بن میر یوسف بن میر حیدر بن میر یوسف بن سید یعقوب بن سید غلام حسین بن سید ارزانی خلد مکانی بن سید یوسف بن سید ولی بن سید محمود بن سید عبدالکریم بن سید پیارے بن سید درویش بن سید ارزانی بن سید مخدوم بن سید اسد الدین بن سید مخدوم بن سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس اللہ اسرارہم۔ سنا گیا ہے کہ دھندوقہ ملک گجرات اور قصبہ نظام آباد سرکار جون پور میں بھی اس بزرگ کی اولاد موجود ہے۔

حضرت سید عثمان لعل شاہباز قلندر سیوہانی قدس سرہٗ

کتاب سلسلۃ السادات میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: لعل شاہباز قلندر بن سید عثمان سیوہانی بن سید حسن کبیر الدین بن سید شمس الدین بن سید صلاح الدین بن سید شاہ بن سید خالد بن سید محبّ بن سید مشتاق بن سید نور الدین بن سید اسماعیل بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ صاحب کمالاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ کرامات وخوارق عادات آپ سے بے اختیار سرزد ہوتی تھیں۔ آپ کی اصل ملک سندھ سے ہے۔ آپ کبراے ساداتِ کرام

(۱) تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اِتفاق ہے کہ حضرت مخدوم سمنانی نے روحانی اَولادیں خلفا ومسترشدین کی شکل میں تو بہت چھوڑیں؛ مگر آپ کی کوئی جسمانی یادگار نہیں تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے شادی ہی نہیں فرمائی؛ اس لیے یہاں آپ کی حقیقی اولاد کا تذکرہ مع شجرۂ نسب بڑا عجیب تر معلوم ہو رہا ہے!۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: مرآۃ الاسرار: ۱۱۷۶، اور تذکرۂ اَولیاے برصغیر وغیرہ) -چریا کوٹی-

سے ہیں۔ آپ کا نام سید عثمان اور حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ جذب ومستی آپ کے مزاج پر غالب تھی۔

اکثر اوقات مستی کی حالت میں دو دو مہینے جنگل میں پھرتے تھے۔ آپ کے پیر نے آپ کو 'شاہباز' کا لقب عنایت کیا۔ اور طریقہ ملامتیہ سے وابستگی کے باعث آپ کے قلندر کے نام سے مخاطب ہوئے۔ ہزارہا مخلوق آپ کی ذات سے فیض یاب ہوئی۔

حضرت شیخ جمال مجرد سے بھی آپ کو نعمت باطنی ملی ہے۔ تاریخ الاولیاء جلد دوم میں آپ کے احوال بالتفصیل مندرج ہیں۔ ۲۰ رشعبان ۷۲۴ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار سیوہان ملک سندھ میں ہے۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

شاہ بازِ نشیمن لاہوت ◉ شاہ اورنگ خطہ ملکوت
اہل دل عارف معارفِ حق ◉ صاحب وجد و تارکِ مطلق
شاہ عثمان شاہباز لقب ◉ اشرف الذات ہم شریف نسب
بحر عرفان کنو دانائی ◉ مہر ایقاں چراغِ بینائی
مست خم خانۂ محبت شوق ◉ بلبل گلستانِ عالم ذوق
صاحب حال وکامل ابدال ◉ محرم خلوتِ حریم وصال
در سنہ ہفصد وبست وچہار ◉ بست شعبان بود فصل بہار
چند از روضہ از بسیوستاں ◉ عطر افزا چو روضۂ رضواں
فیض افزاے گنبد پرنور ◉ چوں جہانے ز چشمہ کافور
خاک آں آستاں قبلہ نشاں ◉ سرمہ بینش عیونِ شہاں

[ریاض الاولیاء]

حضرت شاہ کریم اللہ حسینی مکی قدس سرہٗ

کتاب 'تذکرۃ المشائخ' میں آپ کا سلسلہ جد یہ یوں مرقوم ہے: شاہ کریم اللہ حسینی مکی بن سید عبدالسلام بن سید محمد بن سید نور محمد بن سید امان اللہ بن سید عبدالکبیر بن سید حسین بن سید حمزہ بن سید ابی بکر بن سید اہدل بن سید عبدالملک بن سید سلیمان بن سید موسیٰ بن سید عبدالجلیل بن سید عبدالرحمٰن بن سید عبداللہ بن سید محمد بن اسماعیل بن سیدنا امام جعفر صادق قدس اسرارہم

آپ کبرائے مشائخین کاملین سے ہیں۔ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے ارشادِ خلائق کی غرض سے دکن کی طرف تشریف لائے۔ امتیاز گڑھ عرف ادھونی میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہانِ وقت سے آپ کے اخراجات خانقاہ کے لیے جاگیر انعام عطا ہوئی۔ چنانچہ آج تک آپ کی اولاد میں جاری ہے، اور وہ اسی گاؤں میں سکونت پذیر ہے۔ آپ کا سن وفات معلوم نہیں ہوسکا۔ [من تذکرۂ اولیاے دکن]

(**حضرت سید شاہ ابوالحسن:**) آپ کا نسب لوحِ محفوظ شرح حزب البحر مطبوعہ میں یہ تحریر ہے: سید شاہ ابوالحسن بن سید بہادر علی بن سید محمد واصل بن سید نعمت اللہ بن سید عبداللہ بن قاضی احمد بن قاضی مبارک بن قاضی محمود بن قاضی عیسیٰ بن قاضی سید حسین بن قاضی ابوالحسن بن سید فیض اللہ بن سید داؤد بن سید محمد باقر بن سید جعفر بن سید جنید بن سید مبارک بن سید محمود بن سید احمد بن سید اسماعیل بن سید محمد بن جلال الدین بن سید جمال الدین بن سید بہاء الدین بن سید رکن الدین بن سید بدرالدین بن سید نورالدین بن سید قمرالدین بن سید رکن الدین بن سید حسن بن سید درویش بن سید محمد بن سید جنید بن سید بدرالدین بن سید شمس الدین بن سید حسین بن سید مبارک بن سید نصیرالدین بن سید محمد بن سید کمال الدین

بن سید ابوالفرح بن سید احمد بن سید ظہیر الدین بن محمد یوسف بن سیف الدین بن سید حسین بن جعفر علی بن ماموں دیباج بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر ساداتِ عظام سے ہیں۔ موضع حاجی چک ضلع گیا میں رہتے تھے۔ آپ کا مزار وہیں ہے۔ آپ کے فرزند مولوی محمد محفوظ الحق عظیم آبادی سلمہ وہیں سکونت رکھتے ہیں اور اپنے بزرگوں کے طریقے میں رنگے ہوئے ہیں۔

حضرت سید محمد عیدروس سورت قدس سرہٗ

کتاب 'سیر الاولیاء' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: حضرت سید محمد عیدروس بن سید عبداللہ بن سید شیخ بن سید عبداللہ بن سید شیخ بن سید عبداللہ عیدروس -قبر در حضر موت- بن سید ابوبکر سکران بن سید عبدالرحمٰن سقاف بن سید محمد بن سید علی بن سید علوی بن سید محمد فقیہ المقدم بن سید علی بن سید محمد بن سید علی بن سید علوی بن سید محمد بن سید علوی بن سید عبداللہ بن سید احمد مہاجر بن سید عیسیٰ بن سید محمد نقیب الاشراف بن حضرت علی العریضی بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ بڑے بزرگ اور عالم ربانی تھے۔ آپ کا خطاب 'شمس الشموس' ہے۔ آپ کے والد سید الکبیر الشریف شیخ عبداللہ عیدروس، امام العصر شہاب الدین احمد بن محمد سہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے ان سے فیوضاتِ ظاہری و باطنی اخذ کیے۔ چنانچہ کتاب 'المشرع المروی فی مناقب آل باعلوی' میں آپ کا حال مفصل مندرج ہے۔

۹۵۸ھ میں بلادِ گجرات میں تشریف لائے۔ سلطان محمود بادشاہ والی گجرات آپ کا معتقد ہوا۔ ازاں بعد ۹۶۶ میں بھڑوچ کے راستے سے شہر سورت تشریف لائے۔ اس وقت تمام ہندوستان کے مسلمان حج پر جانے کے لیے فقط بندر مبارک سورت میں آتے

اور یہاں سے جہاز پر سوار ہوکر عربستان کو جاتے تھے؛ مگر دریا کا طوفان، راہ پرخطر نیز اہل فرنگ، قوم فرانس و پرتگیز وانگلش کے باہم محاربات شر وفساد جاری تھے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ سورت میں رہیں اور توجہ باطنی سے اہل جہاز وحجاج کی سلامتی کے لیے اِمداد کریں۔ نیز قطب الزماں سید محمد العیدروس صاحب العدن بھی اسی کام پر مامور ہوئے تھے بلکہ اب تک اہل جہازات آپ کے خرقِ عادات معلوم ومحسوس کرتے ہیں اور طوفان کے وقت آپ کی امداد سے سلامتی ونجات پاتے ہیں۔

آپ کے چار فرزند تھے، اور چاروں ہی عالم فاضل اور ولی کامل ہوئے ہیں اور ہر ایک کو ایک خاص لقب عنایت ہوا ہے: سید عبداللہ العیدروس محی النفوس، سید احمد مجلی کل بوس، سید مصطفیٰ تریاق المجرب، اور سید محمد شمس الشموس۔ یہ سورت میں آسودہ ہیں۔ عقد العروس فی مناقب عیدروس میں آپ کے خاندان کے حالات مفصل تحریر ہیں۔

آپ کے خاندان سے اکثر علما وفضلا سورت وبیجا پور اور احمد آباد گجرات میں بادشاہوں کے زمانے میں تھے اور ان کے مزارات انھیں شہروں میں مشہور وموجود ہیں بلکہ بادشاہوں کی جانب سے انھیں عطایاے سلطانی مقرر ہیں۔ غرض! سید محمد شمس الشموس نے ۱۲؍ربیع الاول ۱۰۲۵ھ میں رحلت فرمائی۔ اور سورت میں مدفون ہیں۔

(سید شاہ ابوالحسن قادری بیجاپوری:) اس خاندان میں حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری بیجاپوری پیرزادہ بمبئی میں سکونت رکھتے تھے جو ۱۸؍رجب ۱۲۸۰ھ میں رحلت فرما ہوئے۔ اور بمبئی میں دریا کے کنارے جدید سونا پور میں مدفون ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے:

سید شاہ ابوالحسن باشیبان بن سید احمد باشیبان بن سید عبدالقادر بن سید عبدالوہاب

بن سید عبدالرزاق بن سید عبدالرحمٰن بن سید عمر باشیبان - مدفن بلگاؤں - بن سید عبداللہ بن سید عمر بن سید محمد بن سید احمد بن سید ابوبکر بن سید اسداللہ بن سید محمد بن سید حسن بن سید علی فقیہ بن سید محمد ملقب بالفقیہ المقدم بن سید علی بن سید محمد مرباط بن سید علی بن سید عبداللہ بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید عیسیٰ بن سید محمد بن سید علی العریضی بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

حضرت سید یعقوب حسینی چشتی احمد آباد قدس سرہٗ

ملفوظِ قادریہ اہل گجرات میں آپ کا سلسلہ جدیہ یہ تحریر ہے: حضرت سید یعقوب بن سید محمود عرف اخوند میر بن سید بڑھ بن سید یعقوب چشتی نہروالی بن سید محمد محمود بن سید کبیر عرف سید شادی بن سید محمد بن سید علی بن سید محمد بن سید احمد بن سید علی بن سید محمد صاحب المرباط بن سید علی بن سید علوی بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید عیسیٰ بن سید محمد بن سید علی العریضی بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر کبرائے مشائخین چشتیہ گجرات سے ہیں۔ عالم فاضل، ولی کامل اور جامع تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ مشائخین ہم عصر میں سے اولوالعزم اور اکثر بزرگان کبار مثلاً حضرت شاہ کبیرالدین قادری احمد آبادی و حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی سے نعمت باطنیہ کو اخذ کیا۔

اپنے والد خوند میر سے سلسلہ چشتیہ کی خلافت حاصل کی۔ اور مسند ارشاد و ہدایت کو خوب زیب و زینت بخشا۔ آپ کی وفات ۹۲۷ھ میں واقع ہوئی۔ احمد آباد میں مدفون ہیں۔ 'شیخ ابدی' آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔ تاریخ رحلت ؎

زبدۂ اولیاے اہل قلوب ◉ نام مشہور سید یعقوب
فیض بردہ ز خاندانِ چشت ◉ یافتہ جاے در مکان بہشت

بود بے شبہہ آں ولی کامل ◉ صاحب زہد عالم وفاضل
نہصد و بست وہفت رحلت کرد ◉ رفت ومنزل بسوے جنت کرد
مرقد او باحمد آباد است ◉ دل مردم ز فیض او شاد است

حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ

تذکرۃ المشائخ میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید علوی بروم بن سید عبداللہ بروم بن سید احمد بروم بن سید حسن بروم بن سید محمد بروم بن سید احمد بروم بن سید حسن بروم -الذی ھوالملقب بروم ودفن الی بعض بلاد حضرموت یسمی بروم- بن سید محمد بن سید علوی بن سید عبداللہ بن سید علی بن سید عبداللہ باعلوی بن سید علوی بن سید محمد المشہتر بفقیہ المقدم بن سید علی بن شیخ الکبیر سید محمد المشہور بصاحب المرباط بن سید علی المشہور بآل علوی بن سید عبداللہ بن سید احمد المہاجر الی اللہ بن سید عیسیٰ بن سید محمد بن سید علی العریضی بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ کملائے مشائخین بیجاپور سے ہیں۔ بڑے عامل اور عالم کامل تھے۔آپ والد ماجد کے ساتھ تریم سے سلطنت عادل شاہیہ میں بیجاپور تشریف لاکر سکونت پذیر ہوئے اور چند سال کے بعد سید عبداللہ روم نے پندرہ شعبان ۱۰۱۵ھ کو انتقال فرمایا اور بیجاپور میں آسودہ ہیں۔

غرض! سید علوی بروم نے اپنے والد کی وفات کے بعد مسند مشیخت کو زینت دی اور ہزارہا لوگ آپ کی خدمت بابرکت سے مستفیض ہوئے۔ ۱۰۴۵ھ میں رحلت فرمائی اور بیجاپور میں مدفون ہیں۔

حضرت سید احمد نظیر تریمی قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: سید احمد نظیر تریمی بن سید علی بن سید محمد- وھو صاحب نظیر- بن سید عبداللہ بن سید عمر السہنجیہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید احمد بن سید علوی بن سید احمد بن سید عبدالرحمٰن بن سید علوی بن سید محمد المرباط بن سید علی- وھو المشھو رعند آل حضر موت بخالع قسم- قدس اسرارہم

آپ اکابر سادات ومشائخ کاملین دکن سے ہیں۔ عالم کامل اور صاحب زہد وتقویٰ تھے۔ محمد عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں حضر موت سے بیجاپور آئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ ہزارہا طلبہ آپ کے مدرسے سے فیض یاب ہوئے۔ ۱۰۵۹ھ میں رحلت فرمائی اور بیجاپور میں بیرونِ حصار مدفون ہیں۔

حضرت سید زین مقبل قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ یہ مرقوم ہے: سید زین مقبل بن سید عبداللہ باعلوی بن سید احمد بن سید عبدالرحمٰن بن سید احمد بن سید علوی الاعیان بن سید عبداللہ بن سید علوی بن سید محمد المشھو ر بمولی الدولہ بن سید علی بن سید علوی بن سید محمد المخاطب بالفقیہ المقدم قدس اسرارہم

آپ زمرۂ ساداتِ عرب اور مشاہیر روزگار دکن سے ہیں۔ صاحب دعوات عالی درجات تھے۔ آپ حضر موت تریم سے سلطان محمد عادل شاہ کے زمانے میں بیجاپور آئے اور اپنے قدوم سے ملک دکن کو فیض بخشا۔ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۰۵۷ھ کو رحلت فرمائی اور بیجاپور میں مدفون ہیں۔ [من روضۃ الاولیاء]

حضرت سید ابو بکر بالفقیہ قدس سرہٗ

تذکرۃ المشائخ میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید ابوبکر بافقیہ بن سید حسین بن سید عبدالرحمٰن بن سید فقیہ محمد ثانی بن سید عبدالرحمٰن اسقع بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید علوی بن سید محمد بن سید فقیہ الاحمد بن سید فقیہ المقدم العارف باللہ محمد - وھو یتصل نسباً بوسیلۃ الاسماء المسلسلۃ المذکورۃ الاولیٰ الی حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آپ مشاہیر علمائے کبار اور سادات عالی وقار سے ہیں۔ سلطنت عادل شاہیہ کے زمانے میں آپ بیجاپور تشریف لائے اور سکونت اختیار کی۔ علومِ ظاہری و باطنی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ہزار ہا لوگ آپ سے فیض یافتہ ہیں۔ ۲۲ شعبان سن نامعلوم، محلّہ دریہ متصل آثار محل بیجاپور میں آسودہ ہیں۔ [من روضۃ الاولیاء]

کہتے ہیں کہ عادل شاہیہ کے زمانے میں اکثر خاندان بزرگان سادات عرب حضر موت باعلوی، آل حامد، آل خلیفہ، آل باشیبان، آل نظیر، آل سہل، آل سقاف، آل ملقب بالفقیہ وغیرہ بیجاپور میں آکر مقیم ہوئے، جن کی اولاد آج تک وہاں سکونت رکھتی ہے۔ [من روضۃ الاولیاء]

حضرت سید جعفر سقاف قدس سرہٗ

کتاب روضۃ الاولیاء میں آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: حضرت سید جعفر سقاف بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید حسین الہش بن سید علی مکی بن سید حسین بن سید عبدالرحمٰن سقاف بن سید محمد مولی الدول بن سید علی بن سید محمد المرباط بن سید علی - المشہور عند آل حضر موت بخالع قسم - بن سید علوی بن سید محمد بن سید علوی - الشہیر اولادہ بآل

علوی - بن سید عبداللہ بن سید احمد المہاجر الی اللہ بن سید عیسیٰ بن سید محمد بن سید علی العریضی بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

آپ اکابر سادات عرب ومشاہیر بزرگواران بیجاپور سے ہیں۔ صاحب شریعت وطریقت اور صلاح وتقویٰ تھے۔ تصرفات وخوارق عادات از حد آپ سے ظاہر ہوئے۔ سلطان محمد عادل شاہ کے عہد سلطنت میں بلدۂ حضرموت سے بیجاپور تشریف لائے اور شہر بیجاپور میں بڑا اعزاز واکرام پایا کہ اس وقت وہ مرجع علما وفضلا بنا ہوا تھا۔ نیز صدہا لوگوں نے آپ کے قدوم سے فیض حاصل کیا۔ بیسویں ذی قعدہ ۱۰۸۶ھ میں وفات پائی اور نو باغ بیجاپور میں آسودہ ہیں۔

حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی بن میر عبدالرحیم بن میر یٰسین بن شاہ عالم بن شاہ طٰہ بن میر داؤد بن سید عبدالرحیم بن سید میر داؤد بن میر غفور بن سید نظام الدین بن سید مرتضیٰ بن میر داؤد بن سید حسن بن سید حسین بن سید مبارک بن سید حمزہ بن میر ابوالقاسم بن شاہ کلال بن سید شاہ مبارز بن سید میر داؤد بن سید شاہ نجم الدین بن سید محمد باقر بن سید شاہ حمزہ بن سید عبدالوہاب بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ بڑے صاحب کمال عالم وفاضل اور صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ آپ کے صدہا مریدین ہندوستان کی سرزمین پر فیض یافتہ ہیں۔ آپ کے حالات بڑی شرح وبسط کے ساتھ 'ملفوظِ رزاقیہ' میں مرقوم ہیں۔ آپ کی وفات چارشنبہ ۵؍شوال ۱۱۳۶ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار بانسہ میں مشہور ومعروف ہے۔

حضرت سید محمد مدنی منچر قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مسطور ہے: سید محمد مدنی بن سید ابو طالب بن سید قاسم بن سید حسین بن سید اسحٰق بن سید جعفر مدنی بن سید مرتضٰی بن سید نور اللہ بن سید جمال اللہ بن سید عبداللہ بن سید حسام الدین بن سید حسین بن سید صفی بن سید عباس بن سید احمد بن سید باقر بن سید نصیر الدین بن سید شمس الدین اسحٰق بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہ بزرگ ساداتِ عظام سے ہیں۔ بڑے عالم علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ مدینہ طیبہ سے ہندوستان کی جانب آئے اور منچر میں سکونت اختیار کی۔ حاکم وقت آپ کی بزرگی کا معترف ہوا اور آپ کے اخراجات کے لیے انعام و وظائف مقرر کیے۔ ۱۰۱۵ھ آپ نے رحلت فرمائی اور منچر میں آسودہ ہیں۔

اس بزرگ کی اولاد میں قاضی میر سجن علی صاحب مرحوم ناسک میں سکونت رکھتے ہیں۔ ۱۳۰۹ھ میں انتقال فرمایا۔ اور ناسک ہی میں مدفون ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے: قاضی میر سجن علی صاحب بن میر احمد علی بن سید حسین بن سید صادق بن سید جعفر بن سید حسین بن سید قاسم بن سید محمد مدنی قدس اسرارہم

اس خاندان کے دوسرے حضرات احمد نگر، منچر اور بمبئی وغیرہ میں سکونت رکھتے ہیں۔

بیان اَولاد حضرت سیدنا اِمام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل بیت میں سے آپ امام ہفتم ہیں۔ آپ کی کنیت ابوابراہیم وابوالحسن اور لقب کاظم ہے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ روزِ یکشنبہ ۱۲۸ھ مقام ابوامیان مابین مکہ ومدینہ تولد ہوئے۔ اور روز دوشنبہ ۲۵؍رجب ۱۸۳ھ کو چون سال کی عمر میں ہارون رشید کے قیدوبند کے باعث رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔اور مدینۃ السلام مقابرہ خویش بغداد میں مدفون ہیں۔

آپ کے صاحب زادے یہ ہیں: حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا، حضرت ادریس، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت سید ہارون، حضرت سید حسن، حضرت سید عبداللہ، حضرت سید عبیداللہ، حضرت سید یونس، حضرت علی ثانی، حضرت سید یحییٰ، حضرت سید جعفر، حضرت سید زید، حضرت سید اسحٰق، حضرت سید حسن خاطب، حضرت سید حمزہ، حضرت سید موسیٰ۔ تاریخ رحلت ؎

آں کہ موسیٰ کاظمش نام است ◉ قدوۂ روزگار ایام است
ذات او را کلیم ثانی داں ◉ در شرف بہ چو عقل اول خواں
روزِ جمعہ امام نقل نمود ◉ از رجب ما بست وپنجم بود
ملک العرش وحور خلد بریں ◉ سال نقلش بگفت عمدۂ دیں
مرقد آں امام در بغداد ◉ ہست بے شبہہ اے بلند نژاد

حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ

حضرت شاہ ضیاء اللہ لاہوری نے اپنے جمع کردہ نسب نامہ کلاں مطبوعہ لاہور میں آپ کا نسب نامہ یہ لکھا ہے: حضرت خواجہ معین الدین چشتی بن خواجہ غیاث الدین حسن سجزی بن خواجہ کمال الدین طاہر بن خواجہ عبدالعزیز مظہر بن خواجہ سید ابراہیم بن خواجہ سید الیاس بن سید ادریس بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر عظمائے اولیا وکبرائے مشائخین چشتیہ سے ہیں۔ امام شریعت وطریقت، پیشوائے معرفت وحقیقت اور صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ کرامات وریاضت وولایت میں بڑے معروف، شان عظیم اور درجہ عالی رکھتے تھے۔

خرقہ فقر و ارادت کو حضرت سلطان الکاملین خواجہ عثمان ہارونی سے حاصل کیا۔ ہندوستان کے مشائخین میں آپ کی ذات قاسم ولایت اور امام الطریق ہے۔ آپ کے قدوم کی برکت سے ہندوستان میں آفتابِ اسلام چمکا اور اسی سبب آپ کو ہندالولی، اور عطائے رسول خطاب ملا۔

آپ کے والد سید غیاث الدین صاحب عراق میں آسودہ ہیں۔ آپ کا مولد شریف بلدۂ اصفہان ہے، خراسان میں نشو ونما پائی۔ سمرقند میں علم ظاہری کو بزرگانِ وقت سے حاصل کیا۔ تحصیل علوم کے بعد قصبہ ہارون کی جانب آئے اور حضرت عثمان ہارونی کی خدمت میں خرقہ خلافت فقر کو حاصل کیا۔

قصبہ سنجان میں حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ سے فیض کبرویہ اخذ کیا اور حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی سے بغداد میں آکر فیض قادریہ اخذ کرکے اور اکثر بزرگانِ عصر سے فیض حاصل کرتے ہوئے ہندوستان آئے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ملک

ہند پر مامور ہوئے۔

آپ کا فیض ظاہری و باطنی آج تک ملک ہند میں کثرت سے جاری ہے۔ آپ کے سلسلے میں بڑے بڑے اولیا صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی ہوئے، جن کے جابجا فیوضات جاری ہیں۔ تمام ہندودکن و گجرات میں دین اسلام نے آپ کے سلسلے کے بزرگوں سے بڑی رونق پائی۔

چنانچہ راقم نے اکثر بزرگانِ چشتیہ کا حال جو دکن و گجرات میں مشہور ہیں مفصلاً تاریخ الاولیاء جلد دوم وسوم میں تحریر کر دیا ہے۔ روز دوشنبہ چھٹی رجب ۶۳۳ھ سلطان شمس الدین التمش کے زمانِ سلطنت میں آپ رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے۔ آپ کا روضہ دار الخیر اجمیر میں زیارت گاہِ عالمیاں ہے۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

فیض بخش جہاں بعلم ویقیں ◉ خواجہ حق نما معین الدیں
رونق خاندانِ چشت ازوست ◉ زینت روضۂ بہشت ازوست
سنجری چشتی است آں فیاض ◉ ہادی ومہدی است آں مرتاض
آفتابِ ممالک ہند است ◉ نورِ شمع سالک ہند است
جمعہ وششم رجب بودہ ◉ کز جہاں خواجہ نقل فرمودہ
نود و ہفت سال عمرش بود ◉ کاں زماں نقل از جہاں فرمود
سال نقلش بعزت وتمکیں ◉ کز سراجِ جہاں معین الدیں
روضۂ پاک اوست در اجمیر ◉ زائرش جن و انس اژدروشیر

حضرت سید ابوتراب المشہور شاہ گدا حسینی شطاری قدس سرہٗ

مفتی غلام سرور مرحوم لاہوری نے 'حدیقۃ الاولیاء' میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں لکھا

ہے: سید ابوتراب شطاری بن سید نجم الدین بن سید شمس الدین بن سید اسد الدین بن سید زین الدین بن سید یونس بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالہادی بن سید ابوالبرکات بن سید انور بن سید عبداللطیف بن سید محمد شریف بن سید ابوالمظفر بن سید عبدالباقی بن سید ابوالحسن بن سید عبدالعزیز بن سید عبداللہ بن سید محمد امین بن سید قدرت اللہ بن سید موسیٰ بن سید مسعود بن سید صادق بن سید احمد بن سید باقر بن سید حسن بن سید زید بن سید جعفر بن سید محمود بن سید ہارون بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ شیراز سے ہندوستان میں آئے اور شاہ وجیہ الدین گجراتی ملقب بأستاذ البشر کی خدمت میں خرقہ ارادت وخلافت شطاریہ کو حاصل کیا۔ بڑے صاحب برکت وفیض تھے۔ اکثر بزرگانِ وقت سے فیض باطن اور جمیع سلاسل کی نعمت خلافت حاصل کی۔ شہر لاہور میں علَم ارشاد وہدایت کو بلند کر کے صدہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔ چودھویں شوال ۱۰۷۱ھ میں رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے۔ مرقد مبارک لاہور میں ہے۔ تاریخ رحلت ؎

سید بو تراب شاہ وگدا ◉ بود بے شبہہ و شک حبیب الٰہ
صاحب مظہر کرامات است ◉ منبع فیض وخرق عادات است
شد مرید از وجیہ شطاری ◉ فیض او بود ہر طرف جاری
چار دہ بود از مہ شوال ◉ رفتہ زیں دارمحن و رنج وملال
سال تاریخ نقل آں شہِ دیں ◉ زد رقم صاحب بہشت بریں
شہر لاہور زو منور شد ◉ روح ہر انس وجن معطر شد

[حدیقۃ الاولیاء]

حضرت سید میرک میر قادری قدس سرہٗ

کتاب فتوحاتِ قادریہ میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید میرک میر بن میر شمس

الدین اندرابی بن میر سید ابراہیم بن سید احمد بن سید محمود بن شمس الدین بن شرف الدین بن سید جلال الدین بن سید عبدالمطلب بن سید ابراہیم بن سید ابوالحارث بن سید ابوالقاسم بن سید حسن بن سید مسلم بن سید ابوعلی محمد بن سید اکبر بن سید عبداللہ غالب بن سید علی اکبر مجذوب بن سید عبداللہ بن سید ابوالحسن علی بن سید عبداللہ بن سید حسین اصغر بن سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر ساداتِ عظام اور کشمیر کے اولیاے کرام سے ہیں۔ سید شاہ نعمت اللہ قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا، آپ صغر سنی میں تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم پائی۔ پھر تحصیل علم ظاہری کیا۔ آپ ہمیشہ طاعت وعبادت میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کے والد میر شمس الدین سلطان سکندر بت شکن کے عہد حکومت میں شہر اندراب سے کشمیر آئے۔ بادشاہ نے آپ کے لیے خانقاہ وغیرہ تعمیر کرائی اور مدد معاش انعام وغیرہ صرفِ خانقاہ کے لیے مقرر کیا۔

حضرت میرک میر نے وہیں نشو ونما پا کر مسند ارشاد کو خوب زینب بخشا۔ ہزار ہا لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ ماہ صفر ۹۹۵ھ کو رحلت فرمائی۔ کشمیر میں مدفون ہیں۔ تاریخ وفات ؎

چو سید ز دنیاے دوں نقل کرد ◉ ز ابدال واوتاد بودہ است فرد
پئے سال تاریخ میرگ بگو ◉ بگفتا خرد شیخ سید بگو

آپ کے تین فرزند تھے: سید محمد، سید قاسم، سید محمد یوسف۔ سید محمد سادات ملارتی ورتنی کے جداعلیٰ ہیں۔ سید قاسم ساداتِ پوچھلی کے جدامجد ہیں۔ اور سید محمد یوسف ساداتِ کبریٰ کے جد مشہور ہیں۔

حضرت سید حسین ظہیر الدین توکلی خنگ سوار، آلاس قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید السادات میراں سید حسین ظہیر الدین خنگ سوار بن سید محمد ابو القاسم بن سید عبد اللہ مہدی بن سید حسین بن سید علی ابو القاسم بن سید حازم بن سید ثابت بن سید حسین بن سید احمد بن سید موسیٰ الثانی بن سید ابراہیم الملقب بالمرتضٰی المشہور بالمہب بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم۔

آپ ولی کامل رسیدہ حق اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ آپ اپنے مسقط الرأس سے ہجرت کر کے ملک دکن میں تشریف لائے اور موضع آلاس تعلقہ مرچ مرتضٰی آباد میں سکونت اختیار کی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید و معتقد ہوئے۔ بائیس جمادی الاول ۸۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار موضع آلاس میں ہے۔

فی الحال آپ کی اولاد میں سید کالا عرف باپو صاحب سجادہ نشین ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید کالا عرف باپو صاحب حسینی بن سید حسین بن سید کالی بن سید محمد عرف میراں بن سید کالی بن سید عبد القادر بن سید کالی بن سید حسین بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سید تاج الدین بن سید پیارے بن سید خوندمیر بن سید بہاء الدین بن سید خوندمیر بن سید نظام الدین بن سید السادات میراں سید حسین ظہیر الدین توکلی خنگ سوار قدس اسرارہم۔ [منقول از مجمع الانساب]

یہ بزرگ میراں سید حسین خنگ سوار جو اجمیر سے قریب تاراگڑھ میں مدفون ہیں ان کے ہم نام دکن میں مشہور ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ]

حضرت سید علاؤ الدین عرف سید السادات نذر باری قدس سرہٗ

ملفوظ 'صحائف السادات' میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: حضرت سید السادات سید علاء الدین نذر باری بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد حسین بن سید محمد طاہر بن سید شریف موسیٰ ثانی بن سید ابراہیم المشہو ر بالمجاب بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم۔

آپ مشاہیر متقدمین اولیاے کاملین متصرفین سے ہیں۔ صاحب ریاضت وولایت تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ سید حسین خنگ سوار قدس سرہ کے برادر حقیقی ہیں۔ ایک روز آپ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری قدس سرہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک مسافر سید مظلوم آیا اور اپنے مظلوم ہونے کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ملک خاندیس میں نذر بار نامی ایک گاؤں ہے جہاں کا راجہ رائے ننگولی ہے۔ جب میں اس گاؤں میں گیا تو رائے مذکور نے میرے آنے کی کیفیت سن کر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ کل جو نیا مسلمان مسافر یہاں آیا ہے اسے مار ڈالو۔

الغرض! سپاہیوں نے مجھے کافی ایذا دی اور میرے اسبابِ سفر کو لوٹ لینے کے بعد میری ہلاکت کے درپے ہوئے اور میرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا؛ اس لیے میں یہاں آپ کی خدمت میں آیا ہوں اور داد چاہتے ہوئے حضرت خواجہ قطب الہند سے ملتجی ہوں کہ میری دادرسی کو پہنچیں۔

حضرت خواجہ نے یہ سن کر سید علاء الدین کو ارشاد کیا کہ تم وہاں جا کر کافروں سے جہاد کرو اور دین اسلام کو وہاں رونق بخشو۔ چنانچہ آپ چند مریدین وخدام کے ساتھ نذر بار آئے۔

(شیر ابوالغازی قدس سرہ:) ان میں ایک بزرگ شیر ابوالغازی بھی تھے جنھوں

نے بڑی شجاعت وحمیت اسلام کے ساتھ ہزار ہا کافروں پر حملہ کر کے دشمنانِ دین کو تہ تیغ کر کے واصل جہنم کر دیا۔ اور بالآخر آپ نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا۔ بیرونِ نذر بار آپ کا مرقد عالی ہے۔

غرض! سید علاؤ الدین نے وہاں آکر کافروں سے جہاد کیا، اور سب معاندین اسلام کو واصل جہنم کر کے بقیہ کفار کو اسلام کی تلقین فرمائی اور خود بھی مع ہمراہیان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کی شہادت عاشورۂ محرم ۶۱۲ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار نذر بار میں زیارت گاہِ عالمیاں ہے۔

مبارک شاہ فاروقی والی خاندیس نے چودھویں جمادی الثانی ۹۶۶ھ میں آپ کے مزار کے پاس ایک پختہ مسجد تعمیر کرائی اور ملک ناصر گجراتی نے آپ کے گنبد کو بنوایا۔ تمام ملک خاندیس آپ کے قدوم فیض لزوم سے مشرف باسلام ہے۔ [رسالہ صحائف السادات وملفوظِ حضرت]

حضرت سید بدرالدین المشہور شاہ جہاں رفاعی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید بدرالدین بن سید علی زین العابدین بن سید عبدالرفاعی احمد اللہ بن سید یوسف بن سید عبدالرحیم بن سید محمد امین اللہ بن سید صالح بن سید علی بن سید عبداللہ بن سید حسین بن سید قاسم بن سید یوسف الدین بن سید علی بن سید احمد حجۃ اللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید عمر جیش اللہ بن سید ابراہیم کنز معرفۃ اللہ بن سید محمد معدن محبۃ اللہ المنی بابی الباع بن سلطان سیدنا احمد الکبیر معشوق اللہ بن سید ابوالحسن علی بن سید یحییٰ بن سید ثابت بن سید عازم بن سید علی بن سید حسن بن سید ابی القاسم محمد بن سید حسین بن سید موسیٰ الثانی بن ابراہیم المشہور بالمخاب بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم۔ آپ بڑے صاحب عظمت وجلال بزرگ تھے۔

(سید عبدالرحیم رفاعی:) آپ کے جد امجد حضرت سید عبدالرحیم عرب سے ہندوستان تشریف لائے اور شہر سورت میں آکر قیام کیا۔ صدہا لوگ آپ کے قدومِ فیض لزوم سے بہرہ اندوز ہوئے اور یہ بزرگ وہیں مدفون ہیں۔ سجادۂ رفاعیہ احمدیہ کو ملک گجرات وکوکن میں خوب زینت بخشی۔ ہزارہا لوگ اس سلسلے کے مرید ومعتقد ہیں۔

حضرت سید بدرالدین ابوصالح محمد باقر ۱۲۰۷ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۵۵ھ میں پندرہویں رمضان کو انتقال فرمایا۔ آپ کی اولاد میں حضرت مولانا سید عمادالدین رفاعی اور سید حسام الدین رفاعی ہیں۔

(سید عمادالدین رفاعی:) سید عمادالدین رفاعی مرحوم شہر بمبئی میں اپنے بزرگوں کے طریقے کا احیا رکھتے تھے اور آپ کی ذات اس شہر میں مشائخین کے درمیان بس غنیمت تھی۔ پانچویں صفر ۱۳۱۰ھ میں رحلت فرمائی اور بمبئی میں آسودہ ہیں۔ تاریخ وفات ؎

چوں عمادالدیں رفاعی رفت زیں دارِفنا
دوستانش را بہ بحر غم فگندہ موت او

گفت اشرف بادل اندوہ گیں تاریخ سال
یمن وغیرت قدر ورفعت کردہ بے سر موت او

ان کے فرزند سید غلام محمد صاحب رفاعی سلمہ فی الحال اپنے والد ماجد کی مسند کے زینت بخش ہیں۔ حضرت سید حسام الدین رفاعی سلمہ کے دو فرزند ہیں: سید زین العابدین اور سید نورالدین۔ یہ دونوں صاحب زادے اپنے بزرگوں کے طریقے کا احیا رکھتے ہیں۔

تاریخ وفات سید بدرالدین از عمدۃ الشعراء منشی غلام محمد صاحب عرف میاں سمجھو سورتی ؎

سید پاک ذات شاہ جہاں ◉ کہ باقلیم فخر بود او شاہ
در رفاعیہ بود ذی رفعت ◉ چوں پدر ذی شرافت وذی جاہ

بود او پیر مردم کوکن ◉ طالب آں جواں قضا شد آہ
دائرہ گشت حلقہ ماتم ◉ علمش گشت نالۂ جاں کاہ
سر بہ جیب ملال ہم چو ہلال ◉ بود سمجھو بفکر بس ناگاہ
گفت گوینده از سر افلاک ◉ سال تاریخ او غروبِ ماہ

[تاریخ الاولیاء جلد سوم]

(شاہ علی جیوگاؤں دہنی قدس سرہ:) آپ ساداتِ موسوی سے ہیں۔صاحب کشف وکرامات عالی درجات تھے۔آپ کا نسب جدیہ یوں مرقوم ہے: شاہ علی جیوگاؤں دہنی بن سید ابراہیم بن سید عمر بن سید علی بن سید عبدالرحیم بن سید شریف شاہ عمر بن سید شریف شاہ ابراہیم بن سید شریف شاہ محمد بن سید شریف السید احمد کبیر الرفاعی قدس اسرارہم۔

آپ کی وفات ۹۷۰ھ میں واقع ہوئی۔احمد آباد گجرات میں آپ کا مزار پُرانوار ہے۔ [تاریخ اولیاے گجرات]

حضرت سید حسن خدانواز سنتاکش قدس سرہٗ

کتاب مجمع الانساب میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں تحریر ہے: سید حسن خدانواز سنتاکش بن قاضی سید برہان بن قاضی سید ابراہیم بن سید عبداللہ بن سید تاج الدین بن عبدالرحمٰن بن سید عبداللہ بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید اسماعیل بن سید عبدالرزاق بن سید عبدالفتاح بن سید عبدالکریم بن سید محمد بن سید نعمت اللہ بن سید خلیل اللہ بن سید عبدالوہاب بن سید جامع العلوم نصیر الدین بن سید عبدالواسع بن سید احمد بن سید حسن بن سید عبدالقادر بن سید عبدالصمد بن سید فخر الدین بن سید علی بن سید محمد احمد بن سید عارف باللہ سید منصور بن سید ابراہیم بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر ارباب شریعت وطریقت اور اکابر بزرگوار اہل دعوت بیجاپور سے ہیں۔آپ کے والد شہر بیجاپور کے قاضی تھے۔سلطان محمد عادل شاہ بادشاہ بیجاپور آپ کا مرید تھا۔

بساتین السلاطین مصنفہ افضل العلماء مولانا غلام مرتضیٰ زبیر بیجاپوری میں تحریر ہے کہ جب عالم گیر بادشاہ نے بیجاپور وغیرہ ملک دکن کی تسخیر سے فراغت پائی تو افواجِ مرہٹہ کا سرغنہ راجہ سنیاجی ولد سیواجی بھوسلہ نے ملک دکن میں بغاوت شروع کردی اور عالم گیر کے مما لک مفتوحہ میں دست اندازی کرنے لگا۔عالم گیر نے افواجِ قاہرہ کو اس پر روانہ کیا اور بالآخر وہ مارا گیا۔

رانی بدنور کے علاقے میں سنتاجی ولد سیواجی نے پھر شورش وفساد کی اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور مما لک مفتوحۂ عالم گیر میں غارت گری شروع کردی،تو سردار خان زاد خان،مراد خان اور قاسم خان-جو مسلمانوں کی فوج کے بڑے سردار تھے-ان کے ہاتھوں سے اس نے شکست کھائی۔

عالم گیر بادشاہ کو نہایت تشویش لاحق ہوئی اور اکثر اہل عزائم ،ارباب دعوت اور مشائخین وقت سے درخواست کی کہ اس کام کا بندوبست کریں۔

چنانچہ جب اس نے سید محمد حسن خدا نواز کا کمال سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ سنتاجی نے ملک نے بڑی شورش مچا رکھی ہے؛ لہٰذا آپ دعا کیجیے۔الغرض! سید محمد حسن کی دعا کی برکت سے سنتاجی مارا گیا۔اس کے مارے جانے کی دوسری صبح کو سید محمد حسن نے ایک خون آلود شمشیر حجرے سے نکالی اور عالم گیر کو دی کہ اسی شمشیر سے اُس دشمن دین کا کام تمام ہوا ہے۔

عالم گیر بہت خوش ہوا اور اس کے بعد سید محمد حسن خدا نواز سنتا کش کے لقب سے

مشہور ہوئے۔ جاگیرات اور مبلغ کثیرہ آپ کو بادشاہ سے عنایت ہوئے۔ آپ کی اولاد قریہ انعام اور شہر بیجاپور میں سکونت گزیں ہے۔ تیسری رجب ۱۱۳۰ھ میں رحلت فرمائی اور بیجاپور میں مدفون ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ دکن]

حضرت حاجی مخدوم سرور سیاح بیابانی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید سعید الدین عرف حاجی مخدوم سرور سیاح قندھاری بن سید نجم الدین ابراہیم بن سید محمد بن سید عبد السمیع بن سید عثمان بن سید علی سکران بن سید احمد کبیر رفاعی بن سید ابوالحسن مکی بن سید یحییٰ مکی بن سید ثابت بن سید خادم بن سید علی بن سید حسن بن سید مہدی بن سید شریف ابوالقاسم بن سید شریف حسین بن سید شریف احمد اسد اللہ بن سید شریف موسیٰ ثانی بن سید ابراہیم بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ کبرائے اولیائے کاملین سے ہیں۔ آپ نے رفاعیہ احمدیہ سے فیض کامل اخذ کیا۔ اکثر اوقات آپ پر عالم جذب طاری رہتا تھا۔ ملک نظام قصبہ قندھار کے اطراف میں آپ کی ذات سے اسلام نے خوب رونق پائی۔ صدہا ہنود مشرف با سلام ہوئے۔ ۱۹/ ذی الحجہ ۷۴۰ھ میں رحلت فرمائی۔ قصبہ قندھار ملک نظام نا ندیر بسونت کے قریب ہے۔ تاریخ رحلت ؎

حاجی مخدوم سرور سیاح ◉ بود عارف ولی خدا آگاہ
نوزدہم ز شہر ذی حجہ ◉ آں شہ واقف رموزِ الٰہ
رفت سرور ازیں سرائے سپنج ◉ در سنہ ہفت صد وچہل آں شاہ

[ریاض الاولیاء]

حضرت سید سکندر بن سید مسعود ترمذی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: مخدوم سید سکندر ترمذی بن سید مسعود بن سید عمر بن سید قاسم بن سید شاہ جی بن سید علی بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید حسن بن سید علی بن سید ابراہیم بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ عارف باللہ اور قطب الوقت، نیز مخدوم جہانیان جہاں گشت کے مرید وخلیفہ تھے۔خورد سالی سے حضرت مخدوم اور ان کی والدہ بی بی مریم کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ایک شب حضرت مخدوم نے خواب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں: اے مخدوم! تو نے عہد کیا ہے کہ سیدزادہ سے خدمت نہ لوں گا، پھر تو نے سید زادہ کو کیوں اپنی خدمت میں رکھا ہے۔

مخدوم نے عرض کی کہ کون سیدزادہ میری خدمت میں ہے، اس کا نام کیا ہے؟۔تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام سید سکندر بن سید مسعود ترمذی ہے۔

جب صبح ہوئی تو اپنے خادموں سے ڈھنڈوا کر سید سکندر سے کہا کہ تم نے اپنی سیادت مجھ پر کیوں ظاہر نہ کی؟۔

آپ نے کہا کہ مرشد کے حضور میں اپنے خاندان پر فخر کرنا بے ادبی وگستاخی سمجھتا تھا۔یہ سن کر حضرت مخدوم بہت خوش ہوئے اور کمالِ محبت سے آپ کی تربیت کرنے لگے۔چنانچہ عرصہ قلیل میں آپ کی توجہاتِ ظاہری و باطنی سے وہ فیوضاتِ صوری ومعنوی سے سرفراز ہوکر درجۂ ولایت کو پہنچے۔

حضرت مخدوم نے آپ کو اجازت وخلافت اور بزرگانِ کبار کی نعمت عطا کی، نیز بزرگوں کے تمام تبرکات آپ کو عنایت فرما کر اپنا تاج وخرقۂ فقر پہنا کر پورے قصبہ اوچ

کے محلوں میں پھرایا اور زبان سے فرمایا کہ میں بھی جہانیانِ جہاں گشت ہوں اور تو بھی جہانیانِ جہاں گشت ہے۔ چنانچہ اسی دن سے آپ کا لقب جہانیانِ جہاں گشت مشہور ہو گیا۔

نیز آپ نے انھیں شہر دہلی میں سلطان فیروز شاہ کے پاس بھیجواتے ہوئے تاکید کی کہ شہر منگلور ملک کاٹھیاواڑ چلے جانا وہاں کا راجہ کنور پال دشمن اسلام ہے اس کو دعوتِ اسلام دینا، اگر اس نے قبول نہ کیا تو اس سے لڑائی کرنا حق تعالیٰ تم کو فتح ونصرت عطا فرمائے گا۔اور وہاں پہنچ کر مخلوق کی ہدایت میں مشغول ہو جانا۔

چنانچہ چند مرید خاص کے ساتھ آپ دہلی میں آئے۔سلطان فیروز شاہ نے آدابِ مریدانہ بجالایا اور سردار عزیز الدین کو بڑا لشکر دے کر آپ کے ہمراہ بلادِ گجرات کی راہ سے منگلور روانہ کیا جو دریائے شور کے کنارے پر ملک سورٹھ میں تھا۔

وہاں کے راجہ نے اسلام قبول نہ کیا بلکہ جنگ کے لیے مستعد ہو گیا۔آپ کے بہت سے رفیق مریدین شہید ہوئے، بالآخر وہ راجہ مقتول ہوا اور خدا نے اہل اسلام کو فتح ونصرت عطا فرمائی۔شہداؤں میں سے ضیاء الدین ولی اور کئی بزرگ ایک مقبرہ میں شہر منگلور کے بازار میں دروازۂ غربی کے قریب مدفون ہیں۔

سردار عزیز الدین نے عرض کی کہ سلطان فیروز شاہ کا حکم ہوا ہے کہ اس ملک کی حکومت آپ کریں۔حضرت نے فرمایا کہ فقیر کو حکمرانی سے کچھ نسبت نہیں، فقط مرشد کا حکم بجا لایا ہوں، اور یہاں ترویج اسلام کے واسطے آیا ہوں۔الحمد للہ والمنۃ خدا نے وہ کام سرانجام کو پہنچایا۔

الغرض! سردار عزیز الدین نے ایک گاؤں بنام دیول پور آپ کی خانقاہ کے خرچ کے واسطے مقرر کر دیا اور بادشاہی فرمان جاگیر معافی آپ کے نام سے نسلا بعد نسل کے

لیے بادشاہ سے منگوادیا اور وہاں ایک حاکم بادشاہ کی جانب سے مقرر کر کے واپس دہلی چلا گیا۔

آپ نے اس انعامی گاؤں کا نام 'مخدوم پور' رکھا، اور اس میں ایک مسجد بنوائی۔ ہزار ہا مخلوق وہاں آپ سے فیض یاب ہوئی۔ ابھی تک وہ معاش انعام آپ کی اولاد کے قبضہ وتصرف میں چلا آتا ہے۔ آپ کی وفات دسویں ربیع الثانی ۸۲۵ھ کو واقع ہوئی۔ منگلور میں آسودہ ہیں۔

(مولوی سید سلطان میاں:) اس بزرگ کی اولاد میں مولوی سید سلطان میاں مرحوم واعظ بڑے بزرگ اور عالم زاہد ہوئے ہیں جو بمبئی میں تشریف رکھتے تھے۔ ۱۲۹۵ھ میں انھوں نے رحلت فرمائی، اور بمبئی میں مدفون ہیں۔ اُن کا نسب نامہ حسب ذیل مندرج ہے :

مولوی سید سلطان میاں واعظ بن سید عمر بن سید باقر بن سید ہاشم بن سید ابراہیم بن سید سکندر ثانی بن سید شیخ جیو بن سید راجو بن سید آدم بن سید سکندر بن سید مسعود ترمذی صاحب ولایت منگلور کاٹھیاواڑ قدس اسرارہم۔ [من کتاب ریاض الاولیاء]

حضرت سید شاہ صبغۃ اللہ بھڑوچی بیجاپور قدس سرہٗ

کتاب 'مجمع الانساب' میں آپ کا نسب نامہ یوں تحریر ہے: حضرت سید شاہ صبغۃ اللہ بن شاہ روح اللہ بن سید احمد بن سید فتح اللہ بغدادی بن سید محمود بن سید سادات برکت اللہ بن سید طہ بن سید قیام الدین بن سید محسن الدین بن سید عبدالسلام بن سید خالد بن سید محمد بن سید محمود بن سید فضل الدین بن سید عیسیٰ بن سید حسن خاطب بن حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر علماے کرام اور کبراے اولیاے عظام سے ہیں۔آپ شہر بھڑوچ سے شہر احمدآباد تشریف لائے۔مولانا شاہ وجیہ الدین گجراتی کی خدمت میں علم ظاہری و باطنی اخذ کیا اور ان سے خرقہ خلافت قادریہ و چشتیہ حاصل کیا۔ نیز ہم عصر مشائخین کرام سے ملاقات کر کے جمیع سلاسل کے فیوضات اخذ کیے، اور بھڑوچ میں آکر علم ارشاد و ہدایت کو بلند کر کے صدہا لوگوں کو دولت اسلام سے بہرہ ور کیا۔

عالم ربانی، بزرگِ وقت اور صاحب تصرفات تھے۔ کتاب روضۃ الاولیاء میں آپ کے احوال مفصل درج ہیں۔آپ کے خلفاے کاملین سے مولانا شاہ حبیب اللہ صبغۃ اللہی مشہور و معروف ہیں۔ جو اپنے زمانے میں بڑے عارف باللہ اور شیخ الوقت تھے۔حضرت شیخ صبغۃ اللہ کی وفات ۲۶؍ جمادی الاولی ۱۰۱۵ھ مدینہ منورہ میں واقع ہوئی، اور وہیں مدفون ہیں۔تاریخ رحلت ؎

صبغۃ اللہ عامل کامل ◉ رونق بزم دین رسول اللہ
ہیچ شک نیست در ولایت او ◉ خلق ہا فیضیاب از درگاہ
رفت در یک ہزار و پانزدہ سال ◉ زیں سرائے سپنج پر غم و آہ

[من روضۃ الاولیاء بیجاپور]

حضرت سید محمد مدرس بیجاپوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ ’روضۃ الاولیاء‘ میں یہ مرقوم ہے: سید محمد مدرس بن سید عبدالرحمٰن قادری- برادرِ حقیقی شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ- بن شاہ روح اللہ بن سید احمد بن سید فتح اللہ بغدادی سے ہوتا ہوا حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔

آپ بڑے بزرگ، عالم ربانی اور فاضل اجل تھے۔ شب وروز علومِ ظاہری کا درس دیا کرتے۔ آپ کے فیضانِ علوم کے انوار تمام ملک کوکن میں جاری تھے۔ ۲۳؍شوال ۱۰۸۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔ تاریخ وفات ؎

وفات السيد محمد الولي في بلد أبيه محمد النبيﷺ

(سید زین العابدین:) آپ کے فرزند سید زین الدین بڑے عالم کامل اور مشاہیر علمائے دکن سے تھے۔ ۲۲؍صفر ۱۱۲۴ھ میں وفات پائی، یمن ساحل دریا پر آپ مدفن ہے۔

(سید شاہ صبغۃ اللہ:) آپ کے فرزند شاہ صبغۃ اللہ بھی فضائل علوم سے آراستہ ہیں۔ تمام عمر درس وتدریس اور اشاعت علوم دینیہ میں صرف کردی، اور ارکاٹ میں سکونت پذیر تھے۔

(حاجی سید حسن بیجا پوری:) آپ کے چار فرزند تھے: (حاجی سید حسن، شاہ پیر محمد، سید عبدالرحمٰن اور سید کریم محمد) جن میں حاجی سید حسن مشاہیر مشائخین سے ہوئے۔ اندرونِ حصار بیجا پور میں ان کا مدفن ہے۔ آپ کی اولاد ملک ارکاٹ میں رہتی ہے۔

(شاہ پیر محمد:) شاہ پیر محمد بھی کملائے مشائخین احمد آباد سے ہیں۔ احمد آباد گجرات میں مدفن ہے۔ قوم بواہیر آپ کے بہت معتقد ہیں۔

(سید عبدالرحمٰن:) سید عبدالرحمٰن بھی شیخ الوقت تھے۔ ۱۱؍ربیع الثانی ۱۱۱۹ھ میں انتقال کیا بیجا پور میں جامع مسجد سے متصل مدفون ہیں۔ نفس رحمانی آپ کی تصنیف ہے۔

(سید کریم محمد:) سید کریم محمد بھی ولی کامل اور مظہر تجلیاتِ ربانی تھے۔ آپ کا فیض وارشاد بہت مشہور ہے۔ ۲۴؍جمادی الآخر ۱۱۱۰ھ کو وفات ہوئی، اندرون حصار بیجا پور میں جامع مسجد سے متصل آسودہ ہیں۔ [از روضۃ الاولیاء مصنفہ محمد ابراہیم زبیری]

(سید شاہ برہان الدین قادری شطاری:) ساکن ارکاٹ ملک مدراس، جن کا نسب نامہ یہ ہے: سید شاہ برہان الدین بن سید علی بن ثانی شاہ صبغۃ اللہ بن سید محمد ثانی بن سید علی محمد بن سید عبدالرحمٰن بن سید مدرس بن شاہ صبغۃ اللہ بن سید روح اللہ بن سید احمد سید فتح اللہ بن سید محمود بن سید سادات برکات بن سید سادات قائم بن سید سادات محسن بن سید سادات محمد بن سید سادات عبدالسلام بن سید خالد بن سید محمد بن سید محمود بن سید فضل الدین بن سید عبیداللہ بن سید حسن خاطب بن حضرت سیدنا موسیٰ کاظم قدس اسرارہم

آپ مشاہیر کملاے مشائخین ارکاٹ سے بڑے صاحب کشف وکرامات اور جامع حالات تھے۔ روز پنج شنبہ بوقت صبح ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ مقام تاج پور ملک ارکاٹ میں مدفون ہیں۔ [رسالہ اولیاے بیجاپور]

حضرت سید شرف الدین مشہدی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید شرف الدین بن سید علی بن سید عالم بن سید راجو بن سید احمد بن سید شاہ میر بن سید شہاب الدین بن سید قطب الدین بن سید شرف الدین بن سید اسحٰق بن سید اسماعیل بن سید حسین بن سید علی بن سید حسین بن سید عبدالصمد بن سید محمد بن سید عبدالرحیم بن سید عبدالصمد بن سید عبدالرحیم بن سید حسن بن سید علی بن سید اسماعیل بن سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ بڑے عالم کامل اور واصل باللہ تھے۔ ۷۲۴ھ میں تولد ہوئے۔ ملک گجرات میں آپ نے اپنا چشمہ فیوضات ظاہری و باطنی جاری کر رکھا تھا، جس سے ہزارہا تشنگانِ علوم سیراب ہوئے۔ ۱۸/رجب ۸۰۸ھ کو انتقال فرمایا، اور بھڑوچ کے قریب قصبہ مخدوم

پور میں مدفون ہیں۔فی الحال آپ کی اولاد احمد آباد میں موجود ہے۔

(مولوی سید شرف الدین:) مولوی شرف الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نسب نامہ یہاں لکھا جاتا ہے: مولوی شرف الدین بن سید مرتضٰی بن سید غلام محمد بن سید مصطفٰے بن سید غلام محمد بن سید مصطفٰے بن حضرت مخدوم سید شرف الدین مشہدی قدس اسرارہم

مولوی صاحب مذکور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کا احیا رکھے ہوئے ہیں اور ہمیشہ شاگردوں کی تعلیم میں مشغول رہتے ہیں۔

حضرت سید حسام الدین قتال زنجانی قدس سرہٗ

آپ دکن کے مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔حضرت سید میراں اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھہ قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید حسام الدین قتال زنجانی عرف سید السادات بن سید علی اکبر بن سید نجم الدین بن سید ضیاء الدین بن سید نجیب اللہ بن سید حسن زنجانی بن سید احمد بن سید محمد بن سید عیسیٰ بن سید سلیمان بن سید یوسف بن سید مجاہد الدین بن سید منصور بن سید عبد العزیز بن سید طاہر بن سید اسحٰق بن سید مظفر بن سید سالم بن سید عبد اللہ بن سید اسماعیل بن حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

آپ کی ذات سے ہزارہا لوگوں نے فیض پایا۔آپ کی ذات سے دکن میں اسلام خوب پھیلا۔بڑے کامل درویش اور صاحب ولایت تھے۔۸۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔محی آباد عرف پونہ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔اس بزرگ کی اولاد پونہ میں سکونت پذیر ہے۔حق سبحانہ وتعالیٰ ان کو اپنے بزرگوں کے طریقے پر چلنے کی توفیق نیک عطا فرمائے۔

حضرت مخدوم سید احمد چرم پوش قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: مخدوم سید احمد چرم پوش بن سید موسیٰ ہمدانی بن سید مبارک بن سید خضر بن سید ابراہیم بن سید سلیمان بن سید عبدالکریم بن سید عبدالحکیم بن سید عبدالشکور بن سید نعمت اللہ بن سید عبدالمجید بن سید عبدالرحیم بن سید اسحٰق بن سید احمد بن سید محمود بن سید اسماعیل بن سید عبدالرحمٰن بن سید قاسم بن سید نور بن سید یوسف بن سید رکن الدین بن سید علاؤالدین بن سید یحییٰ بن سید زکریا بن سید حسن بن سید قشری بن سید عمر بن سید عبداللہ بن سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ مشاہیر اولیاے کاملین سے بڑے عارف باللہ، اور صاحب کشف وکرامات وخوارق عادات ہوئے ہیں۔ (رشتے میں) مخدوم سید شہاب الدین پیر جگ جوت کے نواسے ہوتے تھے۔ [منقول از کنزالانساب]

بیان اَولاد حضرت سیدنا اِمام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

اَئمہ اہل بیت سے آپ امام ہشتم ہیں۔حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم کے فرزند تھے۔ مدینہ منورہ میں روز پنج شنبہ گیارہویں ربیع الاوّل ۱۵۳ھ میں تولد ہوئے۔اور نویں صفر روز جمعہ ۲۰۳ھ میں امیر المومنین مامون عباس کے زمانے میں وفات پائی۔ سنایاباد یعنی مشہد مقدس میں مدفون ہیں۔

آپ کے صاحب زادے یہ ہیں: حضرت سیدنا امام محمد تقی الجواد، سید احمد القراح، سید حسن طالب، سید جعفر، سید اعلیٰ، سید ابراہیم۔تاریخ وفات ؎

آں امام زماں علی رضا ◉ ہادی ومہدی رجال ونسا
ذات او را امام ثامن داں ◉ بہر ما روز حشر ضامن داں
بادشاہ جہانیاں است او ◉ مہر عدن ومہِ جناں است او
بود آدینہ نہم ز صفر ◉ کہ ز دنیا امام کرد سفر
سالِ ترحیل آں امام زماں ◉ خردم گفت صاحب ایماں
روضۂ او بمشہد است عیاں ◉ ہم چو خورشید بر فلک رخشاں

حضرت مخدوم خواجہ سید زین الدین شیرازی قدس سرہٗ

رسالہ ’سلسلۃ السادات‘ میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: سید زین الدین شیرازی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید حامد الدین بن سید طاہر بن سید علاؤالدین بن

سید احمد رونده بن سید قطب الدین بن سید داؤد بن سید کبیر الدین بن سید شمس الدین بن سید احمد بن سید علی قروعی بن سید حسن بن سید احمد الحراج بن سید نا حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر علماے ربانی اور کبراے اولیاے دکن سے ہیں۔ بہت عظیم القدر بزرگِ عصر اور حضرت قطب الاولیاء برہان کے اکمل خلفا میں ہیں۔ آپ نے اپنی عمر عزیز کو صرف یادِ الٰہی اور درس و تدریس کی نذر کر دی۔

پیر کی رحلت کے بعد آپ نے مسند ارشاد کو زینت بخشی۔ سلطان محمد شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانکوئی اور نصیر خان فاروقی والی خاندیس وغیرہ آپ کے معتقد تھے۔ حسب الارشاد کنارۂ رود تپتی پر ۸۰۱ھ میں نصیر خان فاروقی نے دو شہر آباد کیے، ایک کا نام زین آباد اور دوسرے کا برہان پور رکھا۔

چوبیسویں ربیع الاول ۸۰۳ھ میں آپ رحلت فرمائے ملک جاوداں ہوئے۔ آپ کا مزار خلد آباد عرف روضہ میں مشہور ہے۔ [تذکرۃ المشائخ دکن]

حضرت مولانا احمد خواجگی کاشانی قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جد یہ ہے: مولانا احمد خواجگی کاشانی بن سید جلال الدین ثانی بن سلطان جلال الدین بن سید کمال الدین بن سید برہان الدین بن سید محمد دیوانہ بن سید برہان الدین قلیجی بن سید کمال الدین بن سید جلال الدین بن سید حسین بن سید حسن بن سید محمد بن سید احمد بن سید عبداللہ افضل بن سید حسن طالب بن سید نا حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

آپ ملک بخارا کے اولیاے کاملین سے ہیں۔ سکندر خان والیِ بخارا آپ کا مرید تھا۔ اس کا جوان بیٹا عبداللہ خان جوانی اور دولت کی مستی میں خراب و بدرفتار ہو گیا، کسی کی نصیحت نہ مانتا تھا۔ چنانچہ سکندر خان نے اس کی بدرفتاری کی آپ سے شکایت اور اس کے حق میں دعاے خیر کی التجا کی۔

مولانا نے دعا کی جو جنابِ باری میں قبول ہوئی۔ اس وقت خواجہ دیوانہ بخارا سے سو کوس فاصلے پر ایک کوہستان میں تھے، بحکم الٰہی ایک قدم میں بخارا تشریف لے آئے اور محل شاہی میں داخل ہوئے۔

دربانوں نے آپ کی ہیبت ناک صورت دیکھ کر منع کرنے کی کوشش کی مگر آپ محل سرا میں جس جگہ سکندر خان تھا وہاں چلے گئے۔ وہ دیکھ کر گھبرایا اور پوچھا آپ کون ہیں، اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا: میں محتسب ہوں اور تیرے بیٹے کی تنبیہ کے لیے آیا ہوں۔

منم آں محتسب حق کہ ہم از جانب حق
پئے ساغر شکنی سنگ بدست آمدہ ام

عبداللہ خان آپ کی آواز سن کر اپنے حجرے سے نکل بھاگا۔ آپ نے ایک لکڑی اس کی پشت پر ماری، اور شیشہ وساغر وآلاتِ لہوولعب سب توڑ ڈالے اور چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اسی روز شراب ترک کر دی اور اس لکڑی کی برکت سے قزل باشوں کی جنگ میں سلطان اسماعیل صفوی سے انتقام لیا اور فتح ونصرت حاصل کی۔

مولانا کے بہت سے رسائل سلوک وتصوف میں یادگارِ زمانہ ہیں۔ ۹۴۷ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت حاجی سید وارث علی شاہ قدس سرہٗ

ملفوظِ مطبوعہ میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: حاجی سید وارث علی بن سید قربان علی بن سید سلامت علی بن سید کرم اللہ بن سید میراں سید احمد بن سید عبدالاحد بن سید عمر بن سید زین العابدین بن سید عمر بن سید عبدالواحد بن سید عبدالاحد بن سید اعلیٰ والدین بن سیدنا حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

آپ مشائخین متاخرین ہندوستان سے ہیں۔ شیخ کامل، عابد زاہد اور قانع تھے۔ آپ نے حاجی خادم علی شاہ سے نعمت خلافت قادریہ اخذ کی۔ صدہا لوگ آپ سے فیض یاب و بہرہ مند ہوئے۔ ملک عرب وغیرہ کی خوب سیاحت کی اور ہر ایک بزرگ سے فیض حاصل کیا۔

حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی روحِ مبارک سے آپ کو فیض اویسیہ پہنچا۔ خوارقِ عادات کا آپ سے بہت ظہور رہا۔

۱۲۳۸ھ میں دیویٰ شریف میں تولد ہوئے اور تیرہویں صدی کے آخر میں ملک جاودانی کی جانب راہی ہوئے۔

حضرت سید محمد شاہ دولہ برہان پوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید محمد شاہ دولہ بن سید محمد ہاشم بن سید صالح الدین بن سید سعید الدین بن سید نور علی محمد بن شاہ امام الدین - مدفن گجرات - بن کبیر الدین بن صدر الدین بن سید شمس الدین بن شہاب الدین بن پیر نصیر الدین - مدفن

لاہور– سے ہوتا ہوا حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا تک پہنچتا ہے۔

آپ بڑے کشف وکرامات اور جذبات وحالات والے بزرگ تھے۔ برہان پور میں سکونت رکھتے تھے۔ ملک گجرات وکاٹھیاواڑ کے اکثر ہنود آپ کے معتقد ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے ان کے دوارکا وکاشی کے معابد کو یہاں دکھلا دیا تھا۔

راقم نے اس بزرگ کا حال تاریخ الاولیاء جلد سوم میں مفصلاً تحریر کیا ہے۔غرض! آج تک ہنودِ گجرات آپ کی خدمت کیا کرتے ہیں اور بڑے اعتقاد سے اس بزرگ کی اولاد کی عزت وحرمت کرتے ہیں۔آپ کا مزار پرانوار برہان پور کے قریب بہادر پور میں مشہور ہے۔۲۵/رجب ۱۱۶۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

فی الحال آپ کی اولاد میں حضرت سید شاہ اشرف علی وسید شاہ عابد علی سلمہما اللہ تعالیٰ اپنے بزرگ کے سجادہ کو زینت بخشے ہوئے ہیں۔ راقم سے اگرچہ ملاقات جسمانی نہیں لیکن مراسلات سے کبھی کبھی دل کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ [تذکرۂ برہان پور]

حضرت سید داؤد کرمانی چونی دال قدس سرہٗ

خزینۃ الاصفیا میں آپ کا نسب نامہ یوں تحریر ہے: سید داؤد کرمانی بن سید فتح اللہ بن سید مبارک بن سید فیض اللہ بن سید صفی الدین آدم بن سید تقی الدین بن سید عبدالمجید بن سید عبدالحفیظ بن سید عبدالرشید بن سید ابوالغنائم بن سید ابوالمکارم بن سید ابوالمحاسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبدالباقی بن سید ابوالمعانی بن سید ابوالواہب بن سید ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابواحمد بن سید داؤد بن سید ابراہیم بن سید محمد بن موسیٰ مبرقع بن سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر سادات عظام اور کبراے اولیاے عظام سے ہیں۔ بڑے صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی اور جامع حالات وجذبات تھے۔ مدتوں تک ریاضت کشی میں مشغول رہے۔آپ کی وفات ۹۸۲ھ میں واقع ہوئی۔مزار شیر گڑھ میں ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ

'کنز الانساب' میں آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بن خواجہ کمال الدین بن خواجہ سید محمد بن سید احمد بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید رضی الدین بن سید حسن معروف بن سید محمد اسحٰق بن سید محمد جواد بن سید علی سجاد بن سید جعفر ثانی بن سیدنا حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

آپ اکابر اولیا اور اجلہ اصفیاے ہند سے ہیں۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔آپ کی اصل خاندان اوشی سادات سے ہے جو ماوراء النہر کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔

آپ نے خرقۂ فقر وارادت حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ معین الحق والدین چشتی سے حاصل کیا۔آپ کے والد ایام طفلی میں رحلت فرما گئے۔ والدہ نے آپ کی پرورش میں سعی بلیغ کی۔

کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام آپ کو حضرت شیخ ابو حفص اوشی کی خدمت میں لے گئے اور تعلیم ظاہری کے لیے انھی کے سپرد کر دیا۔تھوڑے دنوں میں آپ نے علم ظاہری کو کمال درجہ حاصل کر لیا۔اس کے بعد چند روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں رہے اور خرقہ فقر وخلافت چشتیہ کو حاصل کر کے دہلی کے درجۂ قطبیت پر مامور ہوئے، اور خلق کی ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

ہزار ہا لوگ آپ کے فیوضاتِ باطنی سے مالا مال ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش بادشاہِ دہلی آپ کا مرید و معتقد ہوا۔ ایک دفعہ آپ نے اس کو اپنی آستین سے گرم روٹیاں -جس کو (فارسی میں) کاک کہتے ہیں- نکال کر کھلائیں تو اس وجہ سے کاکی مشہور ہوئے۔

آپ کی وفات چودہویں ربیع الاوّل ۶۳۴ھ میں واقع ہوئی۔ مزار دہلی میں مشہور ہے۔ تاریخ وفات ؎

قطب آفاق خواجہ قطب دیں ◉ فیض بخش جہاں بصدق ویقیں

آب جنت بقطب دیں فرمود ◉ عقل تاریخ نقل آں محمود

حضرت سید میٹھا لاہوری قدس سرہٗ

'حدیقۃ الاولیاء' میں آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید میٹھا بن سید جمال الدین بن سید محمد بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ اشقری بن سید جعفر بن سید محمد الجواد بن سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ بڑے صاحب کمال تھے۔ آپ کے والد خوارزم سے ہندوستان آئے اور لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ نے علومِ ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ والد ماجد کے انتقال فرمانے کے بعد سجادۂ مشیخت کو زیب و زینت بخشی۔ آپ چوں کہ بڑے شیریں زبان اور خوش مقال تھے؛ اس لیے سید میٹھا مشہور ہوئے۔ ۶۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ لاہور میں آسودہ ہیں۔ [من حدیقۃ الاولیاء]

حضرت سید شاہ ابوالعلی مشہدی قدس سرہٗ

'کنز الانساب' میں آپ کا نسب نامہ یہ تحریر ہے: سید شاہ ابوالعلی بن سید محمد حیات بن سید محمد برکات بن سید مبارک بن سید جعفر بن سید مظفر بن سید حیدر بن سید شاہ ابوالحیات بن ابوالبرکات بن سید احمد بن سید محمد بن سید عبداللہ ثانی بن سید عبدالجلیل بن سید محمد خلیل بن سید جمیل بن سید علی بزرگ بن سید مصطفےٰ بن سید عبداللہ اکبر بن سید مجتبیٰ بن سید ابراہیم مرقع بن سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم

سید شاہ احسان اللہ بن سید امیر اللہ بن سید عنایت اللہ بن سید مسعود بن سید محبوب بن سید منصور بن سید مظفر بن سید سلطان بن سید نصیر الدین بن سید معین الدین بن سید فرید الدین بن سید ابراہیم بن سید نظام الدین بن سید احمد بداونی بن سید علی دانیال بخاری بن سید عبداللہ بخاری بن سید حسین بخاری بن سید علی بخاری بن سید احمد بخاری بن سید آل عبداللہ بخاری بن امام اصغر مدنی بن امام جعفر مدنی بن امام ہادی مدنی بن امام جواد مدنی بن امام علی موسیٰ رضا مشہدی رضی اللہ عنہم

بیان اَولاد حضرت سیدنا اِمام تقی الجواد رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل بیت سے آپ امام نہم ہیں۔ حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے فرزند دل بند ہیں۔ جواد آپ کا لقب ہے۔ آپ کی ولادت روزِ جمعہ دسویں رجب ۱۹۵ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور سلخ ذی قعدہ ۲۲۰ھ سہ شنبہ کو معتصم باللہ کے عہد خلافت میں زہر سے آپ کی شہادت ہوئی۔ بغداد میں آسودہ ہیں۔

آپ کے صاحب زادے یہ ہیں: حضرت امام علی النقی العسکری، حضرت موسیٰ مرقعی، حضرت جعفر المشہور بعلی، حضرت عبداللہ۔ تاریخ رحلت ؎

آں امام تقی جواد زماں ◉ لقب او زکی و قانع داں
متقی بود ذات والایش ◉ پاک بود از جمیع آلایش
سلخ ذی قعدہ و سہ شنبہ بود ◉ کہ تقی سوے خلد عزم نمود
سال سم دادن تقی زماں ◉ دیں زمردم بروں شدہ برخواں
مرقد پاک اوست در بغداد ◉ رحمت حق ہمیشہ بروے باد

حضرت سید شاہ وجیہ الدین گجراتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ مرقوم ہے: سید شاہ وجیہ الدین گجراتی بن قاضی سید نصر اللہ بن قاضی سید عماد الدین بن سید عطاء الدین بن سید معین الدین بن سید بہاء الدین مکی بن سید کبیر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید بدر الدین بن سید علم الدین بن سید بہاء الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد بن سید مجتبیٰ بن سید منتجب الدین بن سید

مرتضیٰ بن سید محمد عریضی بن سید احمد بن سید موسیٰ مرقعی بن حضرت سیدنا امام محمد تقی الجواد رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ علماے ربانی اور گجرات کے اولیاے کبار سے ہیں۔ غوث العالم حضرت محمد غوث گوالیری کے خلفاے کاملین سے ہیں۔ اُستاد البشر اور علی الثانی آپ کا خطاب تھا۔ پورا ملک گجرات ودکن آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے لبریز ہے۔

آپ کے خاندان میں بکثرت علما وفضلا گزرے ہیں۔ چنانچہ بہت سے بزرگوں کا حال تاریخ الاولیاء جلد دوم وسوم میں مرقوم ہوا ہے۔ سلخ محرم ۹۹۸ھ آپ نے رحلت فرمائی اور احمد آباد گجرات میں آسودہ ہیں۔ تاریخ وفات ؎

قدوۃ الاصفیا وجیہ الدین ◉ عالم حق نما وجیہ الدین
علوی بود آں ستودہ صفات ◉ مسقط الرأس ومدفنش گجرات
عقل تاریخ سال آں بنوشت ◉ علوی صاحب جمال بہشت
گفتہ ام سال نقل او بہ یقیں ◉ خلد مسکن عجب وجیہ الدین

آپ کی اولاد احمد آباد وگجرات میں سکونت رکھتی ہے۔ جن کے پاس بادشاہی جاگیر وانعام موجود ہیں۔ فی الحال میرے محبّ سید عبدالحق عرف بڑے میاں صاحب سلمہ ربہ احمد آباد میں بزرگوں کے سجادۂ مشیخت پر زینت بخش ہیں، جن کا نسب نامہ یہ ہے :

سید عبدالحق عرف بڑے میاں بن سید عبداللہ بن سید شجاع الدین بن سید فیض اللہ بن سید اسد اللہ ثانی بن سید رحمت اللہ بن سید حسین الدین بن سید غلام علی بن سید شاہ اسد اللہ بن سید عبداللہ بن سید شاہ وجیہ الدین گجراتی قدس اسرارہم۔

(مخدوم سید ہاشم علوی:) سید شاہ وجیہ الدین کے دوسرے برادرِ حقیقی شاہ برہان الدین کی اولاد میں حضرت قطب الوقت مخدوم سید ہاشم علوی بیجاپوری ہیں۔ آپ مشاہیر

اولیاے کاملین سے ہیں۔ بڑے صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ ۹/رمضان ۱۰۵۶ھ بیجاپور میں وفات ہوئی اور وہیں مزار ہے۔

نسب نامہ یہ ہے: سید ہاشم علوی بن شاہ برہان الدین بن قاضی نصر اللہ احمد آبادی قدس اسرارہم۔ فی الحال آپ کی اولاد وہیں سکونت پذیر ہے۔

شاہ وجیہ الدین پیرزادہ بیجاپوری کا نسب نامہ مرقومۂ ذیل ہے: حضرت شاہ وجیہ الدین پیرزادہ بن شاہ برہان الدین -متوفی ۳/صفر ۱۲۶۱ھ- بن وجیہ الدین -متوفی ۹/ربیع الاوّل ۱۲۳۲ھ- بن سید شاہ عبداللہ حسینی -متوفی ۱۲۴۶ھ- بن شاہ وجیہ الدین بن شاہ مرتضیٰ بن شاہ برہان بن شاہ مرتضیٰ بن قطب الافراد حضرت سید شاہ ہاشم حسینی علوی قدس اسرارہم۔ [از رسالہ ہاشمیہ نوشتہ سید غلام جیلانی مرحوم پیرزادہ گومرسی]

شاہ برہان الدین کی اولاد ضلع خاندیس میں موجود ہے۔ چنانچہ قاضی سید مرتضیٰ عرف بچومیاں صاحب مرحوم خاندیس میں متشنیٰ تھے۔ انھوں نے راقم کو تاریخ الاولیاء کے لکھنے میں احمد آباد و گجرات کی سیاحت میں بڑی مدد دی ہے۔ فی الحال ان کے فرزند سید مقبول علی زادعمرہ انڈول میں حیات ہیں۔ تاریخ رحلت طبع زاد والد ماجد جامع اوراق ہذا۔

بچومیاں چوں قضا کرد از جہاں ◉ خویش و بیگانہ شدہ غمگیں حال
بود سید متقی صابر خلیق ◉ قانع و شاکر عجب شیریں مقال
گفت ہاتف بہر فوت آں عزیز ◉ رفت سید متقی تاریخ سال
۱۳۰۴ھ

حضرت سید شاہ طٰہٰ شطاری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید شاہ طہ بن سید فقیر اللہ بن سید میر ہزاری

بن سید قاسم بن سید برہان بن سید ہادی بن سید حسین بن سید مرتضٰی بن سید مصطفےٰ بن سید احمد بیابانی بن سید معزالدین بن سید مظفر بن سید شہاب الدین بن سید جلال الدین بن سید نصراللہ بن سید حسین جنگ جوی بن سید سراج الدین بن سید محمود موسیٰ بن سید عبدالقدوس رومی بن سید عبداللہ رومی بن سید قیام الدین بن سید موسیٰ بلخی بن سید جعفر ثانی بن سیدنا حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہم

آپ بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔شاہ علی الدین شطاری کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ حضرت سید شاہ محمد سعید شطاری ملہیری قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔گجرات ودکن آپ کے فیض سے مالا مال ہے۔۲۴؍ربیع الاوّل ۱۲۴۶ھ کونقل مکان کیا۔پیپل نار میں آپ کا مزار ہے۔تاریخ رحلت مصنفہ بخشو میاں عرف غلام احمد سورتی مرحوم۔

پیشوائے طریقۂ شطار ◉ شد ز دنیا بطرف دار قرار
بست وچہارم ربیع اوّل بود ◉ روز پنج شنبہ چوں کہ نقل نمود
از جہاں شد چو داخل جنات ◉ از سر صدق جود سال وفات
گفت ہاتف چو او برحمت شد ◉ شاہ سید طٰہٰ بجنت شد
مرقد پاک او بہ پیپل نار ◉ جن وانس اندر روز وشب زوار

فی الحال آپ کے فرزند حضرت سید بابا میاں صاحب سلمہ ربہ پیری مریدی میں مصروف رہتے ہیں۔اپنے بزرگوں کے طریقے کا احیا رکھے ہوئے ہیں۔اور راقم کے حال پرنظر عنایت رکھتے ہیں۔ [من کتاب ریاض الاولیاء]

حضرت میراں سید حسام الدین تیغ برہنہ قدس سرہٗ

آپ اولیائے متصرفین ومشاہیر متقدمین سے ہیں۔آپ کا سلسلہ حضرت موسیٰ مبرقع

بن حضرت سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے دہلی سے ملک دکن میں آکر احسن آباد گلبرگہ میں قیام فرمایا اور وہاں علم ارشاد و ہدایت بلند کیا۔ دکن میں آپ کے قدوم کی برکت سے اسلام نے بڑی رونق پائی۔ انوارِ مقامات وخوارق عادات زبان زدِ خلائق ہیں۔

حضرت مخدوم شیخ سراج جنیدی و میر سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہما آپ کے کئی سال بعد تشریف لائے۔ آپ کی شمشیر ولایت جلال ہمیشہ برہنہ رہتی؛ اس لیے تیغ برہنہ مشہور ہیں۔ ۲۷ربیع الاوّل ۶۸۰ھ میں رحلت فرمائی، گلبرگہ میں آسودہ ہیں۔

(سید اعزالدین حسینی:) آپ کے فرزند حضرت سید اعزالدین حسینی بڑے جامع برکات وحالات اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ صوری ومعنوی استفادات انھوں نے اپنے والد ماجد سے کیا نیز خرقہ خلافت وارادت بھی انھیں سے حاصل کیا۔ والد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد وہدایت پر جلوہ افروز ہوکر خلق خدا کی رشدوہدایت میں مشغول ہوگئے۔

آپ نے صدہا لوگوں کو راہِ ظاہری و باطنی پر لاکر چراغِ ہدایت سے وصول الی اللہ کا راستہ دکھایا۔ آپ کا سن وفات معلوم نہ ہوسکا۔ آپ کی اولاد میں کثرت سے صاحبانِ علم وفضل گزرے ہیں۔ فی الحال آپ کی اولاد گلبرگہ میں سکونت پذیر ہے۔ حق تعالیٰ ان کو اپنے بزرگوں کے طریقے پر چلنے کی توفیق نیک عطا فرمائے۔ آمین [مجمع الانساب]

بیان اَولادِ حضرت سیدنا اِمام علی نقی العسکری رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل بیت سے امام دہم کہلاتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳/رجب ۲۱۲ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ حضرت امام محمد تقی کے فرزند رشید ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور لقب ہادی، ذکی، عسکری اور نقی ہے۔ آپ کی والدہ شمامہ امام الفضل خلیفہ بغداد مامون کی صاحب زادی تھیں۔ آپ کی وفات خلیفہ بغداد مستنصر باللہ کے زمانۂ سلطنت میں روز دوشنبہ آخر ماہِ رجب ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ سرمن رای کے درمیان سامرہ میں مدفون ہیں۔ عمر شریف چالیس سال کی تھی۔

کتاب بحرالانساب وتحفہ عظیمہ میں تحریر ہے کہ آپ کے چار صاحب زادے تھے: حضرت سیدنا امام حسن عسکری، حضرت حسین اصغر، حضرت جعفر ثانی، حضرت محمد المشہور حیدر رضی اللہ عنہم۔ تاریخ رحلت ؎

آں نقی زماں امام ہمام ◉ ہادی خلق ورہ نمائے انام
بود ذاتش خلاصۂ عالم ◉ قبلہ وکعبہ بنی آدم
بود دوشنبہ وسیوم ز رجب ◉ کہ نقی شد بسوے حضرت رب
سال نقلش باتفاق جہاں ◉ گو نقی بود زیب دیں برخواں
مرقد پاک او بسرمن رای ◉ عالمے را شد است کارکشائے

حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ

رسالہ 'سلسلۃ السادات' میں آپ کا نسب نامہ یہ تحریر ہے: حضرت سید قطب الدین

المشہور خواجہ مودود چشتی بن خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی بن خواجہ سمعان بن خواجہ سید ابراہیم بن خواجہ سید حسن بن خواجہ سید عبداللہ بن خواجہ سید حسین اصغر بن سیدنا حضرت امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

آپ مادر زاد ولی، قطب الاقطاب، شمع صوفیاں، چراغِ چشتیاں، صاحب الاسرار اورمخزن الانوار تھے۔خرقۂ ارادت وخلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔سولہ سال کی عمر میں علم ظاہری کو حاصل کر کے علومِ باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔اور تھوڑے ہی عرصے میں مدارجِ علیا پر فائز ہوئے۔آپ ہواؤں میں اُڑتے تھے اور خانۂ کعبہ کا طواف کر کے چلے آتے تھے۔

نواحِ چشت، بلخ اور بخارا میں آپ کے صدہا خلفا موجود ہیں۔ہرات اور خطہ پاک چشت میں آپ کی اولاد سکونت رکھتی ہے۔غرہ رجب ۵۲۷ھ میں آپ نے وصال فرمایا اور قصبہ چشت میں آسودہ ہیں۔تاریخ وفات ؎

آں کہ مودود چشتیش نام است ◉ گلشن چار باغ اسلام است
عمدہ خاندان چشت آمد ◉ ہادی جانب بہشت آمد
ہست تاریخ نقل آں مسعود ◉ کہ بجنات آب از مودود

(**مولانا سید محمد بن فضل اللہ برہان پوری:**) اس بزرگ کی اولاد میں مولانا محمد بن فضل اللہ برہان پوری کا نسب نامہ دست یاب ہوا ہے جو ان کی اولاد میں مشہور ہیں۔نسب نامہ: مولانا سید محمد بن سید فضل اللہ نائب رسول اللہ بن خواجہ سید محمد صدر بن خواجہ سید حسین بن خواجہ سید احمد تاج بن خواجہ سید تاج عیسیٰ بن سید فتح اللہ بن سید محمد تاج بن سید محمد بن سید حسین بن سید محمد بن خواجہ سید مودود چشتی قدس اسرارہم

حضرت مولانا سید محمد بن فضل اللہ بڑے عالم ربانی تھے۔ برہان پور آپ کا مدرسہ تھا جس میں بہت سے طلبہ کو علومِ ظاہری و باطنی کا درس دیا کرتے تھے۔آپ نے حضرت ابو

محمد خضر یمینی آسیری اور حضرت شیخ المشائخ محمد ماہ سے فیض نعمت خلافت قادریہ و چشتیہ اخذ کیا۔آپ کی وفات شب دوشنبہ ۲؍رمضان ۱۰۲۹ھ میں ہوئی۔ دارالسرور برہان پور میں آسودہ ہیں۔

فی الحال اس بزرگ کی اولاد میں حضرت قاضی خواجہ سید بدیع الدین صاحب ملکا پور میں عہدۂ قضا پر ماموروجانشین ہیں۔ان کا نسب نامہ یہ ہے: خواجہ سید بدیع الدین بن خواجہ سید محمد بن خواجہ سید مظفر بن خواجہ سید محمد بن خواجہ سید محمد اشرف بن خواجہ سید محمد طاہر بن خواجہ سید حسن بن خواجہ سید فضیل بن مولانا سید محمد بن فضل اللہ نائب رسول اللہ قدس اسرارہم

خواجہ اکرام الدین آپ کے بھائی ہیں۔قاضی خواجہ احمد مرحوم کی اولاد میں خواجہ بدر الدین، خواجہ امین الدین اور خواجہ علیم الدین وغیرہ موجود ہیں۔ ملکاپور، برہان پور، اور حیدر آباددکن میں اس بزرگ کی اولاد میں سے اکثر حضرات رہتے ہیں۔ [تاریخ برہانپور]

حضرت قطب العالم سید برہان الدین بخاری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ 'ملفوظِ بخاری' میں یہ مرقوم ہے: سید برہان الدین قطب عالم بخاری بن سید ناصرالدین محبوب عالم بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر بخاری بن سید جلال الدین حسین بخاری بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن جعفر ثانی بن سیدنا امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

(مخدومِ جہانیاں سید جلال الدین بخاری:) آپ کے جد امجد حضرت سید جلال الدین بخاریؒ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید وخلیفہ اور شیخ عصر تھے۔ ۱۹؍ جمادی الثانی ۶۹۰ کو رحلت فرمائی اور اوچ میں مدفون ہیں۔

(محبوبِ عالم سید ناصرالدین بخاری:) ان کے فرزند سید ناصرالدین محبوب عالم

بخاری ہیں جو عالم کامل اور اپنے عصر میں شیخ المشائخ تھے۔ ہزار ہا لوگ ان سے فیض یاب ہوئے۔۸۴۰ھ میں وفات ہوئی۔

ان کے فرزند حضرت **سید برہان الدین قطب عالم بخاری** ہیں جو مشاہیر سادات کرام اور اولیاے عظام سہروردیہ سے ہیں۔ آپ سلطان احمد بن تاتارخان والیِ احمد آباد کے عہد سلطنت میں اوچ سے احمد آباد آئے اور ارشاد و ہدایت کے پرچم کو بلند کیا۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ کی ذات بابرکات سے فیض کامل حاصل کیا۔ آپ نے مشائخین کے درمیان بڑا اعزاز پایا۔ ۸۵۷ھ کو دارِفنا سے رحلت فرمائی اور احمد آباد گجرات کے قریب قصبہ بٹوہ میں آسودہ ہیں۔

(**سید محمد المعروف شاہ عالم بخاری:**) آپ کے فرزند سید محمد عرف شاہ عالم بخاری ہیں۔ جو مشاہیر اولیاے گجرات سے ہیں۔ عوام آپ کو شاہ منجھن بخاری بھی کہتے ہیں۔

آپ علم ظاہری و باطنی میں کامل اور اُس ملک کے صاحب ولایت تھے۔ آپ کا حلیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا تھا۔

سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ نیز قطب الوقت حضرت شیخ احمد کھٹو مغربی سے بھی آپ نے خاصا فیض قادریہ مغربیہ باطنیہ حاصل کیا تھا۔

آپ ہمیشہ دین محمدی کی ترویج و اشاعت اور مریدوں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے تھے۔ ملک گجرات و دکن آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے لبریز ہے۔ ۸/ جمادی الاول ۸۸۰ھ میں رحلت فرمائی اور احمد آباد میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت حضرت قطب العالم بخاری۔

حضرت برہانِ دیں شیخ کبیر ◉ قطب عالم شاہ قطب الاکرمیں
ہست تولیدش سخی سید ولی ◉ ہم ولی کشاف قطب العالمیں

نیز مخدو اہل دیں آمد عیاں ◉ سال تولیدش بقول صالحیں
سال ترحیلش عیاں شد از خرد ◉ کاشف دیں اہل دل برہانِ دیں
نیز مہدی قطب عالم مقتدا ◉ انتقالش ہست از روے یقیں
سید مہتاب برہان الولی ◉ ہست سال انتقالش ایں چنیں
باز سرور گفت وصل آں جناب ◉ طرفہ زاہد شمع حق برہانِ دیں

(حکیم سید محمد شاہ ضیاؔ:) اس بزرگ کے سلسلے کے میرے ایک الطاف فرما حکیم سید محمد شاہ کشمیری متخلص ضیاؔ سلمہ اللہ تعالیٰ شہر بمبئ میں سکونت پذیر ہیں۔ صاحب علم وفضل اور علم طب میں کمالِ دست گاہ رکھتے ہیں۔ الف نصائح اور اخلاقِ ضیائی آپ کی تالیفات ہیں۔

(سید احمد شاہ کشمیری:) ان کے والد ماجد حضرت سید احمد شاہ کشمیری مرحوم چند سال تک جماعت المسلمین کی جانب سے شہر بمبئ کے قاضی مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۰ھ میں انتقال فرمایا اور حیدر آباد دکن میں آسودہ ہیں۔

اس خاندان میں بڑے بڑے علما ومشائخین نامی گرامی ملک کشمیر میں گزرے ہیں، جن کا حال تاریخ الاولیاء جلد سوم میں لکھ دیا گیا ہے۔

حکیم صاحب موصوف کا نسب نامہ یہ ہے: سید محمد شاہ ضیاؔ بن قاضی سید احمد شاہ بن سید بہاء الدین شاہ بن سید نجم الدین منطقی بن سید عبداللہ بن سید اسد اللہ بن سید محمد سعید بن سید محمد امین بن سید محمد خورد بن سید محمد قاسم بن سید عبدالفتاح بن سید محمد بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید نعمت اللہ بن سید فضل اللہ بن سید حسن بن سید حسین بن سید نور الدین بن سید تاج الدین بن سید احمد بن سید علی بن سید احمد کبیر ثانی بن سید جلال الدین سرخ بخاری قدس اسرارہم

دوسرا نسب نامہ ساداتِ قنوج کا 'الفرع النامی' میں یہ لکھا ہے: **مولوی سید صدیق**

حسن بن سید اولا دحسن بن سید اولا دعلی بن سید لطف اللہ بن سید عزیز اللہ بن سید لطف علی بن سید اچھے بن سید کبیر بن سید تاج الدین بن سید جلال الدین بن سید راجو شہید بن سید جلال بن سید رکن الدین بن سید حامد بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین قطب عالم بخاری قدس اسرارہم

مولوی صاحب بڑے علمائے گرامی اور مشاہیر سادات کرام سے ہیں۔ بھوپال میں بڑا اعزاز پایا۔ آپ کی ذات سے علما وفضلا کا مجمع وہاں چند روز تک خوب رہا۔ آپ کی تصانیف وتالیف سو سے زائد ہیں۔

ان کے فرزند **مولوی سید علی حسن** صاحب و**مولوی سید نور الحسن** صاحب بھوپال میں تشریف رکھتے ہیں۔ راقم ہذا ۱۸۹۳ء کو حضرت مولوی سید علی حسن سے علی گڑھ میں ملاقات کر کے بہرہ اندوز ہوا ہے۔

تیسرا نسب نامہ حضرت مولوی سید عبید اللہ صاحب برہان پوری مرحوم کا یہ ہے:
مولوی سید عبید اللہ بن مولوی سید جلال الدین اللہ والے بن سید نقی بن سید غلام محمد بن سید عبد الخالق بن سید عبد الرحمٰن بن سید فتح محمد بن سید حسین بن سید احمد بن سید امام الدین بن سید محمد بن سید ابو الحسن بن سید رشید بن سید سلیمان بن سید منصور بن سید میراں بن سید علیم الدین بن سید رحمت اللہ بن سید علیم الدین بن سید ناصر الدین برادر قطب عالم بخاری احمد آبادی بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں قدس اسرارہم

(مولوی سید جلال الدین اللہ والے برہان پوری:) مولوی اللہ والے برہان پوری مرحوم مولانا مولوی عبد العزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ بڑے عارف باللہ اور زاہد وعابد بزرگ تھے۔

(مولوی سید عبید اللہ:) ان کے فرزند مولوی سید عبید اللہ مرحوم عالم کامل اور صاحب

تصانیف کثیرہ ہیں۔ صاعقۃ الربانیہ فی رد وہابیہ وغیرہ کتابیں آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔ ۱۲۹۸ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔ راقم کے حال پر بڑی نظر عنایت رکھتے تھے۔ ان کا حال تذکرۂ حیات العلماء میں مرقوم ہے۔

چوتھا نسب نامہ سید راجہ شہید قدس سرہ: مزار ناسک میں ہے۔ نسب نامہ یوں ہے: سید راجہ بن سید حسین بن سید مرتضیٰ بن سید محمد بن سید اسد اللہ بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید حبیب اللہ بن سید صدر شہید بن سید حسین بن سید علی بن سید حبیب اللہ بن سید حسین بن سید محمود بن سید محمد بن سید حسین بن سید احمد بن سید علی بن سید اسماعیل بن سید صدرالدین بن سید علم الدین بن سید شہاب الدین بن سید علاؤالدین بن سید نظام الدین بن سید محمد بخاری بن سید مچھن شاہ بن سید شاہ زرزری بن سید برہان الدین قطب العالم بخاری قدس اسرارہم

آپ سادات کرام سے ہیں۔ بزرگِ وقت اور صاحب عالی درجات تھے۔

پانچواں نسب نامہ سید علاء الدین کتانوی قدس سرہ: نسب جدیہ یوں ہے: سید علاؤ الدین بن سید جلال الدین بن سید فتح اللہ بن سید شمس الدین بن سید ظہیر الدین بن سید خان بن سید عبدالرزاق بن سید ناصرالدین محمود بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری قدس اسرارہم

آپ سادات کرام سے ہیں۔ آپ مخدوم شیخ عبدالغفور اعظم پوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ کتانہ میں رہائش رکھتے تھے۔ ساری عمر مجاہدہ و ریاضات میں گزار دی۔ ۱۰؍ جمادی الثانی ۹۸۹ھ میں انتقال فرمایا۔ کتانہ میں مدفون ہیں۔ [تاریخ قادریہ مصنفہ عبدالرشید کرانوی]

چھٹواں نسب نامہ سید میراں: آپ مشاہیر مشائخین سورت سے ہیں۔ بزرگ وقت

اوراہل اللہ میں تھے۔۱۹؍ربیع الثانی ۱۲۲۱ھ کوانتقال فرمایا۔سورت کے قریب پرگنہ اوڑ پار میں آپ کا مزار ہے۔نسب نامہ یہ ہے :

سید میراں بن سیدعبداللہ بن سیدعلی اکبر بن سیدعبداللہ بن سید جہاں گیر بن سید عالم بخاری بن سید میراں بن سید حامد بن سید میراں -متوفی ۹۸۰ھ- بن سید مبارک -متوفی ۹۱۲ھ- بن سید میراں بن سیدعلم الدین بن سیدشہاب الدین بن سیدعلم الدین بن سید ناصرالدین محمود بن سیدجلال الدین مخدوم جہانیان قدس اسرارہم

آپ کے تین فرزند تھے: سید میاں صاحب، سید قطب الدین صاحب اور سید میر صاحب۔ [منقول از تذکرۂ سورت]

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: حضرت سید نظام الدین اولیا بن سید محمد بن سید احمد بن سیدعلی بن سیدعبداللہ بن سید حسن بن سید احمد بن سید مقبول الدین بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سیدعلی اصغر بن سیدنا جعفر ثانی بن سیدنا امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

آپ دہلی کے مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔آپ قطب العصر شیخ فریدالدین گنج شکر کے خلیفہ تھے۔محبوبِ الٰہی آپ کا خطاب تھا۔تمام ملک ہندوستان آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے لبریز ہے۔

آپ کے جد مادری خواجہ غریب بخارا سے آپ کے والد ماجد شیخ احمد دانیال کے ہم راہ ہندوستان آئے۔ پہلے لاہور میں سکونت کی۔ پھر وہاں چندے قیام کر کے بدایوں میں سکونت پذیر ہوئے۔محبوبِ الٰہی وہیں تولد ہوئے۔

علم ظاہری کی تحصیل کر کے شیخ نجیب الدین متوکل کے ہمراہ آپ اجودھن آئے اور

حضرت بابا فرید گنج شکر کی خدمت میں پہنچ کر ان سے مرید ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔آپ نے خاندانِ چشت کو وہ رونق بخشی کہ تمام ملک دکن و گجرات بلکہ پورا ہندوستان آپ کے خلفاے کبار کے فیوضات سے روشن ہے۔روز چہار شنبہ ۱۸؍ربیع الثانی ۷۲۵ھ میں کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا جام نوش فرمایا۔دہلی میں آسودہ ہیں۔

انتظامِ زمان واہل زمیں ◉ شیخ عالی نسب نظام الدیں
اورع و افقہ ومحدث بود ◉ بہر دنیا نداشت گفت وشنود
چار شنبہ بخلد نقل نمود ◉ ہژدہم از ربیع ثانی بود
نود وچار سال عمرش بود ◉ کاں زماں شد بحضرت معبود
سال ترحیل آں خجستہ شیم ◉ زد خرد زندۂ بہشت رقم
مرقد او بشہر دہلی داں ◉ فیض بخش بطفل وپیر و جواں

(سید شاہ ابوالحسنات چشتی:) اس بزرگ کے نسب میں ایک سلسلہ ہاتھ آیا ہے۔اور وہ ہے حضرت سید شاہ ابوالحسنات چشتی کا جو بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔۱۳۰۱ھ میں رحلت فرمائی۔اور برہان پور میں مولوی اللہ والے مرحوم کی مسجد کے صحن میں آسودہ ہیں۔

ان کا نسب نامہ یہ ہے: سید شاہ ابوالحسنات بن سید شاہ ابوالبرکات بن سید فضل حق بن سید شاہ اصغر بن سید محمد یوسف بن سید سلام اللہ بن سید محمد یعقوب بن سید محمد منصور بن سید محمد مظفر بن سید شاہ سلطان بن سید نصیر الدین بن سید معین الدین بن سید فرید الدین بن سید محمد ابراہیم بن سید جمال الدین اولیا برادر عم زاد حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی قدس اسرارہم

ایک بزرگ نے ان کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے ؎

رفت چوں زیں جہاں ابوالحسنات ◉ شد بفردوس آں وحید العصر
نوجواں بود عارف وسالک ◉ صالح وکامل فرید الدہر

جست تاریخ آں بدل صاحب ◉ ہاتف غیب گفت شیخ العصر

حضرت خواجہ دانا نقش بندی سورتی قدس سرہٗ

ملفوظ مناقب الاخیار میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: سید جمال الدین عرف خواجہ دانا نقش بندی بن سید خواجہ بادشاہ بن خواجہ سید اسماعیل بن سید قریش بن سید ولایت بن سید خواجہ عبداللہ زربخش بن سید احمد مشہور بہ خواجہ اتا بن سید حسن بن سید محمد بن سید سلیمان بن سید عبداللہ بن سید اسماعیل بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سیدنا حضرت امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر علمائے کبار اور اولیائے عالی تبار سے ہیں۔ ۸۹۸ھ کو موضع خسبوق ولایت خوارزم میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید خواجہ بادشاہ پردہ پوش تھا، جو شاہ اسماعیل صفوی کے عہد حکومت میں شہید ہوئے۔

آپ نے مولانا سعید ترکستانی سے علم ظاہری حاصل کیا۔ بعد بادشاہ بلخ پیر محمد خاں نے آپ کی قدر ومنزلت کی اور اپنی ہمشیرہ آپ کے نکاح میں دی۔ وہ عصمت مآب سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہیں۔ سفر ہندوستان میں بھی ساتھ تھیں، چنانچہ شہر سورت میں ان بی بی کا انتقال ہوا۔

آپ نے سورت کے بندر مبارک میں اقامت کی اور زوار حجاج کے جہازوں کی حفاظت اور مسافروں کی امداد میں بتوفیق الٰہی کوشش کرتے رہے۔ آپ یہ رباعی خاص اپنی زبان مبارک سے ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

پئے امداد کشتی ہائے ایں بحر ◉ وطن داریم اندر کنج ایں شہر
بریں خدمت ز حق گشتیم مامور ◉ چہ خوش گفتند المامور معذور

بادشاہ اکبر کا بیٹا شہزادہ دانیال آپ کا مرید تھا۔ آپ نے خواجہ بابا نقش بندی سے فیض نقش بند حاصل کیا اور خواجہ عبید اللہ احرار کی روحِ مبارک سے آپ کو فیض اویسیہ عطا ہوا۔ پانچویں صفر روزِ جمعہ ۱۰۱۵ھ میں رحلت فرما ہوئے۔ آپ کا مزار سورت میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

آپ کے مناقب میں کئی کتابیں راقم ہذا کی نظر سے گزریں۔ مناقب الاخیار مصنفہ خواجہ ابوالقاسم۔ جامع المناقب مصنفہ اخوند درویش تاشقندی۔ مقامات العارفین مصنفہ قاضی جان محمد بخاری۔ فتاویٰ فیض نقش بندیہ مصنفہ خواجہ فیض الحسن۔ کثیر الفوائد مصنفہ خواجہ نور الاعلیٰ۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

خواجہ خواجگاں جمال الدیں ◉ آں نمایندہ طریق ہدیٰ
مرشد سالکان خفیہ وجہر ◉ ہادیِ طالبانِ راہِ خدا
صد وسی سال در جہاں می زد ◉ کوسی لا اشرک بہ احدا
شب آدینہ پنج ماہ صفر ◉ ہاتف از رحلتش بدادندا
ہر کہ تاریخ رحلتش پرسد ◉ خواہ شاہنشہ است وخواہ گدا
رو مکرر بگوے بادل زار ◉ روح اللّٰہ روحہ ابدا
۱۰۱۵ھ

[من کتاب سیر الاولیاء مصنفہ مولوی عبدالحکیم سورتی]

حضرت خواجہ سید محمد باریاب برہانپوری قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ اس طرح مرقوم ہے: خواجہ سید محمد باریاب بن سید محمد نصریاب بن سید محمد داراب بن سید خواجہ عبدالمقتدر بن خواجہ سید حسن بن خواجہ سید حسین بن خواجہ سید فخر الدین بن سید جلال الدین بن سید عبداللہ بخاری بن سید قطب الدین بن سید کبیر الدین بن

سید اسماعیل بن سید محمود ناصر الدین بن سید مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین سرخ بخاری بن سید علی سلطان الدین بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سیدنا حضرت امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ متاخرین مشائخین دکن سے ہیں۔ بڑے صاحب عبادت وریاضت اور ذاکر وشاغل تھے۔ آپ کے اوقات ہمیشہ مریدوں کی تعلیم اور اَذکار واَشغال میں مصروف رہے۔ راقم کتاب کے جدامجد حضرت سید عبداللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ علیہ چشتیہ کی خلافت آپ ہی سے اَخذ کی تھی۔

آپ نے تین بار حج کیا اور زیارتِ قباتِ عالیات اور بغداد شریف سے مستفیض ہوئے۔ آپ کے ہزاروں مریدین تھے۔ چنانچہ حکیم عبداللہ شاہ المخاطب رئیس الخلفاء ہلال الدین، مولوی غلام محمد اکبر سلطان الواعظین سورتی، سید شجاعت میر، سید عبداللہ حسینی وغیرہ آپ کے خلفاے نامی گرامی سے ہیں۔

الغرض! آپ کی ذات تیرہویں صدی میں بس غنیمت تھی۔ آپ نے چشتیہ، ابوالعلائیہ، نقش بندیہ، قادریہ اور سہروردیہ وغیرہ سلاسل کی نعمت خلافت بزرگانِ عصر سے حاصل کی تھی۔

۲۶/ جمادی الثانی شب جمعہ ۱۱۹۱ھ میں تولد ہوئے۔ اور ۱۲۶۴ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔ [تذکرۂ اولیاے برہان پور]

حضرت سید شاہ محمد صادق حسینی سرمست ناسک قدس سرہٗ

آپ کا سلسلہ جدیہ 'جوہر الانساب' میں یوں مرقوم ہے: سید شاہ صادق حسینی بن سید امین الدین شیر محمد بن سید علی اسد اللہ بن احمد راجو بن سید اسد اللہ بن سید محمد راجو بن سید

امین الدین بن سید صفی ہمدانی بن سید محمد بن سید احمد اصغر بن سید علی اصغر بن سید حسین عسکری بن سیدنا حضرت امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

آپ ملک دکن کے مشاہیر اولیاے متصرفین سے ہیں۔ آپ نے خرقۂ خلافت قادریہ کو اپنے والد ماجد سید امین الدین شیر محمد مدنی سے حاصل کیا۔ نیز حضرت خواجہ عمر مختار اللہ بال چشتی سے خرقہ خلافت چشتیہ اخذ کیا، اور بحکم بشارت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان کی طرف تشریف لائے۔

سیر الاولیاء مصنفہ مولوی عبدالحکیم سورتی میں تحریر ہے کہ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ ہندوستان آئے اور کاٹھیاواڑ اضلاع دکن گجرات اور بیجاپور کی سیر وسیاحت کرتے ہوئے بہت سے بزرگانِ وقت سے فوائد باطنی حاصل کیے۔ نیز قدوۃ الواصلین حضرت شاہ سدھن سرمست شطاری کی خدمت میں چند روز رہ کر فیض واجازت اذکار واشغال شطاریہ اخذ کیا۔

آپ یوں ہی مدتوں عالم استغراق وجذب میں پھرتے رہے۔ پھر دولت آباد میں چند روز رہ کر ریاضت شاقہ کی۔ جب افاقہ ہوا تو وہاں سے بدر روانہ ہوئے۔ شیخ الوقت سید حسین نے - جو حضرت گیسودراز کی اولاد سے تھے- اپنی دختر صاحبہ سے آپ کا عقد نکاح باندھ دیا۔

پھر وہاں سے بحکم بشارتِ غیبی ترویج اسلام کے واسطے ناسک میں آکر سکونت گزیں ہوئے۔ اور کفر وشرک کی تاریکی میں اسلام کا چراغ اپنے قدوم سے روشن کیا۔ جوگواڑہ - جو خاص جوگیوں کے رہنے کا محلّہ تھا- وہ آپ کی دعا سے ملیامیٹ ہو گیا۔

شاہ جہاں بادشاہ اپنے ایام شاہ زادگی میں اپنی بی بی تاج محل کے ساتھ چند روز ناسک میں مقیم رہا، اس وقت وہ آپ کا مرید ہوا۔ پھر جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس

نے آپ کی خانقاہ ومسجد کے مصارف کے لیے چند گاؤں انعام مدد معاش کے طور پر دیے۔ چنانچہ آج تک اس کے دیے ہوئے انعام وغیرہ میں سے کچھ آپ کی اولاد کے قبضہ تصرف میں ہیں۔

۱۶/ ذی الحجہ ۱۰۴۹ھ میں آپ نے دنیاے فانی سے بعمر یک صد و پنجاہ رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار گلشن آباد عرف ناسک میں مشہور ہے۔ قطعہ تاریخ وفات ؎

شاہ صادق کہ مظہر رب بود ◉ مرشد خلق راہ کشف وشہود
در ریاضت نبود مثل او ◉ در کرامت چو مثل شاں معدود
چہ بزرگ است درگہ عالی ◉ سر نہادہ فرشتگاں بہ سجود
سہروردی وقادری چشتی ◉ گوے نعمت ز چار دہ بربود
نعمت ہر طریق در جامش ◉ خرقہ ہفت رنگ را ید رود
حال درویش بود سلطنتش ◉ فقر وشاہی بہ مہرہٗ اندود
کفر را کاست لاے نافیہ است ◉ ہم ز اثبات حق بدیں افزود
بدکن ساخت نقش دیں محکم ◉ در ایماں باہل کفر کشود
کوس دیں زد بمعید ناسک ◉ زنگ دل ہاے جوگیاں بزدود
بہ ریاضات وقوتِ باطن ◉ ہمہ کس را رہ خدا بہ نمود
مسجد وخانقاہ کرد بپا ◉ زائراں را بکف در مقصود
روز و شب در حوالی درگاہ ◉ جن وانس اند در قیام وقعود
آل پاکِ محمد عربی ﷺ ◉ باد بر روح او ہزار درود
عمر او بود یک صدوپنجاہ ◉ جام شربت ز وصل حق پیمود
گشت ساکن بہ گلشن آباد ◉ رحلتش یک ہزار وپنجاہ بود

آپ کے چار فرزند تھے۔ اس راقم کا نسب نامہ آپ کے فرزند اکبر سے جا کر ملتا ہے۔ سید امام الدین احمد بن مولوی سید عبدالفتاح عرف میر اشرف علی بن سید عبداللہ حسینی بن میر شمس الدین بن سید زین العابدین بن سید محی الدین بن سید عبدالفتاح بن سید شیر محمد عرف اسداللہ حسینی بن حضرت سید شاہ محمد صادق حسینی سرمست قدس اسرارہم

دوسرا نسب نامہ آپ کے فرزند خورد سے جا کر ملتا ہے: مولوی سید نظام الدین بن میر نذر علی بن سید حسین علی بن سید میراں بن سید حسین بن سید عبدالرحیم بن حضرت سید شاہ صادق حسینی سرمست قدس اسرارہم

دونوں فرزندوں سے آپ کی اولادِ نرینہ جاری ہے، اور ناسک میں سکونت رکھتی ہے؛ مگر افسوس کہ بے علمی کے سبب ابتر وخستہ حال ہیں۔ حق تعالیٰ انھیں توفیق نیک عطا فرمائے اور شرک وبدعت سے بچاتے ہوئے علم وعمل میں برکت دے۔

حضرت مولوی سید شاہ محی الدین قادری ویلوری قدس سرہٗ

کتاب 'جواہر الحقائق' میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: مولوی سید عبداللطیف عرف سید شاہ محی الدین قادری بن سید شاہ ابوالحسن قادری بن سید عبداللطیف ذوقی بن سید رکن الدین ابوالحسن قزلی بن سید عبداللطیف بن سید میراں ولی اللہ بن سید عبداللطیف بن سید محمد بن سید عبدالحق بن سید قطب الدین بن مولانا سید عبدالفتاح گجراتی - شارح مثنوی شریف - بن قاضی سید اسماعیل گجراتی بن سید برہان الدین بن سید حسین بن سید نوراللہ منصوری بن سید عبدالفتاح بن سید جلال متقی بن سید حامد بن سید حمزہ اصغر خلیفہ حضرت غوث الاعظم بن سید اسداللہ بن سید حسین اکبر بن سید محمد بن سید سیف اللہ ناصر بن سید ابوالقاسم بن سید حیدر کرار بن سیدنا حضرت امام علی نقی عسکری رضی اللہ عنہم

آپ مشاہیر علماے ربانی ومشائخین کاملین سے ہیں۔ بروز شنبہ چودھویں جمادی الآخر ۱۲۰۷ھ میں تولد ہوئے۔ پہلے ایک بزرگ مولانا سید عبداللطیف بیجاپوری قادری اسی سلسلے کے ۱۱۱۲ھ میں ویلور تشریف لائے اور وہاں کے حاکم وقت نے آپ کی بڑی قدر کی اور وہیں مدفون ہیں۔

پھر اسی خاندان میں مولوی سید شاہ محی الدین صاحب ویلوری ہیں۔ آپ فاضل اجل، مرشد وقت، عارف باللہ، اور علومِ ظاہری و باطنی میں مستثنیٰ تھے۔ پورا ملک مدراس ودکن وغیرہ آپ کے فیض ظاہری و باطنی سے مملو ہے۔ آپ کی تصانیف سے جواہر السلوک اور جواہر الحقائق وغیرہ مشہور ہیں۔

یہ جامع اوراق آپ کے شرفِ خدمت سے سرفراز ہوا ہے۔ آپ کے خاندان کے احوال بتصریح تمام راقم نے تاریخ الاولیاء جلد سوم میں مندرج کر دیے ہیں۔ آپ نے تیسری محرم ۱۲۸۹ھ کو مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی اور اپنے جد امجد کے حضور میں مدفون ہیں۔ تاریخ وفات ؎

آہ جاتا رہا محی الدیں ◉ جس سے مشہور تھیں صفاتِ حق
چشم بد دور سالِ فوت سروش ◉ کہا اے وائے محو ذاتِ حق
۱۲۸۹ھ

فی الحال آپ کے صاحب زادے مولوی سید شاہ رکن الدین سلمہ ربہ ویلور میں اپنے بزرگوں کے طریقے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ خداے تعالیٰ ان کی عمر وعلم میں ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین ؎

نہ مردہ است آں کہ از وے جانشینے
خلف ماند خرد مندے حسینے

حضرت سید شریف محمد چشتی اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید شریف محمد چشتی بن شاہ محمد بن راجو محمد بن سید ادریس بن سید محمد بن سید بدر الدین بدر عالم بن سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین بن سید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سیدنا امام علی نقی عسکری قدس اسرارہم

آپ دکن کے مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ بڑے عارف باللہ بزرگ گزرے ہیں۔آپ شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی کے مرید وخلیفہ تھے۔ ۲۷؍رجب ۱۱۶۴ھ میں وفات پائی۔اورنگ آباد دکن میں آپ کا مزار ہے۔ [ریاض الاولیاء]

حضرت سید حمید بخاری بیجاپوری قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: سید حمید بخاری بن سید قطب الدین بن سید یوسف بخاری بن سید رکن الدین بن سید تاج الدین بن سید حامد بخاری بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں قدس اسرارہم

آپ مشاہیر ساداتِ کرام اور فضلاے عظام سے ہیں۔آپ کا فیض وارشاد پورے ملک میں جاری وساری ہے۔آپ خلافت وارادتِ اجداد یہ رکھتے تھے۔ ۱۵؍ذی قعدہ ۱۰۱۸ھ میں رحلت فرمائی۔ بیجاپور میں آسودہ ہیں۔

(سید اشرف بخاری بیجاپوری:) آپ کے فرزند سید اشرف بخاری بڑے ولی کامل اور محقق فاضل ہیں۔آپ کا فیض بیجاپور کے اطراف میں خوب جاری ہے۔ [منقول از کتاب سلاسل بخاری مصنفہ غنی بن موسیٰ بیجاپوری]

حضرت مخدوم سید احمد بخاری قدس سرہٗ

آپ بڑے اولیاے متقدمین اور فضلاے کاملین سے ہیں۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مخدوم سید احمد بخاری بن سید علاؤ الدین بخاری بن بندگی الاسلام سید ناصر الدین محمود بخاری بن سید جلال الدین بخاری قدس اسرارہم

آپ نے ۵؍ربیع الثانی ۸۲۰ھ میں رحلت فرمائی اور مرتضیٰ آباد مرچ میں آسودہ ہیں۔ آپ کی اولاد وہیں رہتی ہے، اور بزرگوں کی جاگیر یافتہ اراضی پر زندگی بسر کرتی ہے۔

(سید نعمت اللہ بخاری مرتضیٰ آبادی:) اسی خاندان کے ایک بزرگ سید نعمت اللہ بخاری مرتضیٰ آبادی ہوئے ہیں جو مشاہیر اولیاے کرام سے تھے۔محمد عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں احمد آباد گجرات سے بیجاپور تشریف لائے اور وہاں پر بڑا اِعزاز پایا۔ شیخ لطیف اللہ قادری بیجاپوری کے خلیفہ مخدوم شیخ عبدالصمد کنعانی قادری سے آپ نے خرقۂ خلافت قادریہ حاصل کیا۔

آپ عرصے تک بیجاپور میں رہ کر لوگوں کو ارشاد وہدایت کرتے رہے۔ پھر یہاں سے مرچ تشریف لے جاکر وہاں سکونت اختیار کی۔اور علم ارشاد وہدایت کو وہاں بھی بلند رکھا۔صدہا لوگ آپ کے مرید ومعتقد ہوئے۔سن وفات معلوم نہ ہوسکا۔

آپ کا سلسلہ جدیہ یوں ہے: سید نعمت اللہ بخاری بن سید عبدالرحیم بن سید مصطفےٰ بن سید احمد مرتضیٰ آبادی بن سید برہان الدین قطب عالم بخاری بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین بخاری قدس اسرارہم

آپ کا مزار مرچ مرتضیٰ آباد میں ندی دروازہ کی طرف ہے۔آپ کی اولاد مرچ بیجاپور میں سکونت رکھتی ہے۔اسی خاندان کے حضرات ساداتِ بخاری سے مشہور ہیں، جو احمد آباد، بھوپال، برہان پور، بیجاپور، گل برگہ، کشمیر اور مرچ وغیرہ میں موجود ہیں۔

حضرت سید ہاشم المعروف خداوند ہادی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ بڑے صاحب تصرفات اور عالی درجات تھے۔ حضرت امین الدین اعلیٰ بیجاپوری کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ نے شاہ میراں جی خدانما سے حیدرآباد دکن میں آکر بہت سے فوائد باطنی حاصل کیے۔ چند سال کے بعد قصبہ چچولی میں آکر سکونت کی۔۵؍شوال کو وفات پائی۔آپ کی قبر موضع چچولی ضلع بیجاپور میں ہے۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سید ہاشم المشہور خداوند ہادی بن سید رستم بن سید علاؤ الدین بن سید حسن بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید شاہ حاجی بن سید شاہ جمال اللہ بن سید شاہ حافظ بن شاہ جمال محمد بن سید محمد بن سید محمد اکبر المشہور ابوالفتح رکن عالم بن مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس اسرارہم

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سید محی الدین عرف صاحب اللہ نے سجادۂ مشیخت کو زینت بخشا۔ [منقول از تاریخ دکن]

حضرت حاجی سید شاہ حسین ہنسوری قادری مدنی قدس سرہٗ

مجمع الانساب میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں مرقوم ہے: حاجی سید شاہ حسین مدنی بن سید رکن الدین بن سید جلال الدین بن سید علاء الدین بن سید عماد الدین بن سید قطب الدین بن سید تاج الدین بن سید قطب الدین بن سید شرف الدین بن سید جمال الدین بن سید برہان ابومحمد بن سید ضیاء الدین بن سید عین الدین بن سید سیف الدین بن سید حسام الدین بن سید معین الدین بن سید ابوصفا قاسم حسینی المدنی بن سید ادریس بن سید مرتضیٰ حسینی بن سید جعفر ثانی بن سیدنا امام علی نقی الہادی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ علی عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں آپ مدینہ سے تشریف لاکر بیجاپور میں سکونت گزیں ہوئے۔ آپ حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالحئی خلیفہ حضرت شاہ نظام الدین قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔

تعلیم وتربیت ظاہر وباطن پاکر رائچور کے قریب موضع ہنسور میں اقامت کی اور مریدین کے ارشاد وتربیت میں مشغول رہے۔ آپ کا فیض اطرافِ رائچور میں آج تک جاری ہے۔۱۰۸۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ موضع ہنسور میں آسودہ ہیں۔

آپ کے تین فرزند ہیں: سید مخدوم، سید محی الدین، اور سید ابوالفتح۔ موخر الذکر بڑے ولی کامل اور صاحب برکات بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی اولاد وہیں رہتی ہے اور صاحبان کوٹ تلار سے مشہور ہیں۔ [از روضۃ الاولیاء]

حضرت اَسداللہ گجراتی قدس سرہٗ

مجمع الانساب میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں لکھا ہوا ہے: سید اسداللہ گجراتی بن سید نور اللہ بن سید عبدالفتاح بن سید اسماعیل گجراتی بن سید برہان بن سید حسین بن سید نوراللہ بن سید عبدالفتاح بن سید جلال متقی بن سید عابد بن سید حمزہ بن سید اسداللہ بن سید حسین اکبر بن سید محمد بن سید ہاشم بن سید سیف اللہ بن سید ابوالقاسم بن حیدر کرار بن سیدنا امام علی نقی قدس اسرارہم

آپ مشاہیر علماے کبار اور اولیاے نامدار سے ہیں۔ ملک گجرات میں سکونت رکھتے اور ہمیشہ طلبہ کے درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے۔

(قاضی مولانا سید علی محمد بیجاپوری:) آپ کے فرزند اُستاذ البلد مولانا سید علی محمدؒ

ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں بیجاپور تشریف لائے اور وہاں درس وتدریس جاری فرمایا۔

آپ کے قدوم کی برکت سے اس ملک دکن میں علم ظاہری وباطنی نے کمالِ درجہ فروغ پایا۔ محمد عادل شاہ کے زمانے میں آپ بیجاپور کے عہدۂ قضا پر مامور رہے۔ چوتھی ذی قعدہ ۱۰۷۰ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار شہر بیجاپور میں اللہ پور دروازہ کی جانب ہے۔ تاریخ رحلت از افضل العلماء مولانا غلام مرتضٰی زبیری قدس سرہ۔

قاضی القضات عالم سید علی محمد ◉ ہم شرع را دلیلے ہم علم را نشاں بود
ہم در حدیث یکتا ہم فقہ راست نعماں ◉ در علم وفقہ معنی استادانس وجاں بود
ہر جا ملے است عالم ہر طالبے است صالح ◉ شہرے زفیض عامش آراستہ جناں بود
تدریس قدسیاں را چوں ذوق گشت غالب ◉ صد جانِ اہل معنی دنبال او رواں بود
بہر حساب رحلت در گوش جاں گرد گفت ◉ سید علی محمد از علم در فشاں بود
۱۰۷۰ھ

بیان اَولاد حضرت سیدنا اِمام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل بیت سے آپ امام یازدہم ہیں۔آپ کا نام حسن، کنیت ابو محمد اور لقب خالص وعسکری ہے۔آپ حضرت سیدنا امام علی نقی عسکری کے صاحب زادے ہیں۔روز پنج شنبہ ساتویں ربیع الاول ۲۳۲ھ کو مدینہ میں تولد ہوئے۔اور روز یک شنبہ ۲۲ر محرم ۲۶۰ھ کو معتمد باللہ کے زمانۂ خلافت میں زہر سے شہادت پائی اور 'سر من رأی' میں آسودہ ہیں۔

آپ کے چار صاحب زادے ہیں: حضرت سیدنا امام محمد مہدی، حضرت علی اکبر، حضرت علی اصغر اور حضرت محمد ثقفی رضی اللہ عنہم۔تاریخ رحلت ؎

حسن عسکری کہ معصوم است ◉ ہم چو آبائے خویش مسموم است
مصدر جود مظہر احساں ◉ بود ذاتِ مبارکش بہ جہاں
ذات او شاہ باز اوج شرف ◉ عمدۂ دودمان شاہِ نجف
از محرم کہ بست ودویم بود ◉ روز یک شنبہ اش سفر فرمود
سال نقلش ز راستی بر خواں ◉ کہ شدہ حرف راست از دوراں
مرقد پاک او قریب پدر ◉ نور بخشد بجرم شمس و قمر

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقش بند قدس سرہٗ

خزینۃ الاصفیا میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: خواجہ بہاء الدین نقشبند بن خواجہ سید محمد بن سید محمد بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی

صوفی خلوتی بن سید فخر الدین بن علی اکبر بن سیدنا حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہم

آپ عظمائے اولیائے متصرفین اور حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ کے خلفائے کبرائے کاملین سے ہیں۔ امام طریقت، پیر حقیقت اور پیشوائے شریعت تھے۔ ایام طفلی ہی سے کشف و کرامات اور خوارق عادات آپ سے ظہور پذیر ہونے لگے۔

خواجہ عبدالخالق عجدوانی کی روحِ مبارک سے آپ نے فیض اویسیہ حاصل کیا۔ رسالہ بہائیہ فی مقامات نقش بندیہ میں آپ کے احوال بہ تشریح مرقوم ہیں۔ تیسری ربیع الاوّل ۷۹۱ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مولد و مدفن قصر عارفاں بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ تاریخ رحلت ؎

آں کہ خلوت در انجمن دارد ◉ سفر و سیر در وطن دارد
پیشوائے طریق صدق و یقیں ◉ نقش بند جہاں بہاؤ الدیں
از ربیع نخست بود دوم ◉ باز از روے اختلاف نہم
شب دو شنبہ آں ولی ز جہاں ◉ شد بحکم الٰہ سوے جناں
سال تاریخ نقل آں محمود ◉ خردم خاص اہل دیں فرمود
سال نقلش کہ بہ ز گوہر سفت ◉ عقل ماہ بہشت والا گفت
شدہ تاریخ آں مکمل حق ◉ آمدہ نقش بند واصل حق
باز تاریخ آں خدا آگاہ ◉ زد رقم قطب اوج خلد اِلٰہ

[ملفوظِ بزرگانِ نقش بندیہ]

حضرت سید احمد البدوی مصری قدس سرہٗ

رسالہ انساب میں آپ کا سلسلہ جدیہ یوں تحریر ہے: سید احمد البدوی بن سید علی بن

سید ابراہیم بن سید محمد بن سید ابوبکر بن سید اسماعیل بن سید عمر بن سید علی بن سید عثمان بن سید حسین بن سید محمد بن سید موسیٰ بن سید یحییٰ بن سید عیسیٰ بن سید علی بن سید محمد ثقفی بن سیدنا حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ بڑے اولیاے کاملین میں سے ہیں اور صاحب کشف وکرامات بھی۔

(آپ کی ولادت ۵۹۶ھ میں 'زرقا الحجر' نامی ایک گاؤں میں ہوئی، جو مغرب کے علاقہ شہر 'فاس' میں واقع ہے۔ اور ۱۲ / ربیع الاوّل ۶۷۵ھ میں آپ نے اِس دارِفانی سے رحلت فرمائی۔ مصر کے علاقہ 'طنطا' میں آپ کی قبر مبارک زیارتِ گاہ خلائق ہے۔ طنطا یہ وہی جگہ ہے جہاں پر آپ سکونت پذیر اور عبادت گزیں تھے۔ جاے عبادت ہی کی جگہ آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے قبر کے اوپر بہترین گنبد تعمیر کیا گیا ہے جو خوبصورتی میں اپنا جواب آپ ہے۔ پھر اسی سے متصل ایک عظیم مسجد کھڑی کر دی گئی ہے، جو مدتوں سے مصر کی سب سے عظیم وکبیر مسجد تصور کی جاتی ہے۔ چریاکوٹی)

بیان حضرت سیدنا اِمام محمد مہدی رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل بیت سے آپ امام دوازدہم ہیں۔آپ کا نام محمد،کنیت ابوالقاسم اور لقب حجہ ومہدی ہے۔آپ حضرت سیدنا امام حسن عسکری کے فرزند دل بند ہیں۔مقام سرمن رأی میں روزِ جمعہ نصف شعبان ۲۵۵ھ میں تولد ہوئے۔اور ساتویں محرم ۲۶۵ھ میں رحلت فرمائی۔

اپنے والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف پانچ یا چھ برس کی تھی۔یہی اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہے۔شیعہ نے جو دوسری روایت بیان کی ہے کہ آپ غار جبل سامرہ میں غائب ہوگئے ہیں اُس کی کوئی اصل نہیں۔تاریخ رحلت ؎

آں کہ او ہادی است ومہدی خلق ◉ ذات والا اوست شادی خلق
سید افضل وامام ہمام ◉ شاہ ایام و پیشوائے انام
سال مولود آں امام زماں ◉ دومی عیسیٰ آمد است بخواں
جمعہ و ہفتم محرم بود ◉ کہ ز آفاق رحلتش فرمود
یافتم سال رحلتش بہ سند ◉ مہدی صاحب زماں آمد

صحابۂ کرام کی اولاد میں موجود چند بزرگانِ دین کا بیان

حضرت مخدوم عین الدین گنج العلوم جنیدی بیجاپوری قدس سرہٗ

کتاب مجمع الانساب میں آپ کا نسب نامہ یوں تحریر ہے :

شیخ العالم مخدوم شیخ عین الدین محمد ابوالعون جنیدی بن شیخ شرف الدین محمد متقی بلہوری بن شیخ سعدالدین اسماعیل اواب جنیدی بن شیخ شرف الدین ہبۃ اللہ قانع بن امام سعدالدین اسماعیل بن امام معین الدین محمد زاہد بن امام منارالدین ابومحمد مہتدی بن شیخ ازہدالدین ابوالحسن معلیٰ ماسرجی بن ابوعبدالرحمٰن محمد سلمی بن ابوسعید حسین قریشی بن ابوالخیر اسماعیل بن ابوعمران مجید بن سید الطائفہ رئیس القوم ابوالقاسم خواجہ جنید بغدادی بن ابومحمد عمران کبیر بن ابوعبداللہ بناحی حبیب ثالث بن ابوصفا شیبان راعی بن ابوسلیم حبیب ثانی راعی بن ابوحبیب سلیم کوفی -استاد امام شافعی- بن ابوعبدالرحمٰن سلمی تابعی بن ابوعبداللہ حبیب صحابی -معلم امام حسن و امام حسین- بن سلیم ابوحبیب بن عبداللہ ابوسلیم بن سلیم ابوعبداللہ بن عبدمناف جدکلاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ مشاہیر علماے کاملین اور اولیاے متصرفین سے ہیں۔ ۷۰۶ھ میں دہلی کے قریب پیدا ہوئے۔ بیجاپور میں آ کر درس وتدریس جاری فرمایا۔ بیجاپور کے قرب وجوار میں آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی پھیلے ہوئے ہیں۔ ۷۹۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ بیجاپور میں مدفون ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ دکن]

حضرت مولانا محمد عبدالحلیم لکھنوی قدس سرہٗ

رسالہ 'حسرت العالم' میں آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: مولانا محمد عبدالحلیم لکھنوی بن مولانا محمد امین اللہ بن محمد اکبر بن ابی الرحم بن یعقوب بن عبدالعزیز بن احمد سعید بن مولانا قطب الدین شہید سہالوی بن عبدالحلیم بن عبدالکریم بن شیخ الاسلام احمد بن حافظ الدین محمد لاہوری بن شیخ فضل اللہ بن شیخ محی الدین بن شیخ نظام الدین بن شیخ علاؤالدین انصاری بن مولانا اسماعیل بن مولانا اسحٰق بن داؤد بن عزیز الدین بن جمال الدین بن خواجہ دوست محمد بن خواجہ غیاث الدین بن معزالدین بن حبیب اللہ بن خواجہ شمس الدین بن جلال الدین بن ظہیرالدین بن سلطان محمد بن نظام الدین بن شہاب الدین محمود بن ایوب بن جابر بن مقری الباری عبداللہ انصاری بن ابومنصور محمد بن ابومعاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن منصور بن سیدنا ابوایوب انصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ بزرگ ہندوستان کے بڑے عالم کامل، اور فاضل اجل تھے۔ ۱۲۳۹ھ میں تولد ہوئے۔ بڑے بڑے اساتذہ کرام سے علوم حاصل کیا۔ تمام عمر درس وتدریس اور تصنیف کتب میں مشغول رہے۔ ہزارہا طلبہ کو آپ کی خدمت سے فیض پہنچا۔ چونکہ یہ کتاب نسب کے باب میں لکھی گئی ہے؛ اس لیے آپ کے مزید احوال راقم نے تذکرۂ حیات العلماء میں لکھے ہیں۔ [رسالہ در احوال مولانا محمد عبدالحلیم لکھنوی]

حضرت مولوی محمد جمیل برہانپوری المشہور بسم اللہ قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ اس طرح مرقوم ہے: مولوی محمد جمیل بن مولوی عبدالغفار بن مولوی محمد حسن بن قاضی حبیب احمد بن شریف محمد بن جمیل محمد بن شریف محمد بن عبدالحلیم بن خضر بن نصیرالدین بن برہان الدین بن خضر بن عیسیٰ بن الیاس بن حسن بن محمد بن علی بن یعقوب

بن محمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بن ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن علی بن احمد بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف رضی اللہ عنہم

یہ بزرگ بڑے مشاہیر علمائے دکن سے ہیں۔ آپ نے تمام عمر طلبہ کے درس وتدریس میں صرف کی۔ مدرسہ دارالعلوم حیدرآباد دکن کے اِجرا کے ابتدائی دنوں میں آپ وہاں علوم عربی کے مدرسِ اول مقرر ہوئے۔

آپ حضرت شاہ ابوسعید خلیفہ حضرت شاہ غلام علی شاہ نقش بندی کے مرید تھے۔ ۲۳ر جمادی الاوّل ۱۲۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اور حیدرآباد میں محلّہ شکر گنج کے درمیان صفدرنواز جنگ کی مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔

(مولوی محمد عزیز الرحمٰن:) آپ کے فرزند مولوی محمد عزیز الرحمٰن مرحوم ہیں۔ جنھوں نے بمبئی میں حضرت مولانا مولوی محمد اکبر صاحب کشمیری مرحوم کی خدمت میں رہ کر علومِ معقول ومنقول کو حاصل کیا اور مدت تک مجسٹریٹی کے درجہ اعلیٰ پر شہر برہان پور میں فائز رہے۔

۱۲۸۹ھ میں وارِدِ حیدرآباد دکن ہوئے۔ اور محکمہ عدالت تصفیہ ساہوان کے رکن ومنصب عالی سے سرفراز ہوئے۔ ۱۹ر جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ کو شہر برہان پور میں رحلت فرمائی اور وہیں اپنے بزرگوں کے مقبرہ میں شیخ پورہ کے قریب مدفون ہیں۔

فی الحال ان کے فرزند برخوردار قاضی محمد سراج الرحمٰن -طول عمرہ- برہان پور میں رونق افزائے مسند قضا ہیں۔ خدا ان کو توفیق علم وعمل عطا فرمائے۔ تاریخ وفات از مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

جب کہ قاضی عزیز رحماں کا ◉ دار فانی سے انتقال ہوا
سارے پس ماندگاں ہوئے غم گیں ◉ شہر برہان پور غم سے بھرا

صاحب علم وفضل حامی دیں ◉ زیب مسند شریعت غرا
اہل اسلام سب ہوئے مغموم ◉ کہ ہوا نور گم ہدایت کا
اس سبب سے یہ سال غم کا خلیلؔ ◉ ہوگیا مہ غروب میں نے کہا

[حیات العلماء تذکرۂ علماے ہندوستان]

حضرت شیخ مخدوم رکن الدین احسن آبادی قدس سرہٗ

آپ کو شیخ سراج الدین محمد جنیدی بھی کہتے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مخدوم شیخ سراج الدین محمد جنیدی بن شیخ سراج الدین مظفر بن شیخ شرف الدین ملک داؤد بن شیخ حمید الدین حامد مشفق بن سعد الدین اسماعیل مشتہد بن امام معین الدین محمد زاہد بن امام منار الدین ابومحمد مہتدی بن ابوالحسن علی ماسرجی بن شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری بن شیخ حسین القرشی بن شیخ ابوعمر اسماعیل بن شیخ ابوعمران نجید شعارالدین بن سیدالطائفہ رئیس القوام ابوالقاسم خواجہ جنید بغدادی قدس اسرارہم

آپ اکابرین متقدمین اولیاے دکن اور مشاہیر مشائخین متصرفین سے ہیں۔ آپ سلطان علاؤ الدین حسن کانگوبہمنی بادشاہ کے زمانے میں شہر احسن آباد گلبرگہ میں تشریف لائے۔ سید علاؤ الدین جیوری سے دولت آباد میں آکر مرید ہوئے اور بیس برس تک پیر کی خدمت میں رہ کر تمام فیوضاتِ ظاہری و باطنی اخذ کیے۔ اور پھر بحکم پیر و مرشد موضع کونجی المعروف کرچیاں میں آکر سکونت اختیار کی اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔

سلطان علاؤ الدین نے موضع مذکور آپ کے لیے جاگیر مدد معاش مقرر کی، جو اب تک ان کی اولاد میں جاری ہے۔ پھر پینتالیس برس کے بعد گل برگہ تشریف لائے۔ اور گیارہ برس احسن آباد میں علم ارشاد و ہدایت بلند کیا۔

نویں شوال ۹۹۵ھ کو محمود شاہ بہمنی کے زمانۂ سلطنت میں انتقال فرمایا۔ آپ کی قبر گل برگہ شریف میں ہے۔ آپ کی اولاد کرچیاں اور احسن آباد میں رہتی ہے۔ [منقول از خورشید جاہی]

حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشاہیر علماے کبار عالی مقدار سے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مولانا عبد العلی بحر العلوم بن ملا نظام الدین بن ملا قطب الدین الشہید سہالوی بن عبد الحلیم بن عبد الکریم بن شیخ الاسلام احمد بن حافظ الدین محمد لاہوری بن شیخ فضل اللہ بن شیخ نظام الدین بن شیخ علاؤ الدین انصاری سے ہوتا ہوا سیدنا ابو ایوب انصاری مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ آپ کے بزرگوں میں سے شیخ علاؤ الدین انصاری ہند کی طرف آئے اور دہلی کے قریب سکونت اختیار کی اور وہیں آسودہ ہیں۔ پھر ملا نظام الدین قصبہ سہالی میں آ کر مقیم ہوئے۔

(امام الاساتذہ ملا قطب الدین شہید:) انھیں کی اولاد کی آٹھویں پشت میں ملا قطب الدین شہید امام الاساتذہ ومقدام الجہابذہ ہوئے ہیں جو معدنِ علوم عقلیہ اور مخزن فنونِ نقلیہ تھے۔ آپ نے تمام عمر درس وتدریس میں گزاری۔ اکثر علماے ہند کا سلسلۂ تلمذ آپ تک منتہی ہوتا ہے۔ ۱۲۰۳ھ میں نزاعِ موروثی کے سبب آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کی اولاد فرنگی محل لکھنو، اضلاعِ بنارس اور مرزاپور وغیرہ میں موجود ہے۔

مولانا بحر العلوم موصوف کو نواب والا جاہ محمد علی خاں رئیس کرناٹک نے بصد اعزاز طلب کیا اور آپ کے لیے مدرسہ وغیرہ تعمیر کیا۔ صدہا طلبہ آپ کی خدمت سے مستفید ہو کر

عالم علومِ ظاہری ہوئے۔

'بحر العلوم' کا خطاب آپ کو وہیں سے ملا۔۱۲/رجب ۱۲۳۵ھ میں رحلت فرمائی۔ مدراس میں آسودہ ہیں۔تاریخ وفات ؎

آں مخزن علم ودیں کہ مانند ◉ عبدالعیش بہ ہفت کشور
ہر گاہ کہ از تنش بنا گاہ ◉ شد عازم خلد روح اطہر
شد ماتم او چناں کہ گردید ◉ برپا ہمہ جا فغانِ محشر
چوں با شعرا سن وفاتش ◉ پرسید کسے بدیدۂ تر
گفتند کہ شد تہی زی کرد ◉ دریاے شریعت پیمبر

[از: رسالہ احوال ملک العلماء]

حضرت قاضی ابراہیم زبیری بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ

کتاب 'مجمع الانساب' میں آپ کا نسب نامہ یوں ہے: سند العلماء قاضی ابراہیم زبیری بن مولانا محمد کبیر زبیری بن برہان الدین بن عبدالوہاب بن احمد غازی گجراتی بن محمود زبیری بن داؤد بن حبیب اللہ بن عبدالشکور بن جمال الدین بن شیخ محمد بن شیخ نصیر الدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ حامد بن شیخ یعقوب بن شیخ محمود بن شیخ موسیٰ بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ عاصم بن شیخ حارث بن شیخ نصر بن شیخ عامر بن شیخ عاصم بن شیخ مصعب بن شیخ عبداللہ بن شیخ زبیر صحابی-من عشرۃ المبشرہ- بن ام صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ بڑے اولیاے کاملین اور علماے عالی درجات سے ہیں۔آپ کے جد پنجم مولانا احمد غازی گجراتی ہیں جو بڑے عارف باللہ تھے اور احمد آباد میں مسند مشیخت کو زینت دیتے تھے، اور وہیں آسودہ ہیں۔ پھر اسی بزرگ کی اولاد میں سے مولانا محمد زبیر الکبیر

بیجاپور میں ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں تشریف لاکر سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہیں بیرونِ حصار بیجاپور میں آسودہ ہیں۔

آپ کے فرزند مولانا قاضی ابراہیم زبیری ہیں۔ انھوں نے تمام عمر طلبہ کے درس وتدریس اور مریدوں کے اذکار واشغال میں صرف کی۔ آپ نے شیخ جان اللہ المشہور عطاءاللہ سے خرقۂ خلافت سہروردیہ اخذ کیا۔ جن کا مزار برہان پور میں ہے۔

پھر آپ نے چند روز بیجاپور کے عہدۂ قضا کو بڑی دیانت داری سے چلایا۔ صدہا لوگ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے فیض یاب ہوئے۔ بارہویں رجب ۱۰۹۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ اندرونِ حصار بیجاپور متصل رنگین مسجد میں آپ کا مزار ہے۔

تاریخ رحلت ؎

ناصر الشرع حجۃ الاسلام ◉ درۃ التاج افسر العلماء
سنی پاک عالم وعامل ◉ صوفی صاف قدوۂ عرفا
برتریں فیض گیر عقل عاشر ◉ محرم کہنہ الذی اسریٰ
حبر علامہ قاضی ابراہیم ◉ مقعد صدق شد ورا مثوا
بود دریاے فضل او در جوش ◉ یافت از وے کمال قدر علا
عالمے مستفید گشت ازو ◉ بکمالاتِ صورت ومعنیٰ
انتشر علما علی الآفاق ◉ واشتہر اسمہ بورع وتقی
در زمانش نیافت شمس وقمر ◉ ہم چو زہاد کامل التقویٰ
بر دکن ایں سواد بیجا پور ◉ از وجودش بفخر و فر وبہا
جملہ وصف او نیارم گفت ◉ کلت الالسنۃ فکیف انا
کان دال وصاد فوق الغین ◉ سیزدہ رجب لیلۃ الغرا

در پس پردہ ایں جہاں گشتہ ◉ چو رسیدہ بارجعیش ندا
ہر طرف نالہ وفغاں بر خاست ◉ ہو سوے نوحہ ہاے وا ویلا
چوں کہ تاریخ جستم از دل گفت ◉ شد فرو آفتاب اوجِ ہُدیٰ
۱۰۹۴ھ

(مولانا حافظ غلام محمد زبیری:) اس خاندان کے لوگ بیجاپور ہی میں رہتے ہیں۔ ایک بزرگ کا نسب نامہ ہاتھ آیا ہے جسے ناظرین کے لیے قلم بند کیا جاتا ہے: حافظ غلام محمد زبیری بن غلام مرتضیٰ بن حافظ محمد ابراہیم بن مولانا اسماعیل بن عبدالقادر بن قاضی ابراہیم زبیری قدس اللہ اسرارہم

آپ عالم کامل اور فضل اجل مشائخین بیجاپور سے تھے۔ عین ایام جوانی میں پانچویں شوال ۱۲۴۰ھ میں رحلت فرمائی۔ حضرت شاہ ہاشم علوی کے مقبرہ کے قریب مدفون ہیں۔ تاریخ وفات از مولانا عبدالفتاح گلشن آبادی والد راقم ہذا۔

کرد حیفے سپہر برمن زار ◉ کہ ازو بر رخ اشک دارم لعل
یعنی فرزند نو جوانم برو ◉ روز وشب خوں ز دیدہ بارم لعل
سال فوتش چو جستم از دل گفت ◉ آہ گم گشتہ از کنارم لعل
۱۲۴۰ھ

[از کتاب: روضۃ الاولیاء بیجاپور]

شیخ الاسلام شمس الدین ابوالفتح محمد قادری بیدری قدس سرہٗ

مجمع الانساب میں آپ کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے: شاہ شمس الدین ابوالفتح شیخ محمد القادری بن شیخ ابراہیم بن شیخ فتح اللہ بن شیخ ابوبکر بن شیخ فخر الدین بن شیخ بدرالدین بن شیخ

اسیدار فخرالدین بن بدرالدین بن اسیدار شاہ مینا بن امیر شاہ غوری بن سلطان شہاب الدین غوری الغزنوی۔

آپ مشاہیر اولیاے کرام اور اتقیاے عظام سے ہیں۔ بڑے بزرگ، عارف باللہ، شیخ کامل اور فرید العصر تھے۔ غرہ شوال ۹۳۵ھ میں انتقال فرمایا، اور بیدر میں مدفون ہیں۔

(شیخ ابراہیم مخدوم:) آپ کے فرزند شیخ ابراہیم مخدوم جی بن محمد ملتانی ہیں جو شیخ مشائخین دکن تھے۔ ۲۲؍شوال ۹۷۲ھ میں رحلت فرمائی۔

(مولانا شیخ اسماعیل محدث بیجاپوری:) آپ کی اولاد میں حضرت مولانا شیخ اسماعیل محدث بیجاپوری ہوئے ہیں جو علماے کاملین بیجاپور سے ہیں۔ جن کا نسب یہ ہے: شیخ اسماعیل محدث قادری بن شاہ محمد اکبر بن شاہ حسین بن شیخ ابراہیم مخدوم جی بن شیخ الاسلام شیخ محمد القادری البیدری قدس اسرارہم

آپ عادل شاہ ابراہیم کے زمانۂ سلطنت میں بیدر سے بیجاپور آئے۔ اور وہاں پر علومِ ظاہری کا درس وتدریس جاری رکھا۔ ہزارہا لوگ آپ کے فیض سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے فرزند مولانا لطف اللہ اور مولانا شاہ محمد بڑے عالم کامل ہوئے ہیں۔

آپ کا فیض وارشاد مشہور ہے۔ آپ کی قبر بیجاپور میں زہرہ پور دروازہ کے قریب ہے۔ [منقول از مشکوٰۃ النبوۃ]

حضرت مولوی خیرالدین محدثِ سورتی قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے مرقوم ہے: مولوی خیرالدین بن محمد زاہد بن حسن بن شاہ محمد بن لاڈ محمد بن محمد عمر بن محمد اسحٰق بن شیخ بڈھا بن مولانا عیسیٰ بن محمد عرب بن شیخ عیسیٰ بن ابوبکر بن فضیل بن عبدالرحمٰن بن ابوالقاسم بن زید بن عبداللہ بن ثابت بن عبداللہ بن

عبدالملک بن حاتم بن فتح اللہ بن ابی ذرعہ بن ہاشم بن قسم بن زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہم

آپ ملک گجرات کے علمائے کرام سے ہیں۔ آپ کے بزرگوں میں سے پہلے شیخ محمد عرب، مدینہ منورہ سے ہند کی جانب آئے اور قصبہ نوساری میں سکونت اختیار کی۔ پھر وہاں سے سورت میں تشریف لاکر اپنے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے صدہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔ نیز آپ مدرسے میں درس معقول و منقول دیا کرتے تھے۔

(مولانا حسن محمد:) اسی خاندان میں ایک بزرگ مولانا حسن محمد، بادشاہ عالم گیر کے عہد سلطنت میں بڑے فاضل مانے جاتے تھے۔ دور دراز سے لوگ آپ کے پاس آتے اور مسائل مشکلہ کو حل کرتے تھے۔

(مولانا محمد زاہد) آپ کے فرزند مولانا محمد زاہد بھی بڑے عالم کامل تھے۔ ہمیشہ درس وتدریس میں لگے رہتے اور لوگوں کو فیض پہنچاتے رہتے تھے۔

آپ کے فرزند مولوی خیرالدین ہیں۔

(مولوی شیخ محمد صالح:) پھر ان کے فرزند مولوی شیخ محمد صالح ہیں جو عدالت سورت میں عہدۂ افتا پر منصوب تھے۔ ۱۷/ذی قعدہ ۱۲۳۴ھ میں انتقال ہوا، سورت میں آسودہ ہیں۔

(مفتی نظام الدین:) دوسرے فرزند مفتی نظام الدین ہیں جو ۱۲۴۰ھ میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔

مولوی محمد صالح کے دو فرزند تھے: مولوی مصلح الدین جو سورت ہی میں مدفون ہیں۔ جب کہ دوسرے بیٹے شہاب الدین بڑودہ میں سکونت پذیر ہیں۔ [منقول از تذکرۂ صلحاے سورت]

حضرت شاہ شیخ یٰسین قدس سرہٗ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: شاہ شیخ یٰسین بن شیخ ابوبکر بن شیخ محمد صادق بن شیخ عطاء اللہ بن شیخ عبداللہ بن شیخ عبداللطیف بن شیخ پیرمحمد چانپانیری بن شیخ جلال بن شیخ عبدالعزیز بن شیخ عبداللہ بن شیخ ابراہیم بن شیخ جعفر بن شیخ جلال بن شیخ محمود بن شیخ عبداللہ بن شیخ حمید بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ عثمان بن شیخ مصعب بن شیخ ابان بن شیخ عامر بن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم۔ آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔

(شیخ پیرمحمد چانپانیری:) آپ کے نسب میں ایک بزرگ شیخ پیرمحمد چانپانیری ہیں جنھوں نے علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت غوث العالم محمد غوث شطاری گوالیری سے خرقہ خلافت اخذ کیا۔ آپ بھی اجلہ مشائخین گجرات سے تھے۔ آپ مولوی ولی اللہ بن مولانا غلام محمد برہانپوری کے شاگردِ رشید ہیں۔

آپ کے فرزند شیخ عبداللطیف نے احمد آباد میں سکونت اختیار کی اور وہیں مدفون ہیں۔

(شیخ ابوبکر سورتی:) آپ کے والد ماجد شیخ ابوبکر نے سورت میں آکر قیام فرمایا اور خلق خدا کی ہدایت میں مشغول ہوئے۔ ۱۱۵۷ھ میں انتقال فرمایا اور مسجد مرجان شامی میں مدفون ہیں۔

آپ کے فرزند شاہ شیخ یٰسین تھے۔ جن کے تین فرزند ہوئے: شیخ عبداللہ- متوفی ۱۲۳۴ھ-۔ شیخ غلام محی الدین- متوفی ۱۲۳۳ھ-۔ شیخ پیرمحمد- متوفی ۱۲۶۱ھ-۔

شیخ غلام محی الدین کے فرزند کا نام مولوی محمد فاضل ہے۔ جنھوں نے ۱۳۰۲ھ مین اس دنیاے فانی سے کوچ کیا۔ [از تذکرۂ صلحاے سورت]

حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ بڑے بزرگِ زمانہ عارف اور عابد وزاہد تھے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت خواجہ معروف کرخی بن فیروزاں مولیٰ آزاد کردۂ حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا بن سلیمان بن مسعود بن سعد بن زید بن عبدالرحمٰن بن سلمان بن عیسیٰ بن محمد محسن- جو سیدالشہد اامام دشت کربلا کے ساتھ شہید ہوئے- بن معاویہ ثانی۔

یہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے باغیوں کے ہاتھ سے ۲ر محرم ۲۰۰ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کی قبر بغداد شریف میں ہے۔

(خواجہ گل محمد احمد پوری:) اس بزرگ کے خاندان سے حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری کا نسب نامہ کتاب تکملہ سیر الاولیاء میں یوں لکھا ہے :

خواجہ گل محمد احمد پوری بن مولوی الٰہ یار بن شیخ محمد گل حکیم بن حافظ شیخ عبدالرشید بن شیخ محمد حسین بن شیخ کریم داد وڈ پگہ بن شیخ بدرالدین بن شیخ ظہیر الدین شیخ الاسلام بن حافظ احمد بن حاجی علی رضا بن حاجی احمد بن حافظ محمود بن مراد علی بن امان اللہ بن نور الدین بن عباس علی بن محمد تقی بن رشید الدین بن سعید الدین بن نظام الدین بن محمد نصیر بن شیخ حیدر بن محمد صالح بن شہاب الدین بن محمد عارف بن جمال الدین بن عبدالغنی بن محمد جعفر بن شیخ حامد بن شیخ محمد بن خواجہ محمد محفوظ بن خواجہ معروف کرخی قدس اسرارہم

حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری قدس سرہ کاملین مشائخین سے ہیں۔ عارف باللہ، اور صاحب ولایت وکشف وکرامات تھے۔ نعمت خلافت خاندانِ چشت سے پائی تھی۔ ۹ر محرم ۱۲۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ احمد پور ریاست بہاولپور میں مدفون ہیں۔

آپ کی اولاد میں فی الحال حضرت محمد نجم الدین معروفی کرخی سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے آباواجداد کے سجادۂ مشیخت پر زینت بخش ہیں۔ان کا نسب نامہ یہ ہے: محمد نجم الدین بن مولانا شیخ نظام الدین بن خواجہ محمود بخش بن خواجہ گل محمد احمد پوری۔

فائدہ : اسی نسب میں شیخ محمد حسین کے دوسرے بھائی شیخ محمد صدیق سے شیخ محمد فاروق بنگالہ کی جانب تشریف لاکر سکونت اختیار کی۔ان کی اولاد وہیں رہتی ہے۔جب کہ شیخ محمد حسین کے دوسرے بھائیوں سے شیخ محمد زماں اور شیخ رحیم داد کی اولاد ملتان، خیرپور، بہاول پور، مبارک پورا اوراحمد پور میں سکونت رکھتی ہے۔ [تکملہ سیرالاولیاء مصنفہ خواجہ گل محمد احمد پوری]

حضرت شاہ محمد علی حبیب پھلواری قدس سرہٗ

آپ شاہ ابوالحسن قادری کے خلف الرشید ہیں۔صوبہ بہار کے نامی گرامی مشائخین سے تھے۔علومِ ظاہری میں کمال تھا۔درس وتدریس اورتصنیف وتالیف میں ساری عمر بسر کی۔۲۷؍ربیع الاوّل ۱۲۹۵ھ میں رحلت فرمائی۔پھلواری میں آسودہ ہیں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: محمد علی حبیب بن ابی الحسن بن نعمت اللہ بن مجیب اللہ بن ظہوراللہ بن کبیرالدین بن رکن الدین بن محمد حسین بن امیر عطاءاللہ جعفری بن سعداللہ بن فتح اللہ بن مجیب اللہ بن ہدایت اللہ بن محمد امیر بن امیر سمین بن محمد امین بن محمد ابراہیم بن عمر دراز بن محمد عبیداللہ بن محمد حمید بن محمد حسن بن اسماعیل بن امیر محمد بن امیر علی بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابوطالب رضی اللہ عنہم

خاتمة الکتاب

نوشتہ سید احمد تذکرہ انساب را حاوی
برائے آل واصحابِ نبی اولادشاں اظہر
کہ از اہل عرب اسلاف و احفاد آمدہ اینجا
بلادِ ہند را موطن نمودہ ہرکجا اکثر
مشائخ پیرزادہ عالم و فاضل چہ عالی قدر
معطر خاک ہندستان جسم و جان شاں یکسر
بہ ترویج مسلمانی چہ سعی وافرہ کردند
خدا رحمت کند بر خاندان باقیہ مضطر
چو اشرفؔ جست سال طبع آں از ہاتف غیبی
ثواب ماہ ذی الحجہ بگو تاریخ ایں دفتر
۱۳۱۲ھ

ایضاً

شد علم دیں برحمت از معجزاتِ احمد ◉ الاولیاے امت علماے دین اکمل
ختم رسالت آمد ایں دور آخریں را ◉ علم و عمل نوادر ہم مجمل و مفصل
تاریخ الاولیاء شد تالیف سید احمد ◉ زاں بعد جمع کردہ انساب خاص اشمل
انساب آل واصحاب حضرت ہند دانند ◉ اجداد خود شناسند بانقش ہاے اجمل
اولاد عالمانند از باقیات صلحا ◉ برکات و رحمت آید در یادگارِ منزل

مبدأ معاد خود را ز اہل قبائل پاک ◉ داند سعادت از دل چوں عارفان افضل
ہاتف بگفت اشرفؔ در مصرعے دو تاریخ ◉ ذکر امام برحق - ذکر نبی مرسل
۱۳۱۲ھ ۱۳۱۲ھ

ایضاً

انساب اولیا را بنوشت سید احمد
چوں دور آخر آمد وقت بہار گلشن

تاریخ بہر ختمش اشرفؔ بجست از دل
ہاتف بگفت سالش بزمِ بہشت روشن
۱۳۱۲ھ

◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉ ◉

[اضافۂ چریاکوٹی]

فہرست اَلف بائی Alphabetical Index

[الف]

غ

ن

[ھ]

[ی]

[الحمدللہ! یہاں آ کر فقیر کی مرتبہ فہرست ہجائی مکمل ہوئی۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما کر اسے میرے لیے خصوصاً اور میرے جملہ معاونین وخیر خواہان کے لیے عموماً توشۂ آخرت اور سامانِ بخشش بنائے]

رفاعی مشن، ناسک کی فخریہ پیشکش

﴿ **کیا یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں؟** ﴾ عالم عرب کے ممتاز و معروف عالم دین، فقیہ عصر شیخ آل سمیط باعلوی حسینی شافعی کی ایمان افروز تحریر 'مسائل کثر حولها النقاش والجدل' کا شگفتہ ترجمہ، مولانا سید رضوان احمد رفاعی کے قلم سے۔عقائد و معمولاتِ اہل سنت کو دلائل و شواہد سے نکھار کر پیش کرنے والی اور ان میں کیڑے تلاش کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دینے والی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب۔

﴿ **توفیق کے زینے...** ﴾ عقائد، فقہ شافعی، اور اِسلامی اخلاق و آداب پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع کتاب سلم التوفيق إلى محبة الله على التحقيق مصنفہ امام عبداللہ بن حسین حضرمی رحمہ اللہ ورضی عنہ (م۱۲۷۲ھ) کی مایۂ ناز عربی تصنیف کا سدابہار ترجمہ اور بے لاگ تحشیہ مولانا سید رضوان احمد رفاعی شافعی ثقافی کے سیال وجوال قلم سے۔ یہ کتاب فقہ شافعی کے اَسرار و رموز پر اطلاع وواقفیت کے آرزومندوں کے لیے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔

﴿ **مزار پر چادر چڑھانے کا محتاط طریقہ** ﴾ اہل اللہ اور عارفانِ حق کی قبروں پر چادر چڑھانے نیز دیگر معمولاتِ اعراس وغیرہ کی بجا آوری میں کچھ بے اعتدالیاں دیکھنے میں آتی ہیں، ان کی درمندانہ اصلاح اور ایک معتدل فکر ونظر عطا کرنے والی تحریر دل پذیر۔

﴿ **خلاصۂ مضامین قرآن** ﴾ قرآن کریم کے تیسوں پارے کی دل آویز اور سبق آموز تلخیص، عقائد اہل سنت کا آیات کی روشنی میں اثبات واظہار، تراویح کے بعد پڑھ کر نمازیوں کو سنانے کے لیے ایک بے نظیر کتاب۔ حفاظ کرام کے لیے ایک نایاب تحفہ۔

﴿ **طوافِ خانۂ کعبہ کے روح پرور واقعات** ﴾ حج وعمرہ کے دوران جو عمل سب سے زیادہ کیا جاتا ہے وہ طواف بیت اللہ شریف ہے؛ مگر ہمیں بسا اوقات اس کی باریکیوں کا پتا نہیں ہوتا، الحمد للہ! یہ کتاب آپ کو انھیں اسرار ورموز پر اطلاع بخشے گی، اور عہد رسالت سے عہد رواں تک کے ایمان افروز اور روح پرور واقعات کا ایک حسین تسلسل پیش کرے گی، جس میں ہماری ہدایتوں کے سینکڑوں چراغ روشن ومنور ہیں۔

﴿ **برکات الاولیاء** ﴾ وہ علما وفضلا جو اپنے وقت کے عارف باللہ مشائخ بھی ہوئے اور میدانِ طریقت وحقیقت میں ذروۂ کمال کو پہنچے، ان کی سرگزشت حیات کو جاننے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ تاریخ وتصوف سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مولانا سید امام الدین گلشن آبادی کے شگفتہ قلم سے ایک عظیم علمی وتحقیقی وماخذی تحفۂ بے نظیر۔

﴿ **ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ** ﴾ اس وقت بدقسمتی سے لوگ فکر ونظر کے ایک عظیم دیوالیے سے دوچار ہیں اور حق وباطل کا تشخص کچھ گڈمڈ سا ہو گیا ہے اور ہم اپنے ہی لوگوں کو صلح کلی کا طعنہ دینے پر تلے ہوئے ہیں، یہ کتاب بتائے گی کہ اصل صلح کلی کون ہیں؟

﴿ **حیاتِ اشرف** ﴾ سرزمین ناسک کی ایک عظیم علمی وروحانی شخصیت مجاہد سنیت حضرت علامہ مفتی سید الخلفاء پیرزادہ مولانا سید عبد الفتاح گلشن آبادی معروف بہ میر اشرف علی کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک وقیع دستاویز مولانا سید بشیر الدین نقوی کے قلم سے۔

﴿ **کاش نوجوانوں کو معلوم ہوتا!** ﴾ نوجوان ہی دراصل کسی معاشرے کا مستقبل اور گراں قدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اپنے حُسنِ عمل اور جذبۂ خیر وصلاح سے دنیا کو رشکِ فردوس بنا دیں، اور چاہیں تو نمونۂ جہنم۔ پڑھیے ایک انقلاب آفریں تحریر۔

❁ 【**اربعین مالک بن دینار**】 مشہور تابعی حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ والرضوان سے مروی چہل احادیث کا ایک نایاب مجموعہ، جو پہلی بار اشاعت پذیر ہوا۔

❁ 【**تحفہ رفاعیہ**】 سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے تعلق سے بہت سے شکوک وشبہات لوگوں کے ذہن میں اُٹھتے رہتے ہیں ان کے مدلل جوابات پر مشتمل ایک شاہکار کتاب۔

❁ 【**دولت بے زوال**】 حصولِ رزق وبرکات نیز دفع تنگی ومحتاجی کے دوسو مسائل و فوائد کو بیان کرنے والی ایک اچھوتی کتاب، جو ہر سنی مسلمان کے زیر مطالعہ رہنی چاہیے۔ یہ کتاب اُردو اور ہندی دونوں زبانوں میں رفاعی مشن سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

❁ 【**مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر الزامِ خودکشی!**】 صحیح بخاری شریف کی ایک روایت پر اُٹھائے گئے اعتراضات وشبہات کے مدلل ومبرہن اور دندان شکن جوابات۔

❁ 【**چار بڑے اقطاب**】 آسمانِ ولایت وقطبیت کے چار آفتاب (جیلانی، رفاعی، بدوی، دسوقی) کے حالاتِ زندگی اور ان کی تعلیمات وارشادات کا اِحاطہ کرنے والی تحریر۔

❁ 【**ترجمانِ اہل سنت**】 اہل سنت وجماعت کے اساسی افکار وعقائد اور معمولات ونظریات پر روشنی ڈالنے والی ایک مختصر مگر جامع ومانع تحریر دل پذیر۔

❁ 【**جامع ازہر کا فتویٰ**】 انہدامِ قبور اور ان کی بے حرمتی کی حرمت پر علماے ازہر شریف کا متفقہ ایک مبسوط فتویٰ، جو بہت سی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کر کے رکھ دے گا۔ یہ فتویٰ اُردو اور ہندی دونوں زبانوں میں دستیاب ہے۔

❁ 【**فقہ مہائمی**】 حضرت مخدوم فقیہ علی مہائمی شافعی کی ایک شاہ کار عربی تصنیف کا مایۂ ناز اُردو ترجمہ علامہ رضوان احمد رفاعی کے قلم سے۔ مترجم کے جابجا جاندار حواشی نے کتاب میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ فقہ شافعی سے تعلق رکھنے والوں کے لیے ایک بے نظیر تحفہ!!!!!۔